پیش رس

کسی گمشدہ شہزادی کی تلاش آسان کام نہیں ہے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ قصہ حاتم طائی کے صفحات شہزادیوں کے تذکروں سے پر ہیں.... نہ صرف یہ کہ خود حاتم کو شہزادیوں کی تلاش رہتی تھی۔ بلکہ اس کے ملنے جلنے والے بھی اسی خبط میں مبتلا تھے۔ لیکن یہاں قصہ حاتم طائی دہرانا مقصود نہیں ہے۔ میں تو صرؔف یہ کہہ رہا تھا کہ شہزادیوں کی تلاش میں انہیں بڑی پر خطر راہیں تلاش کرنی پڑتی تھیں کبھی اژدھوں سے ملاقات ہوتی تو کبھی دوسرے درندوں سے، کبھی آدم خوروں سے جاٹکراتے، اور کبھی بھوتوں پریتوں سے....!

مجھے بھی ایک شہزادی کی تلاش تھی....! تلاش ہی ٹھہری....! لیکن آج کل حاتم طائی بننے میں بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں....! اگر کسی طرح بن بھی جائے تو جنگلوں میں خاک اڑانے والے وہ ڈیڑھ درجن شہزادے نہیں ملتے جن کی مرادیں برلائی جاسکیں.... خیر تو کہہ یہ رہا تھا کہ شہزادی کی تلاش شروع ہوتے ہی اژدھوں یا درندوں کی بجائے ملیریا کا ایک مچھر آٹکرایا اور پھر یہاں سے دوسری داستان شروع ہوگئی۔ (بالکل اسی طرح جیسے قصہ حاتم طائی کے درمیان دوسری داستانیں شروع ہوجاتی ہیں۔)

میرا خیال ہے کہ یہ دوسری داستان اس سے بھی زیادہ عجیب اور دلچسپ تھی! آپ خود ہی سوچئے کہ اگر ساڑھے پانچ فٹ کے اشرف المخلوقات کو ایک ننھا سا مچھر پچھاڑ جائے تو کیا آپ اسے عجیب نہ کہیں

گے....؟ آپ کے لئے یہ بات عجیب ہو یا نہ مگر میرے لئے تو عجیب ہی نہیں بلکہ "سنسنی خیز" بھی ہے.... بہر حال اس مچھر کی وجہ سے میں راستہ بھٹک گیا! چلا تھا گم شدہ شہزادی کی تلاش میں لیکن کونین کے کیپسولوں کی وادی میں آنکلا اور اب سوچ رہا ہوں کہ ایک ناول "مچھروں کی وادی" کے نام سے لکھ ڈالوں۔ حالانکہ ابھی تک "تاریک وادی" ہی کا وعدہ پورا نہیں کرسکا۔

ہاں جب اس مچھر نے مجھے دوسری راہ پر ڈال دیا تو شہزادی کی تلاش کیسے جاری رہ سکتی تھی.... نتیجہ یہی ہونا تھا کہ "گم شدہ شہزادی" آپ تک دیر سے پہنچے! مگر خدا کی پناہ! اس تاخیر کی وجہ دریافت کرنے کے لئے آپ نے اتنے خطوط لکھ ڈالے کہ اُب میں موت سے بھی ڈرنے لگا ہوں....! پتہ نہیں کب مرجاؤں اور آپ قبر پر ڈنڈے مار مار کر کہیں فلاں ناول فلاں تاریخ کو منظر عام پر لانے سے پہلے ہی مرجانے کا حق تجھ کو کیونکر حاصل ہوا....

خیر چھوڑیئے....! یہ لیجئے گم شدہ شہزدی حاضر ہے! اگر آپ اس میں کچھ خامیاں تلاش کرسکیں۔ تو اس ملیریا کے مچھر کو اس کہانی کا ویلین سمجھ کر معاف کردیجئے گا۔

ہاں ایک بات اور رہی جاتی ہے! میں ان سب دوستوں کا بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے عید کارڈ بھیجے تھے! میں اسی نامراد مچھر کی وجہ سے انہیں فرداً فرداً خط نہ لکھ سکا!

ابن صفی

۱۷ر مئی ۱۸۵۷

(۱)

گیارہویں شاہراہ شہر کی کشادہ ترین شاہراہوں میں سے ہے.... شہر کے مختلف حصوں میں اس کی حیثیت مختلف ہے!.... کاروباری حصے میں اس پر تل رکھنے کی جگہ نہیں رہتی!.... پھر ریلوے اسٹیشن کے قریب آیئے تو ٹریفک کا وہ اژدھام کہ ایک کنارے سے دوسرے کنارے جانے کا ارادہ کرنے میں ہی دو تین منٹ صرف ہو جاتے ہیں.... اور سولہویں شاہراہ کے کراسنگ پر تو پیدل چلنے والے بدحواس ہو جاتے ہیں!.... یہاں انہیں ٹریفک ہی کی طرح چوراہے پر کھڑے ہوئے کانسٹیبل کے اشاروں کا پابند ہو جانا پڑتا ہے....!

سولہویں شاہراہ کے چوراہے سے ایک فرلانگ تک یہی کیفیت رہتی ہے۔ پھر شہر کا کاروباری حصہ پیچھے رہ جاتا ہے اور بڑی بڑی رہائشی کوٹھیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے....! جن کے سامنے چھوٹے چھوٹے پائیں باغ لہلہاتے ہیں۔ گو یہاں شہر کی سی ہماہمی نہیں رہتی لیکن اس کا شمار بھی شہر کے بارونق ترین حصوں میں ہوتا ہے!

اور شہر کے اسی بارونق حصے میں وہ دلچسپ واقعہ ظہور پذیر ہوا۔

عمران اپنے بہترین ایوننگ سوٹ میں ملبوس چھڑی ہلاتا ہوا آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ اس کے لباس پر ایک شکن تک نہیں تھا! سخت کالر والی سفید قمیض بے داغ تھی اور گلے میں شوخ

رنگوں کی ٹائی لیکن چہرے پر برسنے والی حماقت؟ اس کے متعلق تو کہنا ہی فضول ہے۔

وہ چھڑی ہلاتا چلتا رہا! کبھی کبھی فلٹ ہیٹ کا گوشہ یا ٹائی کی گرہ بھی سنبھالنے لگتا تھا!.... دفعتاً وہ ایک جگہ رک گیا.... اور کنکھیوں سے بائیں جانب والی عمارت کی نیم پلیٹ پڑھی!.... پھر آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ سورج ابھی ابھی غروب ہوا تھا۔! دھندلکے کا غبار زیادہ گہرا نہیں تھا! سڑک پر کاریں سائیکلیں اور دوسری سواریاں دوڑ رہی تھیں!.... لیکن ان کی تعداد اتنی زیادہ نہیں تھی کہ کسی لمحہ بھی سڑک پار کرنے میں کوئی دشواری پیش آتی!....

عمران نے ایک بوڑھے سائیکل سوار کو نظر میں رکھ لیا جو دوسری طرف سے آ رہا تھا!.... اس کے سینے پر بڑی سی سفید ڈاڑھی لہرا رہی تھی جیسے ہی وہ قریب آیا عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے رکنے کا اشارہ کیا.... بوڑھا سائیکل سوار اتر کر متحیرانہ انداز میں عمران کو گھورنے لگا!.... وہ اس طرح روکے جانے پر کچھ خوفزدہ بھی ہو گیا تھا۔

"اتنی لمبی ڈاڑھی لگا کر سائیکل چلاتے شرم نہیں آتی--!" عمران نے کہا۔!

"جی۔!" بوڑھے کی آنکھیں اور زیادہ پھیل گئیں!

عمران نے وہی جملہ پھر دہرا لیا۔!

"آپ کیسی باتیں کرتے ہیں؟" بوڑھے نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میں ڈھنگ کی باتیں کرتا ہوں! آپ بے شرم ہیں۔"

"آپ ہوش میں ہیں یا نہیں!" بوڑھے کی آواز تیز ہو گئی۔

"میں بالکل ہوش میں ہوں۔ آپ کو شرم آنی چاہئے۔"

"اپنی زبان کو لگام دیجئے!...."

"کیا میں گھوڑا ہوں کہ زبان کو لگام دوں!.... آپ یا تو ڈاڑھی صاف کرایئے یا سائیکل پر بیٹھنا چھوڑ دیجئے! ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔!"

بوڑھا سائیکل ایک طرف پھینک کر مرنے مارنے پر آمادہ ہو گیا! کئی راہ گیر ان کے گرد اکٹھا ہو گئے۔!

"بڑے میاں ہوش کی دوا کرو۔! سائیکل پر اتنی لمبی ڈاڑھی ظلم کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے!"

"ابے چوپ!" بوڑھا حلق کے بل چیخا۔

"پاگل معلوم ہوتا ہے۔!" مجمع میں سے کسی نے کہا۔

"تم خود پاگل!" عمران اس پر الٹ پڑا۔ "تمہاری سات پشتیں پاگل۔!"

"ہات تیری کی--! ایک آدمی اس پر جھپٹا۔!" عمران کا ہاتھ بھی گھوم گیا۔

اور پھر اچھا خاصہ ہنگامہ ہو گیا۔ وہ سب عمران پر چڑھ دوڑے۔

عمران کسی نہ کسی طرح ان کے نرغے سے نکلا اور اسی کوٹھی کی کمپاؤنڈ میں جا گھسا جس کے سامنے یہ ہنگامہ ہوا تھا۔! برآمدے میں یورپین عورت دو لڑکیوں کے ساتھ کھڑی تھی۔

"ممی!.... مجھے بچاؤ!" عمران چیخا! "یہ لوگ پاگل ہو گئے ہیں مجھے مار ڈالیں گے" اور پھر وہ برآمدے کی سیڑھیوں پر چڑھتے چڑھتے لڑھک کر بے ہوش ہو گیا! لوگ کمپاؤنڈ میں داخل ہو جانے کی کوشش کر رہے تھے! لیکن بوڑھی عورت کی ڈانٹ سن کر پھاٹک پر ہی رک گئے۔

"بھاگ -- جیاؤ....!" وہ ہاتھ ہلا کر چیخی! "پولیس کو کھبر کرے گا۔"

پولیس کا نام سن کر وہ ایک ایک کر کے کھسکنے لگے!

بوڑھا باہر سے چیخ رہا تھا! "میم صاحب! یہ پاگل ہے!"

"بھاگ -- تم کھد پاگل ہے! ہم پولیس کو فون کرے گا۔"

بوڑھا بھی سائیکل اٹھا کر کھسک گیا!

عمران اب بھی سیڑھیوں کے نیچے بے ہوش پڑا تھا اور دونوں لڑکیاں اس پر جھکی ہوئی تھی۔

ایک لڑکی نے سر اٹھا کر کہا! "ممی یہ بے چارہ کوئی شریف آدمی معلوم ہوتا ہے!"

کوٹھی کے دیسی ملازمین بھی وہاں پہنچ گئے تھے! بوڑھی عورت کے اشارے پر وہ بے ہوش عمران کو اٹھا کر ایک کمرے میں لائے۔

بوڑھی عورت اس کے کوٹ کے بٹن کھولنے لگی۔ ایک لڑکی نے ڈاکٹر کو فون کیا۔

"پتہ نہیں کون ہے!" بوڑھی عورت تشویش کن لہجے میں بڑبڑائی۔ پھر یک بیک چونک پڑی۔ "ہائیں -- یہ کیا!"

عمران کی بائیں پسلی کے قریب ایک کارڈ پن کیا ہوا تھا! بوڑھی عورت جھک کر اسے بلند آواز سے پڑھنے لگی!

اس شخص کا نام ٹونی نام ہلز ہے! یہ اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہے! کبھی کبھی اس پر غشی کے دورے بھی پڑتے ہیں! اگر یہ کبھی ایسی حالت میں پایا جائے تو براہ کرم اسے بیکن اسٹریٹ کے ہلز ہاؤز میں پہنچا دیجئے! یہ صرف ذہنی فتور میں مبتلا ہے.... ویسے بالکل بے ضرر آدمی ہے۔! اس لئے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں.... عام حالات میں آپ اسے انتہائی شریف اور سلیم الطبع پائیں گے۔"

بوڑھی عورت نے سیدھے کھڑے ہو کر ایک طویل سانس لی اور لڑکیوں کی طرف دیکھنے لگی۔

"بے چارہ....!" ایک لڑکی نے سر ہلا کر مغموم لہجے میں کہا۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر آ گیا.... اور وہ کارڈ اسے بھی پڑھنے کے لئے دیا گیا۔

"اوہ --!" ڈاکٹر کارڈ پڑھ کر بولا۔ "تب تو یہ ضروری نہیں کہ یہ جلدی ہوش میں آ جائے۔"

وہ عمران کو غور سے دیکھ رہا تھا۔!

"کیا یہ مرض دائمی ہوتا ہے!" ایک لڑکی نے پوچھا۔

"حالات پر منحصر ہے!.... یہ ہمیشہ ایسی ہی حالت میں رہ سکتا ہے اور یادداشت واپس بھی آ سکتی ہے۔ اس قسم کے امراض دراصل حادثات کی بنا پر ہوتے ہیں اور حادثات ہی ان کا خاتمہ بھی کر سکتے ہیں!"

ڈاکٹر نے اس کا معائنہ کیا اور پندرہ منٹ کے وقفے سے دو انجکشن دے کر چلا گیا۔

لڑکیوں کے چہرے مغموم تھے اور بوڑھی عورت بھی تشویش میں مبتلا ہو گئی تھی -- اس نے کچھ دیر بعد کہا۔

"پتہ نہیں ہلز ہاؤز میں کون رہتا ہے اور اس کا فون نمبر کیا ہے!"

"میرے خیال میں اسے ہوش میں آ جانے دیجئے۔" ایک لڑکی نے کہا۔

"ہاں -- آں!" بوڑھی عورت کچھ سوچتی ہوئی بولی۔

بیلجیکے سفیر کے فوجی اَتاشی کرنل ڈکسٹرلنگ کی کوٹھی تھی۔ ایما اور باربرا اس کی بیٹیاں تھیں اور بوڑھی مسز ڈکسٹرلنگ تھی!....

یہ تینوں ماں بیٹیاں بڑی تندہی سے عمران کی دیکھ بھال کرتی رہیں۔ بار بار ان کی نظریں کلاک کی طرف اٹھتی تھیں.... لیکن شاید اس وقت اس کی سوئیوں نے بھی گردش نہ کرنے کی قسم کھا رکھی تھی۔

باربرا جو ایما سے عمر میں بڑی تھی۔ بار بار ٹھنڈی سانسیں لیتی۔! ایما بہت بے چین تھی۔ اس نے آج تک کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا تھا جو اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہو۔ البتہ اس نے ایسے آدمیوں کے متعلق کئی رومانی کہانیاں ضرور پڑھی تھیں.... شاید ایک آدھ فلم بھی دیکھی تھی۔ اس میں ایسے ہی کسی آدمی کو ہیرو بنا کر پیش کیا گیا تھا --! وہ سوچ رہی تھی کہ یہ آدمی بھی اسی فلم کے ہیرو کی طرح رومینٹک ثابت ہو گا....

عمران کے خدوخال اسے بے حد پسند آئے تھے!....

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد عمران کے پپوٹوں میں حرکت ہوئی.... اور وہ تینوں اس پر جھک پڑیں.... اس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔!

"بلی کے بچے.... پیارے بلی کے بچے!.." عمران نے کروٹ لے کر فرانسیسی زبان میں کہا۔!

"یہ کوئی فرانسیسی ہے!" بوڑھی نے لڑکیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اوہ....!" ایما کی آنکھیں چمکنے لگیں اور وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔

"فرانسیسی۔!" باربرا نے دہرایا اور اس کی دلچسپی پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔

دفعتاً عمران اٹھ کر بیٹھ گیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔!

"تم لیٹے رہو تو بہتر ہے!" بوڑھی عورت نے فرانسیسی میں کہا۔

"میں کہاں ہوں!" عمران نے کراہ کر پوچھا۔

"مطمئن رہو تم دوستوں میں ہو.... تمہیں چند بدمعاشوں نے گھیر لیا تھا اور تم بھاگ کر یہاں آئے!"

"ٹھہریے--!" عمران آنکھیں بند کر کے پیشانی پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"مجھے سوچنے دیجئے!"

"آپ لیٹ کر سوچنے تو بہتر ہے!" باربرا بولی

"اوہ--!" عمران چونک کر بولا اور چند لمحے باربرا کی طرف دیکھتے رہنے کے بعد کہا۔ "جی ہاں مجھے لیٹ جانا چاہئے-- میرا سر بہت شدت سے چکرا رہا ہے!"

عمران لیٹ گیا--اور اس کی آنکھیں بند رہیں! کچھ دیر بعد اس نے کہا" میں بہت نقاہت محسوس کر رہا ہوں!"

"آپ کچھ پئیں گے!" باربرا نے پوچھا۔

"ایک گلاس ٹھنڈا پانی!"

"نہیں تم تھوڑی برانڈی لو.... نقاہت دور ہو جائے گی!"

"شکریہ ممی!.... میں شراب نہیں پیتا-- ڈاکٹروں نے منع کر دیا ہے!" باربرا نے گھنٹی بجائی.... ایک نوکر کمرے میں داخل ہوا اور اس سے پانی لانے کو کہا گیا!

"میرے ساتھ میرا بلی کا بچہ بھی تھا!" عمران.... پھر اچھل کر بیٹھ گیا اور منہ سے اس طرح کی آوازیں نکالنے لگا! جیسے بلی کے بچے کو بلا رہا ہو!

"نہیں تمہارے ساتھ بلی کا بچہ نہیں تھا! ممکن ہے وہ سڑک ہی پر رہ گیا ہو!" مسز ڈکسٹرلنگ نے کہا!

"آہ.... تب تو میں وہیں جا کر اسے تلاش کروں گا...."

"نہیں تم لیٹو! میں نوکروں سے تلاش کراؤں گی!"

"شکریہ ممی!" عمران نے پھر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں لیکن اسی وقت ملازم پانی کا گلاس لایا!

"یہ.... پپ.... پانی!" ایما ہکلائی وہ اچھی طرح فرانسیسی نہیں بول سکتی تھی!

عمران اٹھ کر بیٹھ گیا! پانی پی چکنے کے بعد وہ پھر لیٹنے لگا۔ لیکن پھر اس طرح سیدھا ہو گیا جیسے کوئی بات یاد آ گئی ہو!

"تم ایلفر ہاؤز میں رہتے ہو!" بوڑھی نے پوچھا۔

"جی ہاں....!"

"کیا کرتے ہو!"

"دن بھر یہی سوچا کرتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے!"

"تم فرانسیسی ہو!"

"میں نہیں جانتا کہ میں کون ہوں! ویسے میں کئی زبانیں بول سکتا ہوں! لیکن فرانسیسی مجھے بہت پسند ہے.... یہ زبان زیادہ روانی کے ساتھ بول سکتا ہوں!"

"سڑک پر جھگڑا کیوں ہوا تھا!"

"وہ میرا بلی کا بچہ چھین رہے تھے!.... ممی.... مجھے میرا بچہ منگوا دو!"

بوڑھی نے مڑ کر باربرا سے کہا کہ وہ نوکروں سے بلی کا بچہ تلاش کرنے کو کہے.... باربرا چلی گئی.... اور بوڑھی نے کہا۔

"تم پھر بیٹھ گئے--لیٹ جاؤ!"

"ڈاکٹر نے کہا تھا کہ زیادہ لیٹنے سے صحت خراب ہو جاتی ہے!" عمران نے بچوں کے سے انداز میں کہا اور ایما پھر مٹھیاں بھینچنے لگی!

"نہیں صحت نہیں خراب ہو گی۔ تم لیٹ جاؤ۔"

"اچھا!...." عمران نے سر ہلا کر کہا اور لیٹ گیا۔

"تمہارا نام ٹونی ٹام بلز ہے!" مسز ڈکسٹرلنگ نے پوچھا!

"آپ کو کیسے معلوم ہوا...." عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں!

مسز ڈکسٹرلنگ نے اسے وہ کارڈ دکھایا جو اس کی قمیض سے پن کیا ہوا تھا۔!

"اوہ-- یہ مسز ہڈسن بڑی نیک عورت ہے۔!" عمران بڑبڑایا!

"مسز ہڈسن کون!" ایما نے پوچھا۔

"ایلفر ہاؤز میں اس کا بورڈنگ ہے نا۔! میں وہیں رہتا ہوں! میں جب بھی باہر جانے لگتا ہوں وہ یہ کارڈ میری قمیض سے پن کر دیتی ہے!"

"تم بورڈنگ ہاؤز میں رہتے ہو!" بوڑھی نے حیرت سے کہا!" تمہارے والدین کہاں ہیں؟"

"پتہ نہیں--!" عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

"تم یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ کس ملک کے باشندے ہو!"

"نہیں! پتہ نہیں---! یہی تو میں بھی سوچتا ہوں! مگر شاید میں اسی ملک کا باشندہ ہوں!"

"یہاں کی زبان بول سکتے ہو!"

"ہاں میں یہاں کی زبان بول سکتا ہوں!"

"تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے!"

"کمرشل آرٹسٹ ہوں!"

" آرٹسٹ۔ اوہ!" ایما نے پھر مٹھیاں بھینچ لیں!

پھر باربرا واپس آگئی اور اس نے بتایا کہ بلی کا بچہ تلاش کیا جارہا ہے! عمران نے آنکھیں بند کرلیں اور چپ چاپ پڑا رہا۔

ایما باربرا کو اس کے متعلق بتانے لگی!.... مسز ڈکنسر باہر چلی گئی تھی لیکن لڑکیاں وہیں موجود تھیں۔

"میں گر پڑوں گا---!" دفعتاً عمران نے آنکھیں کھول کر کہا۔

"جی!" باربرا نے چونک کر پوچھا!

"اوہو!.... معاف کیجئے گا۔" عمران خواب ناک سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔!" مجھے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے ہوائی جہاز میں سفر کررہا ہوں۔ یہ غنودگی بھی بڑی واہیات چیز ہے!"

"کوئی بات نہیں!" باربرا بھی مسکرائی!" آپ کو اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بے تکلفی سے طلب کرلیجئے گا!"

"مجھے دنیا کی کسی چیز کی بھی ضرورت نہیں! سوائے رنگ اور برش کے۔ رنگ اور برش یہی میری زندگی ہے!.... میں زندگی کی عکاسی کرتا تھا۔ مگر مجھے کمرشل آرٹسٹ بننا ہی پڑا...."

ایما اور باربرا خاموش رہیں! غالباً وہ سوچ رہی تھیں کہ جواب میں کیا کہنا مناسب ہوگا--! دفعتاً عمران نے پوچھا!" یہ آپ کی ممی تھیں۔"

"جی ہاں....!" ایما بولی!

"اور پاپا بھی ہوں گے۔!"

"جی ہاں پاپا ہیں!.... لیکن وہ اس وقت موجود نہیں!.... " باربرا نے کہا۔!

عمران ٹھنڈی سانس لے کر دردناک آواز میں بولا!" میرے نہ پاپا ہیں.... اور نہ ممی!.... پتہ نہیں وہ دونوں کہاں چلے گئے!"

پھر وہ خاموش ہوگیا.... اور دونوں لڑکیاں ادھر ادھر دیکھ کر آنسو پینے کی کوشش کرنے

لگیں!.... وہ اس کے لئے بہت زیادہ مغموم ہوگئی تھیں۔ انہیں ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے ان کے سامنے کوئی ننھا سا بے بس یتیم بچہ پڑا ہو۔!

"اوہ---میرا بلی کا بچہ!" عمران پھر اٹھ بیٹھا۔!

"وہ.... وہ.... دیکھئے!" باربرا ابھرائی ہوئی آواز میں بولی!" آپ مطمئن رہئے! نوکر اسے تلاش کررہے ہیں!...."

"اچھا!" عمران نے کسی ننھے سے بچے کی طرح سر ہلا کر کہا.... اور پھر لیٹ گیا۔!

(۲)

سیکرٹ سروس کے ممبران صفدر سعید، لیفٹیننٹ چوہان اور جولیانا فٹرواٹر ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں رات کا کھانا کھارہے تھے۔!

"یہ عمران آج کل کس چکر میں ہے۔!" صفدر سعید نے کہا۔

"کیسا چکر--!" جولیا اسے گھورنے لگی!

"اس نے ٹونی ٹام ہلز کے نام سے مسز ہڈسن کے بورڈنگ میں ایک کمرہ لے رکھا ہے!.... پرسوں مجھے راجہ سٹریٹ میں ملا.... اور کہنے لگا کہ میں اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہوں!.... مجھے یہاں پہنچادو!.... یہ کہہ کر اس نے اپنے کوٹ کے بٹن کھولے اور ایک کارڈ دکھایا جو اس کی قمیص سے پن کیا ہوا تھا!.... کارڈ پر تحریر تھا کہ اس آدمی کا نام ٹونی ٹام ہلز ہے.... یہ اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہے!.... اس پر غشی کے دورے بھی پڑتے ہیں۔ اگر یہ کبھی ایسی حالت میں پایا جائے تو اسے براہ کرم بیکن اسٹریٹ کے ایٹلر ہاؤز میں پہنچادیجئے۔!"

"مجھے علم نہیں تھا!---" جولیا نے حیرت سے کہا!" پھر تم نے کیا کیا؟"

"وہی جو اس نے کہا تھا!.... مسز ہڈسن نے میرا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور بڑی محبت سے اس کا شانہ تھپتھپانے لگی۔! وہ اسے ممی کہتا ہے!"

چوہان ہنس پڑا.... لیکن جولیا کی تشویش میں کمی نہیں ہوئی۔! وہ نہ جانے کیوں اس تذکرے پر سست پڑ گئی تھی!

صفدر پھر بولا!" اس آدمی کو سمجھنے کے لئے افلاطون کا دماغ چاہیے!"

"افلاطون بھی اس کے سامنے مرغ کی بولی بول جاتا!.... آدمی کو آدمی ہی سمجھ سکتا ہے! مگر میں تو اسے آدمی ہی تسلیم کرنے پر تیار نہیں!" چوہان نے کہا اور پانی کا گلاس اٹھا کر ہونٹوں

سے لگالیا!....

"وہ آخر ایسا کیوں کر رہا ہے!" جولیا تشویش کن لہجے میں بڑبڑائی!

"اونہہ --- کر رہا ہوگا!" چوہان گلاس رکھتا ہوا بولا ---!" ہو سکتا ہے یہ اس کا نجی کام ہو اور پرائیویٹ کیس بھی تو لیتا رہتا ہے! اکثر محکمہ سراغرسانی کے لئے کام کرتا ہے!"

اس پر بھی جولیا کی تشفی نہ ہوئی! شکرال والی مہم کے بعد سے وہ عمران کے متعلق ہر وقت باخبر رہنا چاہتی تھی۔ اسے یقین کامل تھا کہ اس کا چیف آفیسر ایکس ٹو عمران ہی ہے اور نادیدہ ایکس ٹو سے جو اسے لگاؤ تھا ظاہر ہے البتہ اس کے دوسرے ساتھی عمران کو ایکس ٹو تسلیم کرنے پر تیار نہیں تھے۔ ان کا اب بھی یہی خیال تھا کہ عمران جیسا کریک اور غیر سنجیدہ آدمی اتنی ذمہ دار پوسٹ ہولڈ نہیں کر سکتا۔ وہ اب بھی فون پر ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز سنتے اور مؤدب ہو جاتے تھے جیسے وہ ان کے سامنے ہی موجود ہو۔

جولیا کی الجھن بڑھتی رہی!.... آخر کار کھانے کے بعد طبیعت کی گرانی کا بہانہ کر کے وہ اٹھ گئی.... وہ اس وقت ایلفر ہاؤز جانا چاہتی تھی....

اس نے ایک ٹیکسی کی اور بیکن اسٹریٹ کی طرف روانہ ہو گئی!.... ایلفر ہاؤز ایک مشہور عمارت تھی جس میں ایک انگریز عورت مسز ہڈسن نے ایک بورڈنگ کھول رکھا تھا۔ جہاں بہت سے تعلیم یافتہ اور ذی حیثیت کنوارے رہتے تھے.... یہاں انہیں ہر قسم کی گھریلو آسائشیں میسر تھیں!.... مسز ہڈسن کی عمر پچاس ساٹھ کے درمیان رہی ہو گئی!.... وہ ایک لحیم شحیم اور قوی الجثہ عورت تھی! اس کو دور سے دیکھنے والے عموماً یہی اندازہ لگاتے تھے کہ وہ تیز مزاج اور سخت گیر عورت ہو گی۔!.... لیکن اس کے بورڈنگ میں رہنے والوں کا خیال تھا کہ وہ اپنے چربیلے جسم کے اندر دل کی بجائے ایک ننھا سا خوش رنگ گلاب رکھتی ہے!.... وہ اپنے کرایہ داروں کے لئے اسی طرح پر تشویش رہتی تھی جیسے کوئی کثیر الاولاد ماں۔!

اس نے بڑی خوش اخلاقی سے جولیانا فٹز واٹر کا استقبال کیا لیکن ٹونی ٹام ہلز کے تذکرے پر کچھ مغموم سی ہو گئی!

"اوہ.... مسٹر ٹام ہلز.... مجھے علم ہے کہ وہ ابھی تک واپس نہیں آئے! کیا آپ انہیں قریب سے جانتی ہیں!"

"ہاں میرا خیال ہے کہ میں انہیں قریب سے جانتی ہوں!"

"اوہ ---! تو پھر شاید آپ مجھے ان کے متعلق بہت کچھ بتا سکیں!"

جولیا بوکھلا گئی!.... اس نے سوچا پتہ نہیں بوڑھی کیا پوچھ بیٹھے! اس کا جواب عمران پسند

کرے یا نہ کرے ---!....

"وہ.... وہ....!" جولیا نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا!" وہ اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہے!"

"یہ تو میں بھی جانتی ہوں!" مسز ہڈسن نے کہا۔ "لیکن کیا آپ ان کے والدین یا دوسرے عزیزوں کو جانتی ہیں!"

جولیا نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"میں ٹام ہلز کے لئے بہت مغموم رہتی ہوں!" مسز ہڈسن نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا!" اتنا اچھا آدمی اور اس طرح بے یار و مددگار....!"

جولیا کچھ نہ بولی.... وہ اس سلسلے میں زیادہ گفتگو نہیں کرنا چاہتی تھی۔!

دیوار سے لگی ہوئی گھڑی نے نو بجائے اور مسز ہڈسن نے کہا!" تو آپ ان کا انتظار کریں گی...؟"

"جی ہاں!.... خیال تو یہی ہے!...."

"مگر وہ اکثر دو دو دن تک یہاں نہیں آتے پھر کوئی نہ کوئی انہیں پہنچا جاتا ہے.... آپ یہ بھی جانتی ہوں گی کہ ان پر غشی کے دورے پڑتے ہیں---!"

"جی ہاں۔!"

"پھر ایسی صورت میں....!"

"میں دس بجے تک انتظار کروں گی....!"

"کوئی بات نہیں!.... آپ کیا پئیں گی!"

"اوہ شکریہ! کسی چیز کی خواہش نہیں ہے۔"

یہ مسز ہڈسن کا دفتر تھا جہاں دونوں کے درمیان یہ گفتگو ہو رہی تھی---! مسز ہڈسن سامنے کھلے ہوئے رجسٹر پر جھک گئی.... اور جولیا شام کا اخبار دیکھنے لگی۔!

کمرے کی فضا پر بوجھل سا سکوت مسلط ہو گیا!.... مسز ہڈسن شاید اکاؤنٹ دیکھ رہی تھیں کیونکہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کے ہونٹ ہلنے لگتے تھے!....

ٹھیک ساڑھے نو بجے ایک آدمی چق ہٹا کر دفتر میں داخل ہوا....

"کیا مسز ہڈسن کا بورڈنگ یہی ہے!" اس نے پوچھا۔

"جی ہاں...." مسز ہڈسن نے نرم لہجے میں کہا!" فرمایئے!"

"مسٹر ٹونی ٹام ہلز یہیں رہتے ہیں!"

"جی ہاں---!"

"میں انہیں اپنے ساتھ لایا ہوں....!"

"اوہ شکریہ.... براہ کرم انہیں یہاں بھیج دیجئے!"

وہ آدمی چلا گیا اور جولیا سنبھل کر بیٹھ گئی!

تھوڑی دیر بعد عمران الوؤں کی طرح پلکیں جھپکاتا ہوا اندر آیا۔

"اوہ....!" اس نے جولیا کو دیکھ کر سیٹی بجانے والے انداز میں اپنے ہونٹ سکوڑے اور جولیا اسے گھورنے لگی.... لیکن قبل اس کے مسز ہڈسن دونوں کے متعلق کوئی عجیب بات محسوس کر سکتی عمران بول پڑا!

"اوہ میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں مس ونولیا ڈرنک واٹر.... آپ کی تصویر ابھی تک مکمل نہیں ہو سکی!.... چلئے چلئے میں آپ کو دکھاؤں!"

جولیا ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتی ہوئی اٹھ گئی!

"ہمارے لئے چائے بجھوا دیجئے گا.... ممی...." عمران نے مسز ہڈسن سے کہا! اس کے لہجے میں بڑا پیار تھا۔

"ابھی.... ابھی...." مسز ہڈسن مسکرائی! "مگر آپ کہاں رہ گئے تھے مسٹر تام ہلز--"

"اوہ-- ممی! یہاں زیادہ تر پاگل بستے ہیں! ایک بوڑھا آدمی زبردستی ایک بلی کا بچہ میرے گلے لگانا چاہتا تھا!.... میں نے انکار کیا تو کئی آدمیوں نے مل کر مجھے مارا پیٹا.... پھر چند شریف عورتوں نے مجھے ان کے مظالم سے نجات دلائی....: وہ دونوں لڑکیاں بہت مہربان تھیں۔"

"کیا نام....!"

عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا! پھر بولا۔ "ایک کا نام شاید اماں تھا.... اور دوسری کا سیفٹی ریزر....!"

"سیفٹی ریزر!" مسز ہڈسن نے حیرت سے دہرایا۔

"پتہ نہیں! پھر کچھ اور رہا ہوگا.... نام مجھے یاد نہیں رہتے ممی--!"

"آپ نے شاید ان کا نام بھی غلط ہی لیا تھا!" مسز ہڈسن جولیا کی طرف اشارہ کر کے بولی!

"نہیں ان کا نام.... ونولیا ڈرنک واٹر ہے....!"

"جولیا نافٹز واٹر!" جولیا نے غصیلے لہجے میں تصحیح کی!

مسز ہڈسن ہنسنے لگی!.... پھر اس نے ہنستے ہوئے کہا! "آپ برا نہ مانئے گا یہ حقیقت ہے کہ مسٹر تام ہلز کو نام صحیح یاد نہیں رہتے....!"

عمران اور جولیا دفتر سے نکل آئے عمران اسے اوپری منزل کی طرف لے جا رہا تھا۔! جولیا خاموشی سے چلتی رہی! عمران نے اوپر پہنچ کر ایک کمرے کا قفل کھولا۔!

"آؤ.... آؤ....!" اس نے اندر داخل ہو کر روشنی کر دی!

یہاں ایک مسہری ایک میز اور دو کرسیاں تھیں.... اور یہ حقیقتاً کسی مصور ہی کا کمرہ تھا! چاروں طرف نامکمل اور مکمل تصویریں بکھری ہوئی تھیں ایزل کے کینوس پر بھی ایک نامکمل تصویر تھی۔

"یہ سب کیا ہے!" جولیا چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی!

"بیٹھ جائیے! مس ونولیا.... ارر.... دیکھئے شاید میں پھر آپ کا نام بھول گیا!"

"مجھے بور نہ کرو!" جولیا نے برا سا منہ بنا کر کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔!

"تو کیا تم پیش کروں!"

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔!"

"مصوری!.... اب یہ دھندا شروع کر دیا ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ پہلے میں کیا کرتا تھا! کیونکہ میں اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہوں!"

"یہ تمہارا....!" جولیا کچھ کہتے کہتے رک گئی!

"دیکھئے....! مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ کی ایک پورٹریٹ میں بنا رہا تھا اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا! مجھے یہ بھی یاد نہیں پڑتا کہ ہم دونوں میں کبھی بے تکلفی بھی رہی ہو!"

"میں یہ معلوم کئے بغیر ہرگز نہیں جاؤں گی کہ تم کس چکر میں ہو!"

قبل اس کے عمران جواب میں کچھ کہتا راہداری سے کسی کے قدموں کی آواز آئی دونوں ہی خاموش رہے۔ ایک ملازم اندر آیا اور چائے کی کشتی میز پر رکھ کر چلا گیا!

عمران خاموشی سے اٹھ کر دو پیالیوں میں چائے بنانے لگا!

"تم نہیں بتاؤ گے۔!" جولیا نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔!

"کیا بتاؤں.... مادموزیل! مجھے یاد نہیں رہا کہ آپ نے کیا پوچھا تھا۔"

"تم یہاں کیا کر رہے ہو!" جولیا ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی۔

"میں یہاں چائے بنا رہا ہوں.... لیجئے!" اس نے بڑے ادب سے پیالی پیش کی۔!

"کیا تم ایکس ٹو کے لئے کوئی کام کر رہے ہو!" جولیا اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

"ایکس ٹو!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "میں اس مصور کا نام شاید پہلی بار سن رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ یہ کوئی بڑا مصور نہیں ہے!"

"تم نہیں بتاؤ گے....!" جولیا دانت پیسنے لگی!

"آپ خفا ہو رہی ہیں یا منہ چڑا رہی ہیں! میں نہیں سمجھ سکتا!" عمران اسے متحیرانہ انداز میں دیکھتا ہوا بولا۔

جولیا خون کے گھونٹ پی کر چائے کی طرف متوجہ ہو گئی!

کچھ دیر بعد اس نے پوچھا! "کیا اب تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے نہیں رہا....!"

"ہائیں---!" عمران منہ اور آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔ چند لمحے اسی پوز میں رہا۔ پھر تھوک نگل کر بولا.... "آپ شاید کسی اور کے دھوکے میں مجھ سے آلجھی ہیں۔ میرا تعلق سیکرٹ سروس سے کیوں ہونے لگا! میں ایک غریب کمرشل آرٹسٹ ہوں!.... برش اور رنگ کی کمائی پر میری زندگی کا انحصار ہے!"

"عمران کہیں تمہیں پچھتانا نہ پڑے۔!"

"اوہ---دیکھئے!" عمران ہنسنے لگا! "آپ کو یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے! میرا نام عمران نہیں ٹوئی بلر ہے.... اس سلسلے میں جتنے گواہ آپ چاہیں پیش کر سکتا ہوں.... براہ کرم مجھے الجھن میں جت نہ کیجئے! مجھ پر غشی کے دورے بھی پڑتے ہیں!"

"اگر میں بھانڈا پھوڑ دوں تو....!"

"کیسا بھانڈا!---مادموزیل---!"

"اچھی بات ہے....!" جولیا نے دھمکانے کے سے انداز میں سر ہلا کر کہا۔

"میں اس کی اطلاع کیپٹن فیاض کو دیئے بغیر نہیں مانوں گی۔!"

"محترمہ.... میں کسی کیپٹن نیاض اوہ.... کیا نام لیا تھا آپ نے میں بھول گیا! بہر حال آپ نے جو بھی نام لیا تھا وہ میرے لیے بالکل نیا تھا.... ویسے آپ کی تصویر جلد مکمل ہو جائے گی.... ٹھہریئے.... میں آپ کو دکھاتا ہوں!...."

عمران اٹھ کر میز پر پھیلے ہوئے کاغذات الٹنے پلٹنے لگا!

"او ہاں--- یہ رہی....!" اس نے ایک شیٹ اٹھا کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"صرف بیک گراؤنڈ باقی رہ گئی ہے!"

جولیا کے تلوؤں سے لگی اور سر پر بجھی کیونکہ یہ ایک چمگادڑ کی نامکمل تصویر تھی۔!

"وہ اُلجھتی ہوئی بولی! "میں تمہیں دیکھ لوں گی!.... میں خواہ مخواہ تمہیں اتنی اہمیت دیتی ہوں! تم میری طرف سے جہنم میں جاؤ---!"

"لیکن میں وہاں بھی آپ کی تصویر مکمل کرنا نہیں بھولوں گا.... چائے پیجئے ٹھنڈی ہو رہی ہے!...."

"میں جا رہی ہوں! لیکن تم دیکھ ہی لو گے۔!"

"نہیں، آپ کے اس طرح جانے کا منظر بڑا دردناک ہو گا! اسلئے میں اپنی آنکھیں بند کر لونگا!"

جولیا کچھ کہے بغیر اٹھ گئی اور عمران اس طرح آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا جیسے حقیقتاً وہ کوئی ایسا ہی دل ہلا دینے والا منظر ہو جسے دیکھنے کی تاب مہیا نہ کی جا سکے!

(۳)

عمران یہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ جولیا اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنا ہی دے گی لہٰذا اسے اس پر بے تحاشا غصہ آیا۔ جب کیپٹن فیاض دوسرے دن صبح ہی صبح وہاں آدھمکا!

وہ چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا! "یہاں کیا ہو رہا ہے---!"

"معاف کیجئے گا میں نے آپ کو پہچانا نہیں!---" عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"نہیں چلے گی!...." فیاض مسکرایا! "اس بار تم چوہے دان میں پھنس گئے ہو!.... اگر تم نے اڑنے کی کوشش کی تو زندگی برباد ہو جائے گی---!"

"میں ایک کمرشل آرٹسٹ ہوں جناب نہ چوہا ہوں اور نہ پرندہ.... ویسے میرا خیال ہے کہ یادداشت کھو بیٹھنے کے بعد آدمی کی زندگی برباد ہو جاتی ہے---!"

"ہاں مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے یادداشت کھو بیٹھنے کا ڈھونگ رچایا ہے!.... لیکن اسے نہ بھولو کہ اس حال میں تمہاری دھجیاں بھی اڑ سکتی ہیں---!"

عمران اسے غور سے دیکھ رہا تھا.... فیاض چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا۔ "میرے ایک اشارے پر تم یہاں سے نکلوا دیئے جاؤ گے!"

"وہ کس طرح سوپر فیاض!"

"بہت خوب! یادداشت واپس آگئی نا...." فیاض نے قہقہہ لگایا۔

عمران کے ہونٹوں پر بھی ایک شرارت آمیز سی مسکراہٹ نظر آئی اور اس نے کہا! "کوشش کر کے دیکھو!"

"تم ہی جہنم رسید ہو جاؤ گے عبدالسنان!" فیاض نے قہقہہ لگایا۔! اس کی آنکھوں سے بھی مسرت پھوٹی پڑتی تھی۔!

"اوہ---!" عمران سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔

"ہاں برخوردار وہ اخبار میں اپنے ساتھ لایا ہوں جس میں کسی زمانے میں عبدالمنان کا فوٹو شائع ہوا تھا.... اور اس کے نیچے یہ اعلان تھا کہ یہ شخص عبدالمنان تیمور اینڈ بارٹلے کا ملازم تھا۔ جو ہزاروں کا غبن کر کے غائب ہو گیا۔ اب خود ہی سوچو اگر میں نے یہ تصویر اور اعلان مسز ہڈسن کو دکھایا تو تم کہاں ہو گے----!"

"بیٹھ جاؤ!..." عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا!.... وہ سچ مچ اس وقت پھنس گیا تھا! اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا کہ وہ فیاض کی ہر بات مان لیتا۔!

"آج ہی تو آئے ہو چکر میں!" فیاض بیٹھتا ہوا بولا۔!"میں تمہیں رگڑ ڈالوں گا۔"

"رگڑنے سے پہلے چائے پی لو تو بہتر ہے!"----- عمران نے کہا۔!

"چائے....!" فیاض اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "اچھی بات ہے!"

عمران نے گھنٹی کا بٹن دبایا اور بولا۔!" میں دراصل اپنا پچھلا پیشہ ترک کر چکا ہوں میں اب بھی بھول جانا چاہتا ہوں کہ میرا نام عمران ہے.... کہو تو تمہاری بھی ایک پورٹریٹ تیار کر دوں۔"

"مجھے تمہاری تلاش کیوں ہوتی ہے---!" فیاض نے مسکرا کر سوال کیا!

"مگر میں آج کل بے حد مصروف ہوں!" عمران بولا!

"تم مصروف کب نہیں ہوتے---میں کچھ نہیں سنوں گا! تمہیں بہر حال میرے لئے وقت نکالنا پڑے گا!"

"اور اگر میں وقت نہ نکال سکا تو تم وہ اخبار مسز ہڈسن کے حوالے کر دو گے!"

"ارے نہیں پیارے--!" فیاض نے قہقہہ لگایا!"وہ تو میں اس لئے لایا تھا کہ تم اپنی یادداشت کھو بیٹھے ہو! ایسے حالات عموماً یادداشت واپس لے آتے ہیں۔!"

"مجھے افسوس ہے مسٹر فیاض کہ میری یادداشت ابھی تک واپس نہیں آئی!.... ویسے کیا آپ بتا سکیں گے کہ اس سے پہلے ہماری ملاقات کب اور کہاں ہوئی تھی!"

"تو تم....!" فیاض کچھ کہتے کہتے رک گیا!

"ہاں! میں آپ کو نہیں پہچانتا مسٹر فیاض....!"

تم سمجھنے کی کوشش کرو!"

اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا

"آج ہی تو آئے ہو چکر میں!" فیاض بیٹھتا ہوا بولا۔!"میں تمہیں رگڑ ڈالوں گا۔"

"رگڑنے سے پہلے چائے پی لو تو بہتر ہے!"----- عمران نے کہا۔!

"چائے....!" فیاض اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "اچھی بات ہے!"

عمران نے گھنٹی کا بٹن دبایا اور بولا۔!" میں دراصل اپنا پچھلا پیشہ ترک کر چکا ہوں میں اب بھی بھول جانا چاہتا ہوں کہ میرا نام عمران ہے.... کہو تو تمہاری بھی ایک پورٹریٹ تیار کر دوں۔"

"ضرور.... ضرور....!" فیاض سگریٹ سلگاتا ہوا بولا۔!

"لیکن تم لوگ چین نہیں لینے دو گے---!" عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔!

ایک ملازم اندر داخل ہوا۔!

"چائے...." عمران نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا اور وہ واپس چلا گیا۔!

"کیا تم اس دوران کسی عورت سے لڑ گئے ہو!...." فیاض نے پوچھا!

"عورت سے...." عمران نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں----! مجھے تمہارے متعلق کسی عورت نے فون پر بتایا تھا۔!"

"اور تم یہاں دوڑے آئے۔"

"ہاں مجھے کئی دنوں سے تمہاری تلاش تھی!"

"کیوں؟"

"پہلے مجھے بتاؤ کہ وہ عورت کون ہو سکتی ہے جس نے مجھے فون کیا تھا؟"

یادداشت کھو بیٹھے ہو! ایسے حالات عمو

"مجھے افسوس ہے مسٹر فیاض کہ

آپ بتا سکیں گے کہ اس سے پہلے ہماری

"تو تم....!" فیاض کچھ کہتے کہتے ر

"ہاں! میں آپ کو نہیں پہچانتا مسٹ

"میں بہت پریشان ہوں عمران...

"کیا سمجھنے کی کوشش کروں!"

"یہی کہ تمہارا ایک دوست پریشان

"لیکن میں تمہارے لئے دوسری

سر ہلا کر کہا۔!

فیاض نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ

کے بعد اس نے کہا!"تم کتنی دیر میں

"سنجیدگی کے لئے ہی میں نے یہ

دروازہ بند کر دیا۔ عمران چائے انڈیل ر

کیوں بند کر رہا ہے!

فیاض واپس آکر چائے پینے لگا! لیک

یادداشت واپس لے آتے ہیں۔!"

میری یادداشت ابھی تک واپس نہیں آئی!.... ویسے کیا

ملاقات کب اور کہاں ہوئی تھی!"

ک گیا!

فیاض....!"

تم سمجھنے کی کوشش کرو!"

ہے....!"

یوی کا انتظام نہیں کر سکتا۔" عمران نے مایوسانہ انداز میں

ہلائے ہی تھے کہ چائے آگئی!.... ملازم کے چلے جانے

جیدہ ہو سکو گے!"

نیا پیشہ اختیار کیا تھا.... مگر تم لوگ؟" فیاض نے اٹھ کر

ہا تھا!.... لیکن اس نے اس سے یہ نہیں پوچھا کہ وہ دروازہ

ن اس کے چہرے پر صرف یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کس قسم

دریافت کرنے کے لئے آئے ہیں۔"

"تشریف لایئے.... تشریف لایئے!" عمران احتراماً جھک کر بولا اور دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹ گیا!

لڑکیاں اندر چلی آئیں! لیکن فیاض کی موجودگی نے انہیں کسی حد تک نروس کر دیا تھا! شاید وہ یہی سوچ کر آئی تھیں کہ عمران تنہا ہوگا!

فیاض اپنی پلکیں جھپکانے لگا تھا....

"تشریف رکھیے!.... " عمران نے کہا!.... فیاض اٹھ کر مسہری پر بیٹھ گیا! لڑکیوں نے نہیں نہیں کر کے بدقت تمام کرسیوں پر بیٹھنا منظور کیا!

"دراصل ہم آپ کی خیریت دریافت کرنے آئے تھے!".... باربرا نے پھر وہی جملہ دہرا لیا!

"میں ٹھیک ہوں.... مادموزئیل.... آپ کا بہت بہت شکریہ!"

لڑکیاں بیٹھ گئی تھیں لیکن کچھ گھبرائی ہوئی سی تھیں اور عمران نے بھی اسے محسوس کر لیا تھا کہ فیاض انہیں بری طرح گھور رہا تھا! شاید اس کا اس طرح گھورنا ہی ان کی سراسیمگی کا باعث تھا!

"مم.... مسٹر.... تام الجز....!" ایما ہکلائی.... "

می.... اپنی ایک پورٹریٹ بنوانا چاہتی

ہیں! کیا آپ آج شام کی چائے ہمارے ساتھ پئیں گے!"

"ضرور.... ضرور...." عمران نے بچکانے انداز میں

کہا!... "آپ کی ممی تو بالکل مجھے اپنی

ہی ممی معلوم ہوتی ہیں!.... میں پچھلی رات ان کے متعلق

بہت دیر سوچتا رہا تھا!"

ایما کی آنکھیں چمکنے لگیں اور باربرا کے ہونٹوں پر بھی

خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی۔! فیاض

کہ ڈکسٹرلنگ کی لڑکیوں سے تمہیں کیا سروکار!"

"یہ ڈکسٹرلنگ کیا بلا ہے--!" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"الیم کے سفیر کا فوجی اتاشی۔!"

"تم شاید چائے کے ساتھ بھنگ پی گئے ہو۔ ارے یہ تو مولوی تفضل حسین گورداسپوری کی لڑکیاں ہیں!"

"عمران اڑو نہیں.... میں بہت پریشان ہوں۔! اگر یہ کیس میرے ہاتھوں نہ نپٹ سکا تو میری ترقی رک جائے گی-- تم جانتے ہو کہ میرا اسسٹنٹ ڈائرکٹری کا چانس ہے!"

"کس کیس کی بات کر رہے ہو۔!"

"الیم کی شہزادی نگار سیاوالا!--"

"یا اللہ! کس کریک آدمی سے سابقہ پڑا ہے۔!" عمران سر پیٹتا ہوا بولا۔

پھر آنکھیں نکال کر کہا!" کیا تم مجھے الو بنانے کی کوشش کر رہے ہو!.... شہزادی نگار سیا.... فیاض میں تمہیں اٹھا کر نیچے پھینک دوں گا۔! میرا دماغ خراب نہ کرو!"

"میں اسے تسلیم کرنے پر تیار نہیں کہ تم اس کیس سے ناواقف ہو!.... ہرگز.... نہیں.... نہیں نہیں.... ورنہ مسٹر ڈکسٹرلنگ کی لڑکیاں...."

"اب یہاں کچھ باقی نہیں بچے گا!" عمران اپنے سر کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا! "فیاض قبل اس کے کہ یہ خالی ہو جائے تم یہاں سے چلے جاؤ.... ورنہ تمہارے کفن دفن کی ذمہ داری شاید [illegible] نہ لے سکے!"

نہیں کر کے بدقت تمام کرسیوں پر بیٹھنا منظور کیا!
"دراصل ہم آپ کی خیریت دریافت کرنے آئے تھے!".... باربرا نے پھر وہی جملہ دہرا لیا!
"میں ٹھیک ہوں.... مادموزئیل.... آپ کا بہت بہت شکریہ!"
لڑکیاں بیٹھ گئی تھیں لیکن کچھ گھبرائی ہوئی سی تھیں اور عمران نے بھی اسے محسوس کر لیا تھا
کہ فیاض انہیں بری طرح گھور رہا تھا! شاید اس کا اس طرح گھورنا ہی ان کی سراسیمگی کا باعث تھا!
جانتے ہو کہ میرا اسسٹنٹ ڈائرکٹری کا چانس ہے!"
سابقہ پڑا ہے۔!" عمران سر پیٹتا ہوا بولا۔
کیا تم مجھے الو بنانے کی کوشش کر رہے ہو!.... شہزادی
کر نیچے پھینک دوں گا۔! میرا دماغ خراب نہ کرو!"
میری ترقی رک جائے گی-- تم جانتے ہو کہ میرا اسسٹنٹ ڈائرکٹری کا چانس ہے!"
"کس کیس کی بات کر رہے ہو۔!"
"الیم کی شہزادی نگار سیاوالا!--"
"یا اللہ! کس کریک آدمی سے سابقہ پڑا ہے۔!" عمران سر پیٹتا ہوا بولا۔
پھر آنکھیں نکال کر کہا!" کیا تم مجھے الو بنانے کی کوشش کر رہے ہو!.... شہزادی
نگار سیا.... فیاض میں تمہیں اٹھا کر نیچے پھینک دوں گا۔! میرا دماغ خراب نہ کرو!"

پڑے رہتے ہیں! جاؤ میری طرف سے کھلی ہوئی اجازت ہے۔ تم ڈکسٹر لنگ کے یہاں مجھے قدم نہ جمانے دینا اور تم مسز ہڈسن کے خیالات بھی میری طرف سے خراب کر سکتے ہو!"

"تو تم مجھے چیلنج کر رہے ہو--!"

"تمہیں نہیں بلکہ تمہارے محکمے کو.... محکمے کے بہترین دماغوں کو.... تم تو ایک یتیم بچے ہو---!"

فیاض کے نتھنے پھولنے لگے! آنکھیں سرخ ہو گئیں! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے موقعہ ملتے ہی عمران کو چیر پھاڑ کر رکھ دے گا۔!

لیکن اس نے زبان سے کچھ نہ کہا! چپ چاپ اٹھا اور انتہائی غیظ کے عالم میں باہر نکل گیا--! عمران نے بھی باہر نکلنے میں دیر نہیں لگائی.... وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ فیاض کیا کرتا ہے!.... لیکن خلاف توقع وہ سیدھا باہر نکلا چلا گیا--! عمران سمجھا تھا کہ وہ مسز ہڈسن سے ضرور ملے گا--! مگر اس نے اس کے دفتر کی طرف توجہ تک نہ دی۔

باہر نکل کر فیاض اپنی کار میں بیٹھا اور کار روانہ ہو گئی! عمران چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر سڑک پار کر کے ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ میں آیا.... کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور ماؤتھ پیس میں بولا۔ "ہیلو--- بلیک زیرو.... ایکس ٹو اسپیکنگ!"

"لیس سر!" دوسری طرف سے آواز آئی....

"محکمہ سراغرسانی کے کیپٹن فیاض پر گہری نظر رکھو!"

"بہت بہتر جناب!"

"وہ بلجیم کے سفیر کے فوجی اتاشی یا اس کے خاندان والوں سے رابطہ قائم کرنے نہ پائے۔"

"بہت بہتر جناب....!"

"بس بہت احتیاط کی ضرورت ہے!"

" آپ مطمئن رہیں جناب!"

عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

بلیک زیرو....! اس کی نئی دریافت تھی! اس سے پہلے اس کا اسی قسم کا ایک ماتحت شکرال[1] میں کام آچکا تھا!

عمران دراصل ایک ایسے ماتحت کی موجودگی بے حد ضروری سمجھتا تھا جس کی شخصیت کا علم اس کے بقیہ ماتحتوں کو نہ ہو! دوسرے ماتحت ایک دوسرے سے واقف تھے۔ لیکن بلیک زیرو کے متعلق انہیں کچھ علم نہ تھا! وہ بھی نہیں جانتے تھے کہ ان کے علاوہ ایکس ٹو کا کوئی اور ماتحت بھی ہے!

---

[1] "درندوں کی بستی"

عمران اپنے کمرے میں واپس آگیا! وہ خیالات میں ڈوبا ہوا تھا.... عمران نے سوچا وہ اسے دخل ضرور دے گا--!.... بحیثیت ایکس ٹو نہیں بلکہ عمران کی حیثیت سے۔ فیاض کی دخل اندازی کھیل بگاڑ بھی سکتی تھی!.... وہ اگر عمران سے الجھے بغیر اس معاملے کی تفتیش کرتا رہتا تو شاید اسے اس کی پرواہ بھی نہ ہوتی۔ مگر اب جبکہ ڈکسٹر لنگ خاندان میں اس کے پیر جم چکے تھے۔ فیاض کی مداخلت اسے ناکامی کا منہ بھی دکھا سکتی تھی!.... وہ سوچ رہا تھا کہ آج شام کو وہ لازمی طور پر ڈکسٹر لنگ کی کوٹھی میں پہنچنے کی کوشش کرے گا۔ کیونکہ لڑکیوں نے اس کی موجودگی ہی میں عمران کو شام کی چائے کے لئے مدعو کیا تھا!

حقیقت تھی کہ فیاض نے عمران کی موجودگی میں وہاں پہنچ کر اسے ذلیل کیا ہوتا مگر وہ بیچارہ اس افتاد کو کیا کرتا جس نے اسے کہیں کا نہ رکھا!---- شام کے پانچ بجے تھے! عمران ڈکسٹر لنگ کی کوٹھی میں پہنچ چکا تھا!.... فیاض کی کار بھی کمپاؤنڈ کے پھاٹک پر رکی۔! پھاٹک بند تھا ورنہ وہ کار اندر ہی لیتا چلا گیا ہوتا!.... پھاٹک کی ذیلی کھڑکی سے گزرنے کی کوشش کی۔! لیکن ٹھیک اسی وقت کوئی چیز اس کی پشت سے ٹکرائی! وہ اچھل پڑا.... ساتھ ہی اس کے منہ سے ایک ہلکی سی چیخ بھی نکلی کیونکہ اچھلتے وقت اس کا سر کھڑکی کے اوپری حصے سے ٹکرا گیا تھا اور پشت سے ٹکرانے والی چیز پر نظر پڑتے ہی وہ سر کی چوٹ بھی بھول گیا۔ قبل اس کے کہ وہ ادھر ادھر نظر دوڑاتا دو تین مزید گندے انڈے اس کے جسم پر ٹوٹ گئے.... ایک تو گال ہی پر پڑا تھا اس نے کالر اور ٹائی کی مٹی پلید کر دی!

فیاض بری طرح بوکھلا گیا! لباس بری طرح برباد ہو چکا تھا! اس کی نظر راہ گیروں پر پڑی جو چلتے چلتے رک کر اسے حیرت سے دیکھنے لگے تھے! ایک ہی جست میں وہ اپنی کار کے اندر تھا اور کار واپسی کے لئے مڑ رہی تھی۔

اس حلیے میں وہ نہ تو کوٹھی ہی میں جا سکتا اور نہ وہیں رک کر یہ معلوم کر سکتا تھا کہ وہ حرکت کس کی ہے---- ویسے یہ اور بات ہے کہ ٹوٹے ہوئے گندے انڈوں پر نظر پڑتے ہی اسے عمران پر واپس پلٹنا پڑا ہو۔ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ اس کی جرأت عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا!

(۴)

عمران نے چائے کی پیالی رکھ دی اور مسز ڈکسٹر لنگ سے بولا! "ممی میں آپ کی اتنی شاندار

پورٹریٹ تیار کروں گا کہ آپ دیکھ کر دنگ رہ جائیں گی!"

"اور ہماری تصویریں!" ایما نے پوچھا۔

"آہاں.... آپ لوگوں کی بھی مگر ممی کی تصویر اچھی بنے گی!" عمران نے کہا!

"کیوں؟" باربرا نے پوچھا!

"مجھے ممی سے زیادہ محبت لگتی ہے....!" عمران بولا اور سچ مچ مسز ڈکسٹرلنگ کے چہرے پر ممتا کا نور پھیل گیا۔

لڑکیاں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائیں!....

عمران کرنل ڈکسٹرلنگ کے متعلق سوچ رہا تھا! اس سے نہ پچھلی رات کو ملاقات ہوئی تھی اور نہ اس وقت۔

"میں پاپا کی تصویر بھی بناؤں گا----!" عمران سر ہلا کہ بولا۔! "وہ کہاں ہیں!"

"وہ آج کل ایک ضروری کام میں الجھے ہوئے ہیں۔" مسز ڈکسٹرلنگ نے کہا۔

"اچھا.... اچھا.... جب بھی انہیں فرصت ہو گی ان کی تصویر ضرور بناؤں گا! مگر وہ غصہ ور آدمی تو نہیں ہیں! مجھے غصہ ور آدمیوں سے ڈر لگتا ہے۔!"

"نہیں.... پاپا بہت ہنس مکھ آدمی ہیں--!" باربرا بولی۔!

"تب تو بڑی اچھی بات ہے۔ میں بھی انہیں پاپا کہہ سکوں گا!"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی اور مسز ڈکسٹرلنگ چائے کی میز سے اٹھ گئی۔!

"ہیلو.... ہیلو....!" وہ ماؤتھ پیس میں کہتی رہی! "آپ کون ہیں اوہ.... شائد لائن خراب ہے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جی.... کچھ سمجھ میں نہیں آیا!"

اس نے ریسیور رکھ دیا اور پھر شاید انکوائری کے نمبر ڈائیل کئے اور وہاں لائن کی خرابی کی شکایت کرنے کے بعد پھر میز پر واپس آگئی۔!

باربرا اور ایما.... چائے ختم کر کے الگ جا بیٹھی تھیں! باربرا کے ہاتھ میں عمران کا فائیل تھا اور وہ دونوں اس میں تصویریں دیکھ رہی تھیں! دفعتاً باربرا کے منہ سے ایک تحیر زدہ سی آواز نکلی۔ ایما فائیل پر جھکی ہوئی تھی۔ اسے بھی مسز ڈکسٹرلنگ نے چونکتے دیکھا!.... عمران سر جھکائے بیٹھا میز پر انگلی سے کچھ لکھ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ بھول گیا ہو کہ کمرے میں اس کے علاوہ کوئی اور بھی موجود ہے!

"ممی....!" باربرا نے آواز دی اور مسز ڈکسٹرلنگ بھی اٹھ کر ان کے پاس پہنچ گئی۔!

"میرے خدا....!" اس نے بے ساختہ کہا! اور عمران چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگا!

"مسٹر نام الز....!" مسز ڈکسٹرلنگ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ لیکن آگے کچھ نہ کہہ سکی! فائل اس وقت اس کے ہاتھ میں تھا! اس کے چہرے سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ جلد از جلد کوئی فیصلہ کرنا چاہتی ہو!

"ہاں ممی!" عمران نے بڑے سعادت مندانہ انداز میں کہا۔

"لک.... کچھ نہیں....! تم واقعی بہت اچھے آرٹسٹ ہو!"

"شکریہ ممی۔!"

ماں بیٹیوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا! ماں نے باربرا کو اشارہ کیا اور وہ وہاں سے اٹھ گئی.... اور پھر وہ بھی ایما کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کرتی ہوئی چلی گئی۔! عمران کا فائل وہ اپنے ساتھ ہی لے گئی تھی!....

عمران نے ایما کی طرف دیکھ کر پوچھا! "تم پڑھتی ہو!"

"میں ثانوی تعلیم کا کورس مکمل کر رہی ہوں... اگلے سال یونیورسٹی میں داخلہ لوں گی...!"

"تمہیں مصوری سے دلچسپی ہے!"

"بہت زیادہ-- مگر آپ نے یہ فن کہاں سیکھا تھا!"

"شاید پیرس میں--!"

"لیکن.... آپ اپنے وطن کا نام نہیں بتا سکتے!"

"ہر وہ جگہ میرا وطن ہے جہاں میں رہتا ہوں.... تمہارے پاپا اور ممی میرے پاپا اور ممی ہیں!.... میرے کوئی پاپا نہیں ہیں!.... میرے پاپا ہوتے تو میں ان سے کہتا کہ مجھے ایک ٹرائیکل لادو!"

"آپ اتنے بڑے ہیں!" ایما ہنس کر بولی! "ٹرائیکل پر بیٹھیں گے!"

"اوہ....!" عمران کے چہرے پر شرمندگی کے آثار نظر آئے....! "میں بھول گیا تھا!"

پھر اس کی آواز دردناک ہو گئی.... "بات دراصل یہ ہے کہ بعض اوقات میں خود کو ایک ننھا سا بچہ تصور کرنے لگتا ہوں اور....!"

جملہ پورا ہونے سے قبل ہی.... باربرا اور اس کی ماں واپس آگئیں! لیکن اب مسز ڈکسٹرلنگ کے ہاتھ میں عمران کا فائل نہیں تھا!۔ باربرا بھی خالی ہاتھ تھی۔

پھر وہ تقریباً آدھے گھنٹے تک عمران کو ادھر ادھر کی باتوں میں الجھائے رہیں اور اس دوران میں عمران بالکل کھویا ہوا سا نظر آتا رہا۔ اس نے ایک بار بھی ان سے اپنے فائل کے متعلق نہیں پوچھا!

دفعتاً دروازے کا پردہ ہٹا اور ایک طویل قامت آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی مونچھیں گھنی اور اوپر چڑھی ہوئی تھیں چہرہ خاصا پر رعب تھا۔

وہ سب کھڑے ہوئے.... اور عمران کچھ خوفزدہ سا نظر آنے لگا! ایما نے اس کی طرف دیکھا اور ہنس پڑی!۔

"ارے یہ تو پاپا ہیں مسٹر نام ہلر۔!" اس نے کہا۔

"اوہو.... میرے آداب قبول کیجئے-- جناب!"

عمران قدرے جھک کر بولا۔!

آنے والے نے اس پر تنقیدی نظر ڈالی اور اپنے خاندان والوں کی طرف دیکھ کر بولا۔ "وہ کہاں ہے؟"

پھر اس نے عمران سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "تشریف رکھیئے جناب مجھے آپ کے متعلق ان لوگوں سے معلوم ہوا تھا۔!---" عمران ایک بار پھر احتراماً جھکا اور بیٹھ گیا! مسز ڈکسٹرلنگ کمرے سے جاچکی تھی۔

"یہ بہت اچھی تصویریں بناتے ہیں! پاپا!".... باربرا بولی۔

"اچھا۔!"

"ابھی ہم ان کا فائل دیکھ رہے تھے! آپ دیکھ کر خوش ہو جائیں گے!"

"اتنے میں مسز ڈکسٹرلنگ فائل لئے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی۔ کرنل ڈکسٹرلنگ کے چہرے پر اضطراب کے آثار تھے...!"

"دیکھئے یہ.... یہ فائل ہے!" باربرا فائل اپنی ماں کے ہاتھ سے لے کر ڈکسٹرلنگ کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی!

ڈکسٹرلنگ نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے فائل سنبھالا! جسم کی بناوٹ کے اعتبار سے وہ اعصابی اختلال کا مریض معلوم نہیں ہوتا تھا۔ پھر بھی وہ کچھ نروس سا نظر آنے لگا تھا۔

وہ فائل کے اوراق الٹتا رہا۔ پھر اس کی بیوی نے کسی چیز کی طرف اشارہ کیا اور ڈکسٹرلنگ کے منہ سے تحیر زدہ سی آواز نکلی۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں!

اس نے عمران کی طرف حیرت سے دیکھا۔ جو اس وقت بھی میز پر انگلی سے کچھ لکھ رہا تھا!

"مسٹر.... اور.... میں آپ کا نام بھولتا ہوں....!" ڈکسٹرلنگ نے تھوک نگل کر کہا۔

"ٹونی....!" عمران بولا! "مجھے ٹونی ہی کہیے پاپا.... تکلفات کی ضرورت نہیں ہے۔!"

"اوہ.... اچھا.... دیکھئے.... یہ تصویر آپ کو کہاں سے ملی اور یہ کس کی ہے....!" اس

نے فائل سے ایک کیمرہ فوٹو نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"او....! یہ سی نوتیا شیمانو ہیں.... اطالیہ کی باشندہ!.... کیا آپ انہیں جانتے ہیں! انہوں نے مجھ سے اپنی ایک پورٹریٹ بنوائی تھی.... لیکن ابھی تک واپس نہیں آئیں!.... پورٹریٹ تیار کی رکھی ہے!"

"یہ کتنے عرصے کی بات ہے جناب....!" ڈکسٹرلنگ نے پوچھا!

"شاید ڈیڑھ ماہ گزرے....!" عمران نے یادداشت پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ آپ کی قیام گاہ پر آئی تھیں....!"

"نہیں.... وہ گرانڈ ہوٹل میں ملی تھیں.... شاید بہت زیادہ پی گئی تھیں! انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں انہیں ان کے گھر تک پہنچادوں....!"

"پھر.... آپ نے کیا کیا....!" ڈکسٹرلنگ بہت زیادہ مضطرب نظر آنے لگا!

"میں نے انہیں ان کے گھر پہنچادیا اور انہیں جب یہ معلوم ہوا کہ میں ایک مصور ہوں تو انہوں نے مجھے اپنی تصویر دی اور کہا کہ میں ان کی پورٹریٹ تیار کردوں۔!"

"گھر آپ کو معلوم ہے۔!"

"جی ہاں۔! مگر وہ اس کے بعد سے مجھے وہاں نہیں ملیں.... اکثر ان کی پورٹریٹ لے کر میں وہاں جاتا رہا ہوں۔! مکان پر اب بھی ان کے نام کا بورڈ موجود ہے! لیکن وہ مقفل رہتا ہے....!"

"آپ کو یقین ہے کہ مکان ہمیشہ مقفل رہتا ہے....!"

"یہ میں نہیں کہہ سکتا! ویسے میں جب بھی وہاں گیا ہوں اسے مقفل ہی پایا ہے!۔"

"مکان کا پتہ بتایئے.... میں بے حد مشکور ہوں گا!"

"افسوس میں پتہ نہیں بتا سکوں گا! مجھے گلیوں اور سڑکوں کے نام نہیں یاد رہتے ویسے میں آپ کو وہ مکان دکھا سکتا ہوں۔!"

"مسٹر ٹونی.... اگر آپ اندھیرا پھیلنے تک یہیں ٹھہریں تو میں بے حد ممنون ہوں گا!"

"میں ٹھہر جاؤں گا پاپا۔!"

"بات یہ ہے کہ میں ایسے وقت میں اس لڑکی سے ملنا چاہتا ہوں جب مجھے کوئی نہ دیکھ سکے!"

"اوہ.... اچھا میں سمجھ گیا!"

"کیا سمجھ گئے!" مسز ڈکسٹرلنگ نے پوچھا!

"یہی کہ پاپا کچھ آدمیوں کو دھوکے میں رکھ کر وہاں جانا چاہتے ہیں!"

"ہاں یہی سمجھ لو۔!" ڈکسٹرلنگ نے مضطربانہ انداز میں کہا!

(۵)

فیاض بہرحال پریشان گھر پہنچا.... کپڑے اتارے اور غسلخانے میں جا گھسا! اس کا سارا جسم غصے سے تپ رہا تھا اور دماغ کی ذہنی کیفیت جو پاگل پن سے مختلف نہیں ہوتی! ٹھنڈے پانی کے شاور نے بھی اس کا غصہ دھیما کرنے میں مدد نہیں دی!.... غسل خانے سے نکل کر اس نے فون پر ڈکسٹرلنگ خاندان سے رابطہ قائم کرنا چاہا۔! لیکن لائین ٹھیک نہیں تھی۔! کوئی عورت دوسری طرف بولی تھی! لیکن اس نے کیا کہا تھا فیاض سمجھ نہیں سکا! اس کا دل چاہ رہا تھا کہ عمران کی ہڈیاں چباڈالے....!

اس نے جلدی جلدی لباس تبدیل کیا اور پھر جانے کے لئے تیار ہو گیا غنیمت تھا کہ اس کی بیوی اس وقت گھر پر موجود نہیں تھی ورنہ اس بری طرح اس کا مذاق اڑاتی کہ فیاض کو سر ہی پیٹ لینا پڑتا!۔

کچھ دیر بعد اس کی کار عمران کے والد رحمان صاحب کی کوٹھی کی طرف جا رہی تھی۔!

کوٹھی پہنچ کر اسے ڈرائینگ روم میں تقریباً آدھے گھنٹے تک رحمان صاحب کا انتظار کرنا پڑا.... وہ سی۔ آئی۔ پی کے ڈائرکٹر جنرل تھے اور فیاض ان کا ایک ادنیٰ ترین ماتحت! لہٰذا اسے مویشی خانے کے منشی کی طرح ان کا انتظار کرنا پڑا!

پھر جب وہ ڈرائینگ روم میں آئے تو فیاض کی پہلے سے تیار کی ہوئی تقریر ذہنی بوکھلاہٹوں کا شکار ہو گئی! رحمان صاحب کے چہرے سے بھی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس وقت فیاض کی آمد انہیں گراں گزری ہو!

"جج.... جناب میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کو حالات سے.... آگاہ کر دوں--!" فیاض ہکلایا!

"کیسے حالات.... بیٹھو!...." رحمان صاحب نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا!

"عمران کے متعلق----!"

"اس کے متعلق میں کچھ نہیں سننا چاہتا!" رحمان صاحب ہاتھ اٹھا کر بولے!

"انہیں کوئی حادثہ بھی پیش آسکتا ہے.... وہ نگار سیا والے کیس میں مداخلت کر رہے ہیں!"

"میں اس کے متعلق بڑی سے بڑی خبریں سننے کے لئے بھی ہر وقت تیار رہتا ہوں!"

"اب.... وہ۔!"

"کچھ بھی نہیں!" رحمان صاحب نے فیاض کی بات کاٹ کر کہا۔ "اسے اس راہ پر لگانے والے بھی تم ہی ہو۔!"

"میں!" فیاض نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں تم!" رحمان صاحب نے غصیلے لہجے میں کہا! "کیا تم اسے اپنے ساتھ نہیں لئے پھرتے تھے.... ورنہ ایک سائنس کے گریجویٹ کو جرائم سے کیا سروکار۔!"

فیاض خاموش ہو گیا اور رحمان صاحب بولے! "اگر وہ نگار سیا کے کیس میں الجھ رہا ہے تو تم اسے قانون کے حوالے کر دو۔! اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا!"

پھر وہ اٹھ گئے!.... فیاض بھی اٹھا.... لیکن واپسی پر وہ کافی خوش نظر آرہا تھا۔! اب.... وہ سوچ رہا تھا کہ عمران کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دینے کے بعد ہی اس سے بات کرے گا۔

پہلے تو اس کا ارادہ تھا کہ سیدھے گھر ہی جائے گا لیکن پھر سوچا کہ بیکن اسٹریٹ ہی جانا چاہئے! اسے شام کے گندے انڈے یاد تھے۔ اور وہ جلد از جلد عمران سے انتقام لینا چاہتا تھا۔! لیکن اسے مایوسی ہوئی کیونکہ عمران کا کمرہ مقفل تھا.... اور مسز ہڈسن سے بھی ملاقات نہیں ہوئی! اس نے سوچا کہ اس سے غلطی ہوئی۔ اسے پھر ڈکسٹرلنگ سے ملنے کی کوشش کرنی چاہئے تھی۔ مگر پھر گندے انڈوں کا خیال آتے ہی وہ دوبارہ کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھا....!

ایلر ہاؤز سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ تھا۔ فیاض اسی پر چڑھ دوڑا.... ایک بار پھر ڈکسٹرلنگ کے نمبر ڈائیل کئے.... لیکن اس کی لائن ابھی تک خراب تھی!.... وہ عمران کی حیرت انگیز صلاحیتوں سے بخوبی واقف تھا! لہٰذا اس نے لائین کی خرابی بھی اس کے سر تھوپ دی!

پھر ہر طرف سے مایوس ہو کر وہ گھر کی طرف روانہ ہو گیا! اب وہ اس بات کو اتنا طول بھی نہیں دینا چاہتا تھا کہ براہ راست بلجیم کے سفارت خانے میں جا گھستا!

(۶)

عمران اور ڈکسٹرلنگ کار سے اترے! یہ ایک نیم تاریک جگہ تھی! تھا تو سڑک ہی کا معاملہ مگر شاید یہاں کی لائین خراب تھی!.... بجلی کے ستون تاریک پڑے تھے! البتہ مکانوں کی کھڑکیوں

سے گزر کر آنے والی روشنی نے سڑک کو بالکل ہی تاریک نہیں ہونے دیا تھا۔!

"دیکھئے یہی عمارت ہے پاپا!" عمران نے ایک عمارت کی طرف اشارہ کیا۔!

یہ ایک بڑی عمارت تھی! جس کی کمپاؤنڈ کا پھاٹک بند تھا!.... عمارت باہر سے تاریک نظر آرہی تھی!.... نہ کمپاؤنڈ میں روشنی تھی اور نہ ہی کوئی کھڑکی روشن نظر آرہی تھی!

"تمہیں یقین ہے کہ تم غلطی نہیں کررہے!...." ڈکسٹر لنگ نے پوچھا!

"مجھے سو فیصدی یقین ہے کہ میں غلطی نہیں کررہا!...." عمران نے جواب دیا! ڈکسٹر لنگ نے پھاٹک کا قفل ٹٹولا.... اور پھر سلاخوں پر ہاتھ پھیرنے لگا!

"ہمیں سلاخوں پر چڑھ کر دوسری طرف جانا پڑے گا!" اس نے کہا!

"کیا تم میرا ساتھ دو گے!"

"یقیناً-- کیا میں پہلے چڑھوں!" عمران بولا۔

"نہیں پہلے میں جاؤں گا!" ڈکسٹر لنگ نے کہا اور پھاٹک پر چڑھ کر دوسری طرف کمپاؤنڈ میں اتر گیا! اس کے بعد عمران نے بھی یہی کیا! پھر وہ ایک روش طے کر کے برآمدے میں آئے! یہاں گہری تاریکی تھی!

یہاں بھی صدر دروازہ مقفل تھا.... ڈکسٹر لنگ نے کہا۔ "تم پھاٹک پر نظر رکھنا! میں قفل کھولنے جارہا ہوں۔!"

"میری نظر پھاٹک پر ہے پاپا.... لیکن اگر کسی نے چور سمجھ کر گولی ماردی تو مجھے بے حد افسوس ہوگا! آپ خود سوچئے!...."

"تم ڈرو نہیں...." ڈکسٹر لنگ نے کہا! لیکن اس کی آواز کانپ رہی تھی!....

تقریباً پندرہ منٹ تک کسی اوزار سے قفل کھولنے کی کوشش کرتا رہا لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔

"نہیں کھلتا...." اس نے تھک ہار کر کہا!....

"اچھا اب یہاں آجایئے میری جگہ پر!" عمران بولا۔

"کیا تم کھول سکو گے!"

"مشکل سے آدھا منٹ صرف ہوگا....!"

"تو آؤ----!" ڈکسٹر لنگ بولا۔

یہ حقیقت ہے کہ عمران نے آدھے منٹ سے زیادہ وقت نہیں لیا۔

"چلو چلو!" ڈکسٹر لنگ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔! "تم بہت ہوشیار آدمی معلوم ہوتے ہو!"....

راہداری میں پہنچ کر ڈکسٹر لنگ نے ایک چھوٹی سی ٹارچ روشن کرلی اور وہ دونوں اسی کی روشنی میں آگے بڑھتے رہے.... انہیں زیادہ تر کمرے خالی نظر آئے.... پوری عمارت میں صرف دو ایسے کمرے مل سکے جن میں کچھ سامان دکھائی دیا تھا.... ان میں سے ایک تو سونے کا کمرہ معلوم ہوتا تھا اور دوسرا نشست کا!

ڈکسٹر لنگ سب سے پہلے خواب گاہ کی طرف متوجہ ہوا اور ذرا ہی سی دیر میں وہاں کا سارا سامان الٹ پلٹ کر ڈالا۔!

یہ کسی عورت ہی کی خواب گاہ معلوم ہوتی تھی۔ کیونکہ وہاں انہیں مردانہ ملبوسات نہیں ملے.... زنانہ کپڑے البتہ برآمد ہوئے اور وہ کسی یورپین ہی عورت کے ہوسکتے تھے!

پھر وہ نشست کے کمرے میں آئے! عمران نہ جانے کیوں مسکرا رہا تھا لیکن جب بھی ڈکسٹر لنگ کی نظر اس کی طرف اٹھتی وہ اس طرح سنجیدہ نظر آنے لگتا جیسے اس کے ہونٹوں نے برسوں سے مسکراہٹ کی شکل تک نہ دیکھی ہو۔!

نشست کے کمرے میں دو الماریاں بھی تھیں اور ایک لکھنے کی میز بھی نظر آرہی تھی!

یہاں ڈکسٹر لنگ کا انہماک پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گیا!.... وہ میز پر رکھے ہوئے کاغذات پر ٹوٹ پڑا.... کچھ دیر تک میز پر جھکا رہا۔ پھر الماریوں کی طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ عمران کے حلق سے ایک خوف زدہ سی آواز نکلی.... ڈکسٹر لنگ اچھل پڑا.... دروازے میں چار آدمی نظر آرہے تھے....! جن کے چہروں پر سیاہ نقابیں تھیں اور ہاتھوں میں ریوالور.... اور یہ کہنا فضول ہی ہوگا کہ ریوالوروں کے رخ انہیں دونوں کے طرف تھے۔! ڈکسٹر لنگ نے جیب میں ہاتھ ڈالا تھا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھادو!" ایک نقاب پوش نے گرج کر کہا۔

ڈکسٹر لنگ کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے! لیکن عمران پہلے ہی کی طرح کھڑا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں گھورتا رہا!

"کیا تم نے سنا نہیں!" نقاب پوش نے عمران سے کہا۔

"سن لیا ہے!" عمران بڑی سنجیدگی سے سر ہلا کر بولا۔!

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھادو!"

عمران نے اپنا ایک ہاتھ اوپر اٹھادیا۔

"دونوں!" نقاب پوش پھر گرجا۔

"پھر میں اپنی ناک کیسے صاف کروں گا!" عمران نے بھولے پن سے کہا۔ "مجھے زکام ہوگیا ہے!"

"میں گولی ماردوں گا! ورنہ دونوں ہاتھ اوپر اٹھاؤ!"

"میں تو نہیں اٹھاؤں گا۔ تم گولی ماردو...." عمران نے کسی ضدی بچے کے سے انداز میں کہا!

"ہاتھ اٹھادو...." ڈکسٹر لنک نے کہا!

"اچھی بات ہے پاپا۔!" عمران ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "آپ کے حکم کی تعمیل ضرور کروں گا۔ ورنہ چار کیا چار سو ریوالور بھی میرے ہاتھ اوپر نہیں لے جاسکتے۔!"

عمران نے ہاتھ اٹھادیئے!

"تم لوگ کون ہو!...." نقاب پوش نے دو چار قدم آگے بڑھا کر کہا!

"مم.... میں!" عمران ہکلایا! "ٹونی ٹام ہلز.... ایک کمرشل آرٹسٹ.... اور یہ پاپا....!"

"دوہشت۔! تم خاموش رہو!" ڈکسٹر لنک بڑبڑایا! پھر نقاب پوشوں سے بولا۔ "تم لوگ اپنے متعلق بتاؤ تو بہتر ہے! کیونکہ تم نے اپنے چہرے بھی چھپا رکھے ہیں۔!"

"کیا تم وصیت کے بغیر ہی مرنا چاہتے ہو!" نقاب پوش نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مار ڈالنے کی دھمکیاں میرے لئے کوئی وقعت نہیں رکھتیں!"

ڈکسٹر لنک لاپرواہی سے بولا۔! "ویسے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ مجھے نگار سیا کا پتہ بتادو!"

"اوہ.... تم لوگ....!" نقاب پوش نے ایک طویل سانس لی اور خاموش ہو گیا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ سوچ رہا ہو کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے!

دفعتاً اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کر کچھ کہا.... اور پھر وہ چاروں اتنی سرعت سے باہر نکل گئے کہ ڈکسٹر لنک کو کچھ سوچنے سمجھنے کا موقعہ ہی نہ مل سکا۔ اسے ہوش اس وقت آیا جب اس نے دروازہ بند ہونے کی آواز سنی اور قفل میں کنجی گھومنے کی آواز نے تو اسے پاگل ہی کر دیا۔ وہ دروازے کی طرف جھپٹا اور اسے دونوں ہاتھوں سے پیٹنے لگا----! مگر بے سود! دروازہ تو باہر سے مقفل کیا جاچکا تھا۔!

"ہائے پاپا---اب کیا ہوگا!" عمران کراہا۔

مگر پاپا بے چارہ کیا جواب دیتا! وہ خود ہی سوچ رہا تھا کہ اب کیا ہوگا۔

"یہ آپ نے کہاں لاکر پھنسادیا۔" عمران نے پھر کہا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ رو پڑے گا۔

"صبر کرو! لڑکے.... صبر....!" ڈکسٹر لنک مضطربانہ انداز میں بولا۔

"کوئی نہ کوئی صورت نکل ہی آئے گی۔"

"کتنی دیر میں نکل آئے گی....!"

"خاموش بھی رہو---!" ڈکسٹر لنک جھنجھلا گیا۔!

"ارے واہ!" عمران ہاتھ نچا کر بولا۔! "پہلے چوروں کی طرح یہاں گھسے پھر اس طرح چوہے دان میں پھنس گئے۔"

"لڑکے۔ خدا کے لئے خاموش رہو! مجھے سوچنے دو!"

"سوچو---!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔!

دس منٹ گزر گئے لیکن ڈکسٹر لنک سوچتا ہی رہا۔!

"اوں ہوں!" عمران سر ہلا کر بولا! "تم نہیں سوچ سکتے پاپا۔!"

"اب مجھے سوچنے دو۔"

"میں نے کب منع کیا ہے!" ڈکسٹر لنک پھر جھلا گیا۔!

"تو میں کچھ سمجھے بوجھے بغیر کیسے سوچوں گا۔ یہ چمارسیا کون ہے۔ جس کے متعلق تم نے ان لوگوں سے پوچھا تھا!"

"نگارسیا!" ڈکسٹر لنک نے تصحیح کی! "وہی لڑکی جس کی تصویر تمہارے فائیل میں تھی! اس نے تمہیں اپنا نام غلط بتایا تھا!"

"ہائیں۔ نہیں۔!" عمران نے حیرت ظاہر کی!

"ہاں لڑکے اس نے تمہیں اپنا نام غلط بتایا تھا۔!"

"کیا وہ کوئی چور لڑکی ہے!"

"نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔!"

"پھر تم اس طرح یہاں کیوں آئے تھے! کیا وہ تمہاری محبوبہ ہے پاپا۔!"

"فضول باتیں نہ کرو! وہ بلجیم کی شہزادی ہے!"

"ارے باپ رے----!" عمران دونوں ہاتھوں سے سینہ تھام کر فرش پر بیٹھ گیا۔!

"کیوں.... کیا ہوا....!"

"شہزادی تھی.... میرے خدا.... میں نے اسے گاڑی سے گود میں لے کر اتارا تھا!" عمران اس بری طرح کانپنے لگا جیسے جاڑا دے کر بخار آگیا ہو!

ڈکسٹر لنک ہنسنے لگا!.... پھر عمران کا شانہ تھپتھپا کر اسے فرش سے اٹھاتا ہوا بولا۔! "شہزادی تھی شیرلی نہیں۔ تم اتنے بدحواس کیوں ہو رہے ہو۔"

"اب مجھے یاد آیا.... نگارسیا!" عمران اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا ہوا بولا۔ "وہ یہاں سرکاری دورے پر آئی تھی! ایک بیک گورنمنٹ ہاؤز سے غائب ہوگئی! شاید میں نے کسی اخبار میں پڑھا تھا---! اگر اخبار میں یہ بھی تو تھا کہ شہزادی لوگوں کو متحیر کر دینے کی بے حد شائق ہے

ممکن ہے اس نے اسی لئے روپوشی اختیار کر لی ہو اور کچھ دنوں بعد پھر ظاہر ہو جائے....!"

"ہاں! اخبارات میں بھی خبر آئی تھی، لیکن۔!"

"لیکن کیا--!"

"حقیقت کا علم میرے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے!"

"حقیقت کیا ہے۔ پاپا.... ڈیئر---!"

"وہ تمہیں نہیں بتائی جا سکتی! کسی کو بھی نہیں بتائی جا سکتی!"

"پھر--! میں کیسے کچھ سوچ سکوں گا! پتہ نہیں وہ لوگ واپس آ کر کس طرح پیش آئیں!"

عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا اور ڈکسٹر لنک کچھ سوچنے لگا!

"بولو.... پاپا.... مجھے بتاؤ ممکن ہے میں اسے تلاش کرنے میں مدد دے سکوں! ورنہ تم اس اجنبی ملک میں تنہا کیا کر سکو گے۔"

"تم ہی کیا کر سکو گے نیم دیوانے لڑکے۔!"

"کچھ بھی نہیں!" عمران سر ہلا کر بولا! "میں تو اس لئے پیدا ہوا تھا کہ تمہارے ساتھ مار ڈالا جاؤں---! تم کیا سمجھتے ہو پاپا---! کیا وہ لوگ ہماری دعوت کا انتظام کرنے گئے ہیں!"

ڈکسٹر لنک پھر کچھ سوچنے لگا! اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے!

"آؤ۔" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا! "ہو سکتا ہے وہ لوگ مجھے زندہ نہ چھوڑیں اور تم کسی طرح بچ سکو۔ اس لئے میں تمہیں ضرور بتاؤں گا۔! تم براہِ کرم میرے ملک کے سفیر کو ان حالات سے آگاہ کر دینا۔!"

"بالکل قطعی! تم مطمئن رہو پاپا! میں تمہارے لئے جان بھی دے سکتا ہوں۔"

"میں یہاں آنے سے قبل بادشاہ کے محافظ دستے کا کمانڈر تھا اور شاہی محل کے بیشتر رازوں کا علم رکھتا تھا.... میرے ایک ماتحت آفیسر کیپٹن راگوین کی نگارسیا سے محبت میرے لئے پوشیدہ نہیں تھی! خود نگارسیا بھی اس پر جان دیتی تھی! میں نے راگوین کو بہت سمجھایا کہ وہ اس خبط سے باز آ جائے۔ لیکن اس نے بڑی قسمیں کھائیں کہ وہ سب کچھ غلط ہے اس کا شہزادی نگارسیا سے کوئی تعلق نہیں! میں خاموش ہو گیا۔ لیکن میری آنکھیں بہت کچھ دیکھتی رہیں اور شہزادی بھی اس کے لئے پاگل ہو رہی تھی! آخر شاہی خاندان کے کچھ افراد کو اس کا علم ہو گیا اور راگوین ملک بدر کر دیا گیا۔! شہزادی بہت روئی پیٹی مگر یہ شاہی خاندان کے وقار کا سوال تھا--- اور میں تمہیں بتاؤں... جس دن شہزادی یہاں سرکاری دورے کے لئے پہنچی تھی۔ راگوین مجھے دکھائی دیا تھا!"

"یہاں؟" عمران نے حیرت سے دہرایا!

"ہاں۔ یہاں! لیکن میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنی بڑی بات ہو جائے گی میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ شہزادی شاہی خاندان کا وقار اس طرح خاک میں ملائے گی!"

"مگر پاپا--- تم نے اپنے سفیر کو اس بات سے کیوں نہیں مطلع کیا!"

"بدنامی کے خیال سے! میں نہیں چاہتا کہ ہمارا شاہی خاندان ساری دنیا میں بدنام ہو جائے! اسی لئے اسے شہزادی کی افتادِ طبع کا نتیجہ قرار دینے کی کوشش کی گئی ممکن ہے ہم اسے پانے میں کامیاب ہی ہو جائیں اور میں قسم کھا چکا ہوں کہ راگوین جہاں کہیں بھی نظر آیا اسے بے دریغ قتل کر دوں گا!"

"تو تم نے صحیح حالات سے کسی کو بھی آگاہ نہیں کیا!"

"نہیں--! تمہارے یہاں کا محکمہ سراغرسانی بڑی جدوجہد کر رہا ہے! لیکن اسے بھی صحیح حالات کا علم نہیں ہے اور لڑکے میں تم پر اعتماد کرتا ہوں! تم میرے ملک کے سفیر کے علاوہ اور کسی سے بھی اس کا تذکرہ نہ کرنا۔ وہ جو کچھ مناسب سمجھے گا کرے گا۔"

"بہت ممکن ہے کہ وہ یہاں سے چلے ہی گئے ہوں---!" عمران نے کہا!

"نہیں۔ یہ ناممکن ہے! وہ ایسے وقت میں اس شہر سے بھی نکلنے کی ہمت نہیں کریں گے جب کہ ان کے لئے اتنا ہنگامہ برپا ہو گیا ہے! سارے ملک کی خفیہ پولیس حرکت میں آ گئی ہے! اور پھر راگوین کو اس طرح بھاگنے کی ضرورت ہی کیا ہے وہ میک اپ کا ماہر ہے! شہزادی کی صورت بدل دے گا اور اپنی بھی!.... جب ہنگامہ فرو ہو جائے گا تو دونوں چپ چاپ کسی طرف نکل جائیں گے!"

"شہزادی کی تصویر تو ہے میرے پاس!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔! "لیکن راگوین کی تصویر بھی کہیں سے مل سکے گی!"

"ہاں میرے پاس ایک گروپ فوٹو ہے جس میں وہ بھی موجود ہے!"

"اچھا تو پاپا اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ!"

"کیا مطلب؟" ڈکسٹر لنک چونک کر اسے گھورنے لگا!

"اور.... مطلب یہ کہ یہاں سے نکلنے کے لئے تیار ہو جاؤ!"

"کیسے....! کیا کرو گے! ممکن ہے باہر زیادہ آدمی موجود ہوں!"

"پرواہ مت کرو!.... پاپا میں اپنے وقت کا ہرکولیس ہوں!.... اس دروازے ہی کو اکھاڑ کر پھینک دوں گا۔!"

"لڑکے....! بس اب خاموش رہو! مجھے کچھ سوچنے دو! میں چوہوں کی طرح مرنا پسند نہیں

کروں گا!“

”سوچو!.... میں اپنا کام شروع کرنے جارہا ہوں....!“ عمران دیوار پر ہاتھ ٹیک کر پہلوانوں کی طرح زور کرنے لگا!.... پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ دروازے کی طرف مڑا....

اور اس وقت ڈکسٹر لنک کی حیرت قابل دید تھی جب عمران کی ایک ہی ٹکر سے دروازہ چوکھٹ سمیت اچھل کر راہ داری میں جا پڑا۔۔ عمران نے بھی راہ داری میں چھلانگ لگائی!

”پاپا.... ڈیئر!“ اس نے راہداری سے ڈکسٹر لنک کو آواز دی! ”سوچ چکے ہو تو آؤ!“

کرنل ڈکسٹر لنک لڑکھڑاتا ہوا باہر نکلا!....

”چلو.... چپ چاپ نکل چلو....!“ ڈکسٹر لنک نے سرگوشی کی!

”نہیں.... میں تو یہاں کھڑا ہو کر ایک گیت گاؤں گا.... پاپا.... میں بیسویں صدی کا ہرکولیس ہوں....!“

”چلو....!“ ڈکسٹر لنک اس کا بازو پکڑ کر صدر دروازے والی راہداری کی طرف کھینچنے لگا۔!

عمران نے اس کے خلاف جدوجہد نہیں کی....

صدر دروازہ بھی باہر سے بند تھا! لیکن وہ ایک کمرے کا دروازہ کھول کر باہر آگئے!....

”شاید.... وہ ہمارے متعلق کسی کو اطلاع دینے گئے ہیں!“ ڈکسٹر لنک بولا۔!

”ہو سکتا ہے!.... کیا ہم ان کا انتظار کریں گے!“ عمران نے پوچھا۔!

”تم طاقتور ضرور ہو.... مگر عقل سے خالی!“.... ڈکسٹر لنک نے کہا! ”چلو اب یہاں ٹھہرنا موت ہی کو دعوت دینا ہوگا!“

”اچھا تو چلو.... میں تو وہی کروں گا جو تم کہو گے....!“

وہ دونوں پھاٹک سے گزر کر سڑک پر آئے.... اور تھوڑی ہی دیر بعد ان کی کار چل پڑی....

ڈکسٹر لنک عمران کو اپنی کوٹھی ہی کی طرف لے جارہا تھا!

(۷)

تقریباً گیارہ بجے شب کو عمران اپنے فلیٹ میں پہنچا! اس نے بیکن اسٹریٹ کے ایلر ہاؤز والی قیام گاہ کا رخ نہیں کیا تھا!.... اسے فیاض کی طرف سے خدشہ تھا کہ اس نے وہاں کچھ نہ کچھ

گڑبڑ ضرور مچائی ہوگی!....

یہ عمران کی ایک کامیاب رات تھی.... اور وہ کافی مسرور نظر آرہا تھا! اس نے فون پر بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کیئے!.... دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا....

”تم بہت اچھے رہے بلیک زیرو!.... تم نے جس خوبصورتی سے اس دروازہ کو سیٹ کیا تھا! اس کی داد نہیں دی جاسکتی! مجھے طاقت زیادہ نہیں لگانی پڑی تھی....“

”میں ڈر رہا تھا جناب کہ کوئی کچا پن نہ رہ گیا ہو!....“ بلیک زیرو نے کہا!

”تم بہت اچھے رہے! مگر تمہارے ساتھ تین آدمی اور کون تھے!“

”صفدر سعید، چوہان اور تنویر....!“ بلیک زیرو نے جواب دیا.... ”وہ بے چارے مجھے ایکس ٹو سمجھتے رہے!.... بلکہ میں نے ایکس ٹو کی حیثیت سے انہیں فون کر کے اس کام کے لئے طلب کیا تھا!“

”بہت اچھے! ہاں.... فیاض کا کیا رہا۔!“

”فیاض!....“ دوسری طرف سے آواز آئی!“ جب وہ ڈکسٹر لنک کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہا تھا اس کے جسم پر کئی گندے انڈے ٹوٹ گئے.... اور پھر شاید وہ غسلخانے کے لئے واپس چلا گیا!.... اس کے بعد میں نے ڈکسٹر لنک کی کوٹھی ایلر ہاؤز اور بلجیم کے سفارت خانے کی ٹیلیفون لائنیں خراب کردیں۔!“

”گڈ....! میں تمہیں بہت پسند کرنے لگا ہوں بلیک زیرو!“

”مہربانی ہے آپ کی جناب!.... مگر کیا آپ مجھے اس راز میں شریک کر سکیں گے....!“

”ضرور.... ضرور....! میں تمہیں اس مہم کا انچارج بنا چکا ہوں....!“

”سنو!.... یہ سب کچھ میں نے اس لئے کیا تھا کہ نگارسیا کے متعلق ان حقائق سے واقف ہو سکوں جن کا علم ہماری حکومت کو نہیں ہو سکا!.... بلجیم کے سفارت خانے ہی سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ کرنل ڈکسٹر لنک اس کی گمشدگی کے سلسلے میں کوئی خاص بات جانتا ہے!.... لہٰذا مجھے اس کی زبان کھلوانے کے لئے اتنا کھڑاک کرنا پڑا....!“

”کیا وہ بات آپ نے معلوم کرلی!۔۔“

”قطعی!“ عمران نے کہا اور ڈکسٹر لنک سے جو کچھ بھی معلوم کر سکا تھا دہرا دیا!

”آپ ہی کا کام تھا.... جناب.... اور کسی سے یہ نہ ہو سکتا!“ بلیک زیرو بولا۔

”اب ڈکسٹر لنک....! میرے پنجے سے نہیں نکل سکتا....!“

”مگر اب وہ اس عمارت کے پیچھے ضرور پڑ جائے گا۔“

"نہیں وہ اتنا احمق بھی نہیں ہے!... وہ اس فکر میں ہے کہ اس بات کے پھیلنے سے پہلے ہی کیپٹن راگوین کو تلاش کر کے قتل کر دے۔! ہاں دیکھو بلیک زیرو! تمہاری اصل شخصیت میرے دوسرے ماتحتوں پر نہ ظاہر ہونے پائے!"

"نہیں جناب! حتی الامکان ایسا نہ ہونے دوں گا! مطمئن رہیں!"

"ویسے تو میں تمہاری طرف سے مطمئن ہوں!"

"ہاں تو کیا اب آپ ہیلر ہاؤز واپس جائیں گے!"

"ہیلر ہاؤز واپس جا کر کیا کروں گا... مقصد حل ہو گیا! میں تو اب ڈکسٹر لنک کی کوٹھی ہی میں قیام کروں گا!"

"جی....!" بلیک زیرو کے لہجے میں حیرت تھی!

"ہاں! یہ اسی کی پیش کش ہے! وہ کہتا ہے کہ خود اسے بھی مصوری سے بے حد دلچسپی ہے! اس لئے وہ اپنی لڑکیوں کو بھی مصوری سکھوانا چاہتا ہے! بہر حال تم مجھے یہ معلوم کر کے بتاؤ کہ فیاض نے میرا راز مسز ہڈسن پر تو نہیں ظاہر کیا!"

"ابھی آدھے گھنٹے کے اندر معلوم کر کے بتاتا ہوں!...."

"ٹھہرو!.... اگر فیاض اس تک نہ پہنچ سکا ہو تو مجھے اسی بلیک ٹیلیفون بوتھ سے مطلع کرنا جو ہیلر ہاؤز کے قریب ہے!"

"بہت بہتر جناب!...."

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا!....

پھر بیس منٹ بعد ہی اس نے بلیک زیرو کی کال ریسیو کی--! وہ کہہ رہا تھا!

"نہیں جناب! مسز ہڈسن تک فیاض اپنی بات نہیں پہنچا سکا!"

"بہت اچھا!.... تم وہیں ٹھہرو! ٹھیک پندرہ منٹ بعد ہیلر ہاؤز پہنچ کر میرا سامان وہاں سے اٹھوا لینا اور اسے دانش منزل میں پہنچا دیا جائے--!"

"بہت بہتر جناب!"

"مسز ہڈسن سے کہنا کہ مسٹر ٹام ہلز کے چچا نے سامان منگوا لیا ہے!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا! پھر اس نے مسز ہڈسن کے نمبر ڈائیل کئے!.... دوسری طرف سے فورا ہی جواب ملا! وہ شاید ابھی تک اپنے آفس ہی میں موجود تھی--!

"لیکن ممی پلیز....!" عمران بولا۔ "میں نے اتنی رات گئے آپ کو تکلیف دی ہے! بات یہ ہے کہ میرے ایک چچا مل گئے ہیں! میں تو انہیں نہیں پہچانتا لیکن وہ کہتے ہیں میں چھ ماہ سے تمہاری تلاش میں ہوں! وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم لوگ سمجھتے تھے شاید تم مر گئے کیونکہ جس ٹرین سے تم سفر کر رہے تھے وہ کسی دوسری ٹرین سے لڑ کر تباہ ہو گئی تھی!.... مگر ممی.... میں یہ سب کچھ کیسے باور کر لوں.... آپ ہی بتائیے.... میرا خیال ہے کہ میں نے پانچ سال سے ریلوے ٹرین کی شکل تک نہیں دیکھی!.... وہ کہتے ہیں ٹرین لڑ گئی تھی....!"

"میں آپ کو مبارک باد دیتی ہوں مسٹر ٹام ہلز....!"

"کس بات کی مبارک باد ممی....!"

"یہی کہ بالآخر آپ اپنے آدمیوں میں پہنچ گئے! مجھے بے حد خوشی ہے مسٹر ٹام ہلز.... مگر کیا آپ کبھی کبھی ملتے رہیں گے....!"

"ضرور ممی!.... میں آپ کو کبھی نہ بھلا سکوں گا!.... وہ دیکھئے میرے چچا اپنے سیکرٹری کو آپ کے پاس روانہ کر چکے ہیں! میرے ذمے آپ کی جو رقم نکلتی ہے اس سے وصول کر کے میرا سامان دے دیجئے گا!"

"اوہ۔ رقم پھر آجائے گی مسٹر ٹام ہلز....! مگر میں آپ کی کمی بہت شدت سے محسوس کروں گی۔ آپ سے کچھ ایسی ہی اُنسیت ہو گئی تھی!"

"ممی.... آپ کو چھوڑتے وقت میں بھی خود کو بہت زیادہ مغموم محسوس کر رہا ہوں!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا--! "آپ کی محبت مجھے ہمیشہ یاد رہے گی--!"

"بہر حال اگر میری ذات سے کبھی کوئی تکلیف پہنچی ہو تو خدارا معاف کر دیجئے گا! ویسے میں آپ کو بالکل اپنے بچے کی طرح سمجھتی رہی ہوں!"--- مسز ہڈسن کی آواز آئی!

"بس ممی بس!" عمران کی آواز حلق میں پھنسنے لگی--اور ایسا معلوم ہوا جیسے وہ دہاڑیں مار کر رونے لگے گا--اس نے پھر کہا! "آپ ایسی باتیں نہ کیجئے! ورنہ میں پھر واپس آجاؤں گا.... آپ کے علاوہ اور کون میری ممی ہو سکتی ہے۔!... ویسے میرے چچا کہتے ہیں کہ میری ممی اور میرے بابا شاداب نگر میں ہیں!... بھلا بتائیے میں کیسے یقین کر لوں....!"

"نہیں بیٹے!.... تم چچا کے ساتھ واپس جاؤ.... میں تمہارے لئے ہمیشہ دعا کرتی رہوں گی! خدا تمہاری یاد داشت واپس کر دے۔!"

پھر مسز ہڈسن ہی نے سلسلہ منقطع کر دیا اور عمران ریسیور رکھ کر سچ مچ آنسو خشک کرنے لگا!.... پھر بچوں کی طرح کھلکھلا کر ہنس پڑا.... ساتھ ہی پاگلوں کی طرح بڑبڑایا بھی! میرا پیشہ۔ میں کیا کروں.... مسز ہڈسن مجھے خدا معاف کرے!"

چند لمحے وہ خاموش کھڑا رہا!... پھر اس نے فیاض کے نمبر ڈائیل کئے!

"ہیلو--!" دوسری طرف سے کچھ دیر بعد آواز آئی!

"میری یادداشت واپس آگئی ہے سوپر فیاض...!" عمران نے بہت زیادہ مسرور لہجے میں کہا!

"میں تمہاری ہڈیاں تک پیس ڈالوں گا....!"

"پھر لوگ انہیں سرمہ اہل نظر کہیں گے اور تمہیں سرمے والا...."

"یادداشت واپس آنے کے بعد ظاہر ہے کہ میں اپنے فلیٹ میں واپس آگیا ہوں گا۔!"

"اور وہی فلیٹ تمہارے لئے جہنم بن جائے گا۔ تمہارے باپ نے کہہ دیا ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو اسے بھی گولی مار دو.... سرکاری معاملات میں کسی کی بھی مداخلت نہیں برداشت کی جاسکتی....!"

"میرے خدا.... اچھا یہ بتاؤ.... اگر تم نے مجھے گولی مار دی تو ڈیڈی یتیم ہو جائیں گے.... مجھے یاد نہیں کہ باپ کے مرنے سے بچے یتیم ہوتے ہیں یا بچوں کے مرنے سے باپ...."

"دیکھوں گا دیکھوں گا کہ تم کس رفتار سے زبان چلا سکتے ہو!"

"زبان سے زیادہ ہاتھوں کی رفتار ہے سوپر فیاض.... جب دل چاہے آزمالو...!" عمران بولا!" آج گیارہ بجے تک میں ٹونی ٹام ہلز تھا! ٹھیک گیارہ بج کر پانچ منٹ پر میری یادداشت واپس آئی.... اور اب مجھے اچھی طرح یاد آگیا ہے کہ میرا نام دراصل میٹرلنک ہے اور میں ڈکسٹر لنک کا بھتیجا ہوں! کرنل ڈکسٹر لنک.... تم سمجھتے ہو نا!"

"خوب سمجھتا ہوں!" فیاض کی آواز سے صاف صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ دانت پیس کر بولا!" اور تم سر پر ہاتھ رکھ کر روؤ گے---!"

"کمر پر سوپر فیاض!.... میں ہمیشہ کمر پر ہاتھ رکھ کر روتا ہوں۔ تاکہ معدے پر کوئی برا اثر نہ ڈالے! ہاں سنو میں کل سے ڈکسٹر لنک کی کوٹھی ہی پر ملوں گا۔ اس کا بھتیجا ٹھہرا....نا...."

فیاض نے کچھ کہے بغیر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا۔

عمران کے ہونٹوں پر ایک شدید سی مسکراہٹ تھی!۔

(۸)

دوسری صبح کیپٹن فیاض کے لئے شاید منحوس تھی! کیونکہ جیسے ہی اس نے آفس میں قدم رکھا اسے ڈائرکٹر جنرل صاحب کے دفتر میں اپنی طلبی کی اطلاع ملی۔ لیکن یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جس کی بنا پر اس صبح کو فیاض کے لئے منحوس قرار دیا جاسکتا! بات تو دوسری ہی تھی جو اس پر

بم کی طرح گری۔!

ڈائرکٹر جنرل رحمان صاحب نے کہا!" وزارتِ خارجہ کی طرف سے ہدایت ملی ہے کہ نگاریا کے سلسلے میں میرا محکمہ قطعی خاموشی اختیار کر لے....!"

فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور سب سے پہلے اسے اپنی شکست کا خیال آیا!.... پچھلی رات اس نے عمران کو جو دھمکیاں دی تھیں اب انہیں عملی جامہ نہ پہنا سکے گا!

"بہر حال۔" رحمان صاحب پھر بولے!" اب اس کیس کو بالکل ختم کر دو۔! یہ معاملہ ہی سمجھ میں نہیں آسکا!"

"میں سمجھتا ہوں....!" فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔!

"کیا سمجھتے ہو!" رحمان صاحب اسے گھورنے لگے!

"عمران!"

"کیا بکواس ہے!" رحمان صاحب نے بُرا سا منہ بنایا۔" عمران کی کیا حقیقت ہے۔ یہ وزیر خارجہ کا حکم ہے! سر سلطان کا نہیں جو اس گدھے سے اکثر کام لیتے رہے ہیں!"

"آپ یقین کریں یا نہ کریں جناب!.... عمران کے علاوہ اور کسی کی یہ حرکت نہیں ہو سکتی۔ وہ کل تک ٹونی ٹام ہلز تھا اور آج اس کا نام میٹرلنک ہے اور وہ خود کو کرنل ڈکسٹر لنک کا بھتیجا ظاہر کرتا ہے!.... یہی نہیں بلکہ آج صبح سے وہ مستقل طور پر اسی کی کوٹھی میں شفٹ کر گیا ہے!"

رحمان صاحب اس انداز میں اسے گھورنے لگے جیسے اس کی اس بکواس پر یقین نہ آیا ہو!....

پھر انہوں نے کہا۔

"تم میرے آفس میں بیٹھ کر غیر ذمہ دارانہ گفتگو کر رہے ہو!"

"اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے یہیں سے فون کروں....!"

"کرو....!" رحمان صاحب نے غیر ارادی طور پر کہا۔

فیاض نے اٹھ کر ڈکسٹر لنک کے نمبر ڈائیل کئے۔ دوسری طرف سے بولنے والی کوئی لڑکی تھی۔

"کیا مسٹر ٹونی ٹام ہلز یہاں موجود ہیں!"

"جی ہاں۔!"

"ذرا انہیں فون پر بلا دیجئے!"

"ہولڈ آن کیجئے!۔" پھر دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔!

"ہیلو!"

"فیاض۔! ڈائرکٹر جنرل صاحب تم سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں!"

"فضول ہے فیاض!.... تم کیوں اپنا وقت برباد کر رہے ہو! بلکہ مجھے خدشہ ہے کہ کہیں تم اس طرح اپنی زندگی ہی برباد نہ کر بیٹھو!"

فیاض نے ریسیور رحمان صاحب کی طرف بڑھا دیا! عمران بدستور بکواس کئے جا رہا تھا کہیں تمہاری بیوی کو ناک پر ہاتھ رکھ کر نہ رونا پڑے ویسے میں اسے مشورہ دوں گا کہ اگر وہ تمہارے سر پر ہاتھ رکھ کر روئے تو بہتر ہے!.... تاکہ تمہیں کچھ احساس ہو اپنی یتیمی کا!"

"کیا بک رہا ہے!" رحمان صاحب غرائے!

"ار.... ہپ.... ڈیڈی....!"

"وہاں تیرا کیا کام!"

"میں نے ایک چچا تلاش کر لیا ہے ڈیڈی اور وہ بلجیم کا باشندہ ہے اب ارادہ ہے کہ اگلے سال والدین کو تلاش کرنے ہالینڈ جاؤں.... دیسی والدین مجھے بالکل پسند نہیں ہیں!"

"یو ڈرٹی سوائین!" رحمان صاحب نے کہا اور ریسیور ایک جھٹکے کے ساتھ کریڈل میں ڈال دیا۔ ان کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا! وہ فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ ہلا کر بولے۔

"جاؤ--!"

فیاض بھی بوکھلا گیا تھا! وہ چپ چاپ اٹھا اور باہر نکل آیا۔

(۹)

ڈکسٹر لنک کمرے میں ٹہل رہا تھا اور عمرن احمقانہ انداز میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا آتشدان کو گھورے جا رہا تھا! دفعتاً کرنل ڈکسٹر لنک رک کر بولا۔

"تم جانتے ہو.... میں تمہیں یہاں کیوں لایا ہوں!"

"نہیں پاپا-- میں کیا جانوں--!"

"تاکہ تم کسی سے مل نہ سکو!"

"میں ویسے ہی کب کسی سے ملتا ہوں!.... مجھے اتنا وقت ہی نہیں ملتا کہ کسی سے مل سکوں!.... ایما کا ہاتھ بہت اچھا ہے۔ وہ بہت جلد ایک اچھی آرٹسٹ بن سکتی ہے! میں دن رات اس کے ساتھ محنت کروں گا--! آپ مطمئن رہیں!"

"ٹھیک ہے! تم اسے مصوری کی تعلیم دے سکتے ہو! لیکن اس گھر سے باہر قدم نہیں نکال سکتے!"

"ارے کیوں؟" عمران متحیر نظر آنے لگا!

"تم ایک بہت بڑے راز سے واقف ہو گئے ہو! غلطی میری ہی تھی۔ آخر میں اتنا نروس کیوں ہو گیا تھا! مجھے وہ راز تم پر ظاہر نہ کرنا چاہئے تھا!"

"وہ اب بھی راز ہی ہے.... پاپا.... میں کس سے کہنے جا رہا ہوں!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں کہا۔

مگر ڈکسٹر لنک اس جواب پر دھیان دیئے بغیر بولا! "تمہیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہو گی! گھر کا سا آرام محسوس کرو گے۔ لیکن تم اس وقت تک یہاں سے نہیں نکل سکو گے جب تک نگارسیا کا سراغ نہ مل سکے!"

"چلئے یہی سہی!" عمران سر ہلا کر بولا! "اس میں میرا کیا نقصان ہے۔ میرا ویسے بھی دل نہیں چاہتا کہ آسمان دیکھوں! مگر بعض مجبوریوں کی بناء پر گھر چھوڑنا ہی پڑتا ہے میں ایک کمرشل آرٹسٹ ہوں نا!"

"تم دھوکہ تو نہیں دو گے۔" ڈکسٹر لنک اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا!

"نہیں۔ بھلا اپنے پاپا کو دھوکہ دوں گا۔!"

"تمہاری نگرانی کے لئے ہر وقت یہاں دو مسلح آدمی موجود رہیں گے! تم باہر نہیں جا سکو گے اور اگر تم نے اس کی کوشش کی تو نتیجے کے ذمہ دار خود ہو گے۔!"

"آپ بے کار ان دونوں آدمیوں کو تکلیف دے رہے ہیں!"

ڈکسٹر لنک کوئی جواب دیئے بغیر کمرے سے چلا گیا!

عمران مسکراتا رہا۔! اس کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ ڈکسٹر لنک اس طرح پیش آئے گا۔! مگر یہ بھی عمران تھا--! وہ کسی طرح بھی خود کو بے بس نہیں محسوس کر سکتا تھا۔! مایوسی اس کی شریعت میں حرام تھی اور فکر مند ہونا گناہ--! اس نے جیب سے چیونگم نکالی اور اسے منہ میں رکھ کر آہستہ آہستہ چبانے لگا--! وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی!.... ایک نوکر کمرے میں داخل ہوا۔

"مادموزیل ایما کو بھیج دو!.... میں آج ہی سے سبق شروع کروں گا--!" عمران نے اس سے کہا۔

ملازم چلا گیا.... کچھ دیر بعد ایما کمرے میں داخل ہوئی!

"کیا بات ہے مسٹر تام ہلز!" اس نے پوچھا۔!

"سبق!.... مادموزیل.... آج میں آپ کو بتاؤں گا کہ نقطہ کسے کہتے ہیں۔!"

"بتائیے۔!" ایما مسکراتی ہوئی بیٹھ گئی! اور عمران نے نقطے کے متعلق ایک بہت خشک قسم کا لیکچر چھیڑ دیا! ایما بور ہو کر پہلو بدلتی رہی! پھر جب عمران نے کہا کہ آج کا سبق ختم ہو گیا تو اس نے ایک طویل سانس لی اور اس طرح بشاش نظر آنے لگی جیسے مرتے مرتے بچی ہو!۔ پھر اس نے عمران کو اسی "رومانی موڈ" میں لانے کی کوشش شروع کر دی جس میں اسے پہلی ملاقات پر دیکھا تھا!

"اوہ.... ماد موزیل.... " عمران کی آنکھیں خواب ناک ہو گئیں!" جب کوئی مجھے میری پچھلی زندگی یاد دلانے کی کوشش کرتا ہے تو میرا سر چکرا جاتا ہے!.... مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتا پھر رہا ہوں.... کچھ عجیب طرح کی خوشبوئیں میرے ذہن میں انگڑائیاں لینے لگتی ہیں! پھر ایسا معلوم ہونے لگتا ہے جیسے چاروں طرف چاندنی بکھر گئی ہو!.... آہ....!"

عمران ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا اور اس طرح اپنی پیشانی رگڑنے لگا جیسے کچھ یادوں کو اپنے ذہن سے کھرچ پھینکنا چاہتا ہو!

ایما پلکیں جھپکائے بغیر اس کی طرف دیکھتی رہی اور عمران کھلی ہوئی کھڑکی سے خلا میں گھور رہا تھا!

دفعتاً اس نے ایما کی طرف مڑ کر پوچھا!" کیا پاپا پہلے شاہی محافظ دستے کے کمانڈر تھے۔!"

"ہاں.... مسٹر ٹام ہلز....!" ایما اس طرح بولی جیسے یک بیک ہوش میں آ گئی ہو!

"مجھے شاہی محافظوں کی وردیاں بڑی اچھی لگتی ہیں! پتہ نہیں بلجیم والوں کی وردی کیسی ہوتی ہے۔"

"آپ دیکھیں گے!" ایما نے پوچھا۔

"اوہ--- ضرور۔ ضرور ماد موزیل! مجھے بڑی دلچسپی ہے وردیوں سے!"

"میں آپ کو ابھی دکھاتی ہوں! پاپا کے دستے کے کئی گروپ میرے پاس ہیں!"

ایما اٹھ کر چلی گئی! عمران نے پھر منہ میں چیونگم ڈال لی! اسے شاید بیس منٹ تک ایما کا انتظار کرنا پڑا۔ پھر وہ تین بڑی تصویریں لائی! یہ شاہی محافظ دستے کے تین گروپ تھے!....

"آپ ان سب آدمیوں سے ذاتی طور پر واقف ہیں ماد موزیل!" عمران نے پوچھا۔

"اچھی طرح مسٹر ٹام ہلز---!"

"اوہ... تو مجھے ان سب کے نام بھی بتائیے! ماد موزیل! مجھے بلجیم والوں کے نام بہت پیارے لگتے ہیں!"

"اچھا....! یہ دیکھئے!" ایما نے کہا اور ایک ایک کے چہرے پر انگلی رکھ کر نام بتانے لگی! پھر

جیسے ہی اس نے ایک نام کیپٹن "برجر راگوین" بتایا عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔!

"اوہ.... کتنا پیارا نام ہے!.... برجر راگوین!...."

عمران بڑے غور سے اس تصویر کا جائزہ لے رہا تھا اور ایما اب دوسروں کے نام بتا رہی تھی....! جب وہ خاموش ہوئی تو عمران نے کہا۔!" واہ.... ان سب آدمیوں میں مجھے صرف یہ پسند آیا ہے... کتنا شاندار آدمی ہے.... اور نام کتنا پیارا ہے برجر راگوین۔!"

"اور پاپا کے متعلق کیا خیال ہے...."

"ان کے متعلق الگ خیال ہے! کیونکہ وہ کمانڈر تھے.... پاپا سے زیادہ شاندار آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا.... ان کی مونچھیں بالکل سکندر اعظم کی سی ہیں!"

"ہائیں! سکندر اعظم کی مونچھیں کب تھیں!"

"ارے آپ نے اس کی جوانی کی تصویر دیکھی ہو گی!" عمران نے بھولے پن سے کہا۔" میں بچپن کی بات کر رہا ہوں!"

-" بچپن میں مونچھیں.... " ایما بے تحاشا ہنسنے لگی! اس وقت عمران کے چہرے پر حماقت کے علاوہ اور کسی قسم کے آثار نہیں تھے۔

"ہنسنے کی کیا بات ہے۔ ممکن ہے اس وقت بچپن میں ہی مونچھیں نکلتی رہی ہوں۔"

اتنے میں باربرا بھی آ گئی!... عمران کو ناک بھوں چڑھاتے دیکھ کر اس نے ایما کو استفہامیہ اشارہ کیا؟

"مسٹر ٹام ہلز کہتے ہیں کہ سکندر اعظم بچپن میں پاپا کی سی مونچھیں رکھتا تھا۔!"

"مگر تم یہ تصویریں کیوں لائی ہو!" باربرا نے کہا۔

"میں انہیں دکھا رہی تھی! یہ شاہی محافظ دستے کی وردی دیکھنا چاہتے تھے!"

"تصویریں رکھ آؤ۔ ورنہ پاپا خفا ہوں گے! تم جانتی ہو کہ وہ انہیں کتنی احتیاط سے رکھتے ہیں۔"

ایما تصویریں سمیٹ کر کمرے سے چلی گئی۔

"یہ ماد موزیل اماں بہت ضدی معلوم ہوتی ہیں!" عمران نے باربرا سے کہا۔

"اماں نہیں ایما! آپ نام بہت جلد بھول جاتے ہیں۔!"

"اوہو! معاف کیجئے گا! یہ حقیقت ہے.... کہ نام مجھے یاد نہیں رہتے! میں آپ کا نام بھی شاید بھول گیا ہوں.... ریزر.... سیفٹی ریزر.... باربر ماسٹر...."

"باربرا...."

"آہا--- اسی لئے مجھے مغل شہنشاہ بابر بھی یاد آ رہا تھا!"

"بتائیے۔!" ایما مسکراتی ہوئی بیٹھ گئی! اور عمران نے نقطے کے متعلق ایک بہت خشک قسم کا لیکچر چھیڑ دیا! ایما بور ہو کر پہلو بدلتی رہی! پھر جب عمران نے کہا کہ آج کا سبق ختم ہو گیا تو اس نے ایک طویل سانس لی اور اس طرح بشاش نظر آنے لگی جیسے مرتے مرتے بچی ہو!۔ پھر اس نے عمران کو اسی "رومانی موڈ" میں لانے کی کوشش شروع کر دی جس میں اسے پہلی ملاقات پر دیکھا تھا!

"اوہ.... ماد موزیل.... " عمران کی آنکھیں خواب ناک ہو گئیں!" جب کوئی مجھے میری پچھلی زندگی یاد دلانے کی کوشش کرتا ہے تو میرا سر چکرا جاتا ہے!.... مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتا پھر رہا ہوں.... کچھ عجیب طرح کی خوشبوئیں میرے ذہن میں انگڑائیاں لینے لگتی ہیں! پھر ایسا معلوم ہونے لگتا ہے جیسے چاروں طرف چاندنی بکھر گئی ہو!.... آہ....!"

عمران ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا اور اس طرح اپنی پیشانی رگڑنے لگا جیسے کچھ یادوں کو اپنے ذہن سے کھرچ پھینکنا چاہتا ہو!

ایما پلکیں جھپکائے بغیر اس کی طرف دیکھتی رہی اور عمران کھلی ہوئی کھڑکی سے خلا میں گھور رہا تھا!

دفعتاً اس نے ایما کی طرف مڑ کر پوچھا!" کیا پاپا پہلے شاہی محافظ دستے کے کمانڈر تھے۔!"

"ہاں.... مسٹر ٹام ہلز....!" ایما اس طرح بولی جیسے یک بیک ہوش میں آ گئی ہو!

"مجھے شاہی محافظوں کی وردیاں بڑی اچھی لگتی ہیں! پتہ نہیں بلجیم والوں کی وردی کیسی ہوتی ہے۔"

" آپ دیکھیں گے!" ایما نے پوچھا۔

"اوہ--- ضرور۔ ضرور ماد موزیل! مجھے بڑی دلچسپی ہے وردیوں سے!"

"میں آپ کو ابھی دکھاتی ہوں! پاپا کے دستے کے کئی گروپ میرے پاس ہیں!"

ایما اٹھ کر چلی گئی! عمران نے پھر منہ میں چیونگم ڈال لی! اسے شاید بیس منٹ تک ایما کا انتظار کرنا پڑا۔ پھر وہ تین بڑی تصویریں لائی! یہ شاہی محافظ دستے کے تین گروپ تھے!.....

" آپ ان سب آدمیوں سے ذاتی طور پر واقف ہیں ماد موزیل!" عمران نے پوچھا۔

"اچھی طرح مسٹر ٹام ہلز---!"

"اوہ... تو مجھے ان سب کے نام بھی بتائیے! ماد موزیل! مجھے بلجیم والوں کے نام بہت پیارے لگتے ہیں!"

"اچھا....! یہ دیکھئے!" ایما نے کہا اور ایک ایک کے چہرے پر انگلی رکھ کر نام بتانے لگی! پھر

جیسے ہی اس نے ایک نام کیپٹن "برجز راگوین" بتایا عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔!

"اوہ.... کتنا پیارا نام ہے!.... برجز راگوین!...."

عمران بڑے غور سے اس تصویر کا جائزہ لے رہا تھا اور ایما اب دوسروں کے نام بتا رہی تھی....! جب وہ خاموش ہوئی تو عمران نے کہا۔!" واہ.... ان سب آدمیوں میں مجھے صرف یہ پسند آیا ہے... کتنا شاندار آدمی ہے.... اور نام کتنا پیارا ہے برجز راگوین۔!"

"اور پاپا کے متعلق کیا خیال ہے...."

"ان کے متعلق الگ خیال ہے! کیونکہ وہ کمانڈر تھے.... پاپا سے زیادہ شاندار آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا.... ان کی مونچھیں بالکل سکندر اعظم کی سی ہیں!"

"ہائیں! سکندر اعظم کی مونچھیں کب تھیں!"

"ارے آپ نے اس کی جوانی کی تصویر دیکھی ہو گی!" عمران نے بھولے پن سے کہا۔" میں بچپن کی بات کر رہا ہوں!"

-" بچپن میں مونچھیں.... " ایما بے تحاشا ہنسنے لگی! اس وقت عمران کے چہرے پر حماقت کے علاوہ اور کسی قسم کے آثار نہیں تھے۔

"ہنسنے کی کیا بات ہے۔ ممکن ہے اس وقت بچپن میں ہی مونچھیں نکلتی رہی ہوں۔"

اتنے میں باربرا بھی آ گئی!... عمران کو ناک بھوں چڑھاتے دیکھ کر اس نے ایما کو استفہامیہ اشارہ کیا؟

"مسٹر ٹام ہلز کہتے ہیں کہ سکندر اعظم بچپن میں پاپا کی سی مونچھیں رکھتا تھا۔!"

"مگر تم یہ تصویریں کیوں لائی ہو!" باربرا نے کہا۔

"میں انہیں دکھا رہی تھی! یہ شاہی محافظ دستے کی وردی دیکھنا چاہتے تھے!"

"تصویریں رکھ آؤ۔ ورنہ پاپا خفا ہوں گے! تم جانتی ہو کہ وہ انہیں کتنی احتیاط سے رکھتے ہیں۔"

ایما تصویریں سمیٹ کر کمرے سے چلی گئی۔

" یہ ماد موزیل اماں بہت ضدی معلوم ہوتی ہیں!" عمران نے باربرا سے کہا۔

"اماں نہیں ایما! آپ نام بہت جلد بھول جاتے ہیں۔!"

"اوہو! معاف کیجئے گا! یہ حقیقت ہے... کہ نام مجھے یاد نہیں رہتے! میں آپ کا نام بھی شاید بھول گیا ہوں.... ریزر.... سیفٹی ریزر.... بار بر ماسٹر...."

"باربرا...."

" آہا--- اسی لئے مجھے مغل شہنشاہ بابر بھی یاد آ رہا تھا!"

"وہ سب ٹھیک ہے! لیکن پاپا آپ سے خفا کیوں ہو گئے ہیں!"

"خفا ہو گئے ہیں!" عمران نے حیرت سے کہا۔ "نہیں تو.... وہ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں.... میرے پاپا!"

"ممی سے کہہ رہے تھے کہ آپ کو باہر نہ جانے دیا کریں!"

"تو اس میں خفگی کی کیا بات ہے!.... میں نے بہتیرے پاپاؤں کو دیکھا ہے جو اپنے بچوں کو اسی طرح آوارگی سے باز رکھتے ہیں!"

"میں نہیں سمجھ سکتی! کیا بات ہے!" باربرا بڑبڑائی! "کیا اس تصویر کی وجہ سے جو آپ کے فائیل سے برآمد ہوئی تھی!"

"اوہ اسے تو میں بھول ہی گیا تھا.... وہ لڑکی انہیں پچھلی رات وہاں نہیں ملی.... مکان خالی پڑا تھا--- آخر پاپا کو اس کی تلاش کیوں ہے!"

"پتہ نہیں....!" باربرا بولی! "میں کیا جانوں! کیا پاپا نے آپ کو نہیں بتایا۔!"

"نہیں مجھے کچھ نہیں بتایا۔!"

پھر عمران بھی خاموش ہو گیا اور باربرا بھی کچھ سوچنے لگی!

(۱۰)

عمران، ڈکسٹر لنک کے یہاں سے کسی کو فون بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اب فون ڈرائنگ روم سے اٹھا کر ڈکسٹر لنک کی خواب گاہ میں رکھ دیا گیا تھا اور خواب گاہ ڈکسٹر لنک کی عدم موجودگی میں مقفل رہتی تھی۔

عمران بڑے صبر و سکون کے ساتھ ایما کو مصوری کے اہم ترین اصول سمجھاتا رہا.... اور ایما بور ہوتی رہی!.... وہ تو اس کی اوٹ پٹانگ باتوں میں دلچسپی لیتی تھی!.... لیکن شاید عمران نے تہیہ کر لیا تھا کہ اب ان لوگوں کو بور ہی کرتا رہے گا!.....

یہاں اسے دو دن گزر چکے تھے۔ تیسری شام کو ڈکسٹر لنک لنگڑاتا ہوا کوٹھی میں داخل ہوا-- سفاوت خانے کے دو چپراسی اسے بازوؤں کا سہارا دیئے ہوئے تھے!

اس کے خاندان والے اس کے گرد اکٹھے ہو گئے.... ڈکسٹر لنک.... اس طرح ہولے ہولے کراہ رہا تھا۔ جیسے پیر میں شدید تکلیف ہو۔! لیکن اس نے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں بتایا کہ اس کے پیر پر یک بیک درد اٹھا تھا۔ جس کا اثر اب بھی باقی ہے تھوڑی دیر بعد اس نے سب کو

اپنی خواب گاہ سے چلے جانے کو کہا۔ سب چلے گئے لیکن عمران اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں!

"جاؤ---! میں آرام کرنا چاہتا ہوں!" ڈکسٹر لنک نے اس سے کہا---!

"آپ کے پیر میں گولی لگی ہے!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"تم کیا جانو---!" ڈکسٹر لنک بستر سے اٹھتا ہوا بولا۔

"یہ میں آپ کے چہرے سے پڑھ رہا ہوں!.... گولی نے شاید ران کا گوشت پھاڑ دیا ہے.... ہڈی محفوظ ہے!"

"تو تم باہر گئے تھے....!" ڈکسٹر لنک برا سا منہ بنا کر بولا۔

"نہیں پاپا۔ آپ ممی سے پوچھ لیجئے! میں ان دنوں بیرونی برآمدے تک بھی نہیں گیا!"

"پھر تم یہ سب کچھ کیسے کہہ رہے ہو!"

"میں نہیں کہتا.... آپ کا چہرہ کہہ رہا ہے!.... میں اس صدی کا ہرکولیس ہوں پاپا!.... طاقت کا دیوتا.... دیوتاؤں سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی!.... میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کی زندگی خطرے میں ہے.... چونکہ آپ راگوین کی کہانی سے واقف ہیں۔ اس لئے وہ آپ کو زندہ نہ چھوڑے گا۔!"

"تمہارا خیال غلط نہیں ہے!" ڈکسٹر لنک آہستہ سے بڑبڑایا۔ "مگر میں تمہیں دیوانہ سمجھوں یا صحیح الدماغ۔"

"جو دل چاہے سمجھئے لیکن اب مجھے آزاد کر دیجئے! ورنہ پاپا.... آپ کو بے حد پچھتانا پڑے گا!"

"کیا مطلب....!"

"میں راگوین جیسے لوگوں کا علاج اچھی طرح کر سکتا ہوں!.... مجھے آزاد کر دیجئے ورنہ پھر کنفیوشس جو کچھ بھی کہے گا اسے آپ سننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ ویسے میں جب چاہوں یہاں سے جا سکتا ہوں!.... دو کیا دو سو آدمی بھی مجھے نہیں روک سکتے.... مگر میں ممی اور پاپا کا دل نہیں دکھانا چاہتا!"

ڈکسٹر لنک خاموشی سے اسے دیکھتا رہا!.... عمران پھر بولا۔ "اس رات ان لوگوں نے میری توہین کی تھی اور میں اپنی توہین کا بدلہ ضرور لیتا ہوں!.... میں صرف آٹھ گھنٹے برباد کرنے کے بعد راگوین کے سر پر سوار ہو جاؤں گا۔ میرا خیال ہے کہ میں اس سے واقف ہوں!"

"تم اس سے واقف ہو!" ڈکسٹر لنک نے حیرت سے دہرایا---!

"میرا خیال ہے، لیکن اب وہ راگوین نہیں کہلاتا.... اور اب اس کے چہرے پر ایسی گھنی مونچھیں ہیں جیسی آپ رکھتے ہیں!"

"لڑکے.... لڑکے....!" ڈکسٹر لنک مضطربانہ انداز میں کھڑا ہو گیا!۔

"کیا میں غلط کہہ رہا ہوں!"

"نہیں تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو!.... ابھی حال ہی میں شہزادی کی گمشدگی سے پہلے میں نے اسے کہیں دیکھا تھا اور مونچھوں ہی کی وجہ سے پہچاننے میں کچھ دشواری ہوئی تھی.... مگر اپنی آنکھوں کی وجہ سے وہ ہزاروں میں پہچانا جا سکتا ہے!"

"تو پھر بس اب میرے علاوہ اسے اور کوئی نہیں تلاش کر سکتا!"

"مگر تم نے یہ کیسے کہا کہ پہلے اس کی مونچھیں نہیں تھیں اور اب وہ میری ہی جیسی مونچھیں رکھتا ہے!"

"میں نے اس کی ایک پرانی تصویر دیکھی تھی۔ اس وقت کی جب وہ شاہی محافظ دستے میں تھا!"

"کہاں دیکھی تھی۔!"

"یہیں.... مادموزئیل ایما نے دکھائی تھی وہ مجھے دکھانا چاہتی تھی کہ آپ محافظ دستے کی وردی میں کتنے شاندار لگتے ہیں۔ انہوں نے سبھوں کے نام بھی بتائے تھے!"

"تم بہت چالاک ہو!".... ڈکسٹر لنک اسے غصیلی نظروں سے گھورنے لگا پھر بولا!" اب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم خود ہی راگوین کے آدمی ہو!"

"میں جانتا تھا کہ آپ کسی نہ کسی موقع پر یہ ضرور کہیں گے!" عمران سر ہلا کر بولا "لیکن یہاں میری موجودگی کا کیا مقصد ہے جبکہ باہر آپ پر گولیاں چلائی جاتی ہیں!.... کیا میں پچھلی راتوں میں آپ کا خاتمہ نہیں کر سکتا تھا اور کیا اس وقت بھی....!" عمران خاموش ہو کر جیب میں چیونگم کا پیکٹ تلاش کرنے لگا!

"پھر تم کون ہو.... اور کیا چاہتے ہو؟"

"میں ٹونی نام ہلز ہوں اور آزادی چاہتا ہوں!"

"لیکن تم نگارسیا اور راگوین کے معاملے میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہو۔!"

"اگر وہ لوگ اس عمارت میں میری توہین نہ کرتے تو مجھے کسی کی بھی پرواہ نہ ہوتی۔ شہزادیاں انڈے نہیں دیتیں.... اور نہ ان کے عاشق گاڑی میں جوتے جا سکتے ہیں!"

"بدتمیزی سے گفتگو نہ کرو۔!"

"اوہ معاف کیجئے گا میں بھول گیا تھا کہ آپ میرے پاپا ہیں!"

ڈکسٹر لنک کچھ سوچنے لگا! پھر تھوڑی دیر بعد بولا!" تم پر اعتماد کر لینے کو دل نہیں چاہتا!"

"کس نے کہا ہے کہ مجھ پر آپ اعتماد کریں!" عمران نے بھی جھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔!

"آپ سے کس نے کہا تھا کہ مجھے اس ویران عمارت میں لے جائیں.... آپ سے کس نے کہا تھا کہ مجھے نگارسیا کی کہانی سنائیں! آپ نے خود ہی یہ سب کچھ کیا اور اب مجھے پھانسی دینا چاہتے ہیں۔"

ڈکسٹر لنک پھر خاموش ہو گیا اور کچھ دیر بعد ایک ہلکی سی کراہ کے ساتھ لیتا ہوا بولا "جاؤ! میں تمہیں روکنا نہیں چاہتا! لیکن نگارسیا کی کہانی تمہاری زبان پر نہ آنے پائے.... اگر تم میں کچھ بھی شرافت ہو گی تو تم زبان بند رکھنا اپنا فرض سمجھنا۔!"

"میں جاؤں گا کہاں! اب میرا کہاں ٹھکانہ ہے.... ایلر ہاؤز میں بھی شائد اب جگہ نہ مل سکے! میں یہاں قیام کرنا چاہتا ہوں۔ البتہ یہ خواہش ہے کہ مجھ پر سے پابندیاں ہٹالی جائیں۔"

"ہٹالی جائیں گی!" لیکن اپنے افعال کے تم خود ذمہ دار ہو گے!" ڈکسٹر لنک پھر کراہا۔

"آپ فکر نہ کیجئے....!"

(۱۱)

عمران آٹھ بجے کوٹھی سے باہر نکلا! لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اسے معلوم ہو گیا کہ دو تین اس کا تعاقب کر رہے ہیں! اسے پہلے ہی سے اس کا خدشہ لاحق رہا تھا! ڈکسٹر لنک اتنا بے وقوف نہیں تھا کہ ان حالات میں عمران کی نگرانی نہ کراتا۔

ویسے اب عمران کو پرواہ بھی نہیں تھی! کیونکہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو چکا تھا! البتہ اس نگرانی کی بناء پر کچھ نئی الجھنیں پیدا ہو جانے کا اندیشہ ضرور تھا!.... مثال کے طور پر ڈکسٹر لنک صرف شہزادی کی بازیابی اور راگوین کی موت کا خواہاں تھا۔! راگوین کی گرفتاری لازمی طور پر بلجیم کے شاہی خاندان کی بدنامی کا باعث ہوتی۔ کیونکہ اس کی گرفتاری کے بعد نگارسیا کے عشق کی داستان عام ہو سکتی تھی۔! ڈکسٹر لنک نے اسی ڈر سے اتنی رازداری برتی تھی کہ اپنے سفیر تک کو اس کی اطلاع نہیں دی تھی!

لہٰذا ممکن تھا کہ راگوین کا پتہ لگتے ہی وہ اس کے قتل کے درپے ہو جاتا۔! مگر عمران صرف اس کی گرفتاری کا خواہاں تھا! وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے ملک میں کچھ غیر ملکی لاقانونیت کا مظاہرہ کریں.... لیکن ایسی صورت میں جبکہ ڈکسٹر لنک کے آدمی اس کی نگرانی کر رہے تھے۔ ڈکسٹر لنک کی خواہش بھی پوری ہو سکتی تھی!.... یعنی وہ عمران کی آڑ میں اس تک پہنچ کر اس کا کام تمام کر سکتا تھا۔

عمران چلتا رہا!---- دو کیا اگر تعاقب کرنے والے درپ بھی ہوتے تو وہ ان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنی راہ لیتا۔

اس نے پیچ در پیچ گلیوں میں انہیں کچھ چکر دیئے کہ وہاں کا اندھیرا ان کے لئے بھول بھلیاں بن گیا.... پھر عمران کو جب اچھی طرح اطمینان ہو گیا کہ وہ بو سونگھنے والے شکاری کتے راہ بھٹک چکے ہیں تو اس نے ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ سے بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کیے!

"یس سر!" بلیک زیرو کی آواز آئی!

"اٹھارھویں سڑک پر ٹارلن ہام کا جوا خانہ ہے! تم جانتے ہو یا نہیں؟"

"اچھی طرح جانتا ہوں جناب!"

"اچھا تو آج تقریباً گیارہ بجے وہاں ہنگامہ ضرور ہونا چاہئے!"

"ٹارلن ہام کے جوئے خانے میں ہنگامہ!...." بلیک زیرو نے حیرت سے کہا!

"ہاں کیوں؟"

"وہ جوئے خانے کے لئے لائسنس رکھتا ہے جناب اور وہاں صرف شرفاء جواء کھیلتے ہیں! اعلیٰ طبقے کے لوگ۔"

"ہنگامہ تو مولوی خانوں میں بھی ہو سکتا ہے بلیک زیرو.... تم کیسی باتیں کر رہے ہو!"

"اچھی بات ہے جناب! میں کوشش کروں گا!"

"کوشش نہیں! ایسا ہونا ہی چاہئے!"

"یقیناً ہو گا جناب!.... تدبیر سمجھ میں آگئی ہے!...."

"ٹھیک ہے.... اور اپنے سارے آدمیوں کو وہاں لگا دو...."

"یا ٹھہرو!.... میں خود ہی.... انہیں مطلع کر رہا ہوں!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے جولیانا فٹز واٹر کے نمبر ڈائیل کیے!

وہ شاید سونے جا رہی تھی.... دوسری طرف سے اس کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی!

"کیا تمہیں علم ہے کہ تم سے ایک حماقت سرزد ہوئی ہے!" عمران نے کہا.... آواز ایکس ٹو کی سی تھی۔!

"نن!.... نہیں جناب....!"

"تم نے عمران کے متعلق کیپٹن فیاض کو کیوں بتایا تھا!"

جولیا خاموش ہو رہی!....

"ہیلو!".... ایکس ٹو دہاڑا!....

"یس سر!...." جولیا کی آواز کانپ رہی تھی!

"تم اس خبط میں مبتلا ہو گئی ہو کہ عمران اور ایکس ٹو ایک ہی شخصیت کے دو روپ ہیں!.... کسی قسم کا بھی خبط ہو یہ تمہارا نجی معاملہ ہے! لیکن کسی خبط کی بناء پر فرائض سے منہ موڑنا برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ سمجھیں۔ میں تمہیں ایک ہفتہ قید تنہائی کی سزا دیتا ہوں!"

"ج.... جناب...."

"کچھ نہیں!".... عمران نے سخت لہجے میں کہا!" تم ایک ہفتہ تک گھر سے باہر قدم نہیں نکالو گی۔!"

اور پھر اس نے اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا.... اب وہ تنویر کے نمبر ڈائیل کر رہا تھا! وہ بھی اتفاق سے گھر پر ہی مل گیا۔

"تنویر--!" عمران نے ایکس ٹو کی آواز میں کہا!" تم جولیا کے سوا اپنے سارے آدمیوں کو لے کر ٹارلن ہام کے جوئے خانے میں پہنچ جاؤ.... یہ اٹھارویں سڑک پر ہے تم جانتے ہی ہو گے--!.... تمہیں وہاں ٹھیک ساڑھے دس بجے پہنچ جانا چاہئے!.... تم وہاں کسی ہنگامے کا انتظار کرو گے.... جیسے ہی ہنگامہ شروع ہو.... بجلی اور فون کی لائن کاٹ دینا۔!.... ہنگامے کو طول دینا بھی تمہارا ہی کام ہو گا--! جوئے خانے کی کوئی چیز بھی صحیح حالت میں نہ رہنے دینا۔ جتنی بھی توڑ پھوڑ مچا سکتے ہو.... مچاؤ....!"

"بہت بہتر جناب!--" تنویر نے کہا!" پھر اس کے بعد ہمیں کیا کرنا پڑے گا....!"

"کچھ نہیں! تمہیں صرف اتنا ہی کرنا ہے۔!"

"ہمارے ساتھ عمران بھی ہو گا یا نہیں--!" تنویر نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ آج کل اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہے اور جو کچھ بھی کر رہا ہے میرے ہی حکم سے کر رہا ہے!.... تم لوگ اس سے دور رہنے کی کوشش کرو۔!"

(۱۴)

ٹارلن ہام کا جواء خانہ اٹھارویں شاہراہ پر واقع تھا!.... اسے "برنمب" بھی کہتے تھے.... کہا یہی جاتا تھا کہ یہاں ہلکے قسم کا جواء ہوتا ہے! مگر حقیقت یہ نہیں تھی!.... یہاں ہر شب لاکھوں کا جواء ہوتا تھا....!

مگر چونکہ یہاں کے ممبر "اونچے" لوگ تھے لہٰذا قانون کبھی یہاں جھانکنے کی ضرورت نہیں

محسوس کرتا تھا!

اس کا مالک نارلن نامی ایک غیر ملکی تھا جس نے یہاں کے حقوق شہریت حاصل کر لیے تھے!.... لیکن عام طور پر لوگ اسے پر اسرار سمجھتے تھے! کیونکہ وہ کلب کے بیشتر ممبروں کے لئے صرف ایک نام تھا۔ انہوں نے اس کی شکل تک نہیں دیکھی تھی! کلب کا منتظم ایک دیسی عیسائی تھا اور وہ وہاں ہر وقت مل سکتا تھا۔

جیسے جیسے رات گزرتی یہاں کی رونق بڑھتی جاتی! نوٹوں کی سرسراہٹیں فضا میں چکراتیں...! گلاس کھنکتے! لیکن اونچی آواز میں نہ تو کوئی ہنستا اور نہ گفتگو کرتا!.... بالکل ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ لوگ کوئی بہت بڑا کام انجام دینے کے لئے وہاں آئے ہوں!.... عام قمار خانوں کی طرح یہاں کبھی ہنگامے نہیں ہوتے تھے!

آج بھی حسبِ معمول یہاں بہت رونق تھی! شاید ہی کوئی ایسی میز رہی ہو جس پر کھیلنے والے نہ ہوں!

شراب اور مختلف قسم کے تمباکوؤں کی ملی جلی بو کی بنا پر فضا کچھ بوجھل سی ہو گئی تھی!.....

دیوار سے لگے ہوئے کلاک نے گیارہ بجائے اور یک بیک ایک کھلی ہوئی کھڑکی سے کینوس کا ایک تھیلا اندر آگرا۔

"دھب" کی آواز پر لوگ چونک پڑے! کئی آدمی اپنی میزوں سے اٹھے بھی.... اور پھر ایک ویٹر نے تھیلا کھول دیا-- وہ قیامت ہی تھی۔! تھیلے سے ہزاروں شہد کی مکھیاں نکل کر ہال میں پھیل گئیں اور لوگ چیختے کراہتے ہوئے ایک دوسرے پر ڈھیر ہونے لگے!

ایکس ٹو کی پوری ٹیم ہال میں موجود تھی! لیکن ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ پیر محاورۃً بھی پھول گئے اور حقیقتاً بھی! وہ سب بڑی بد حواسی کے عالم میں باہر نکلے.... اور جدھر جس کے سینگ سمائے بھاگتا چلا گیا! کیونکہ شہد کی مکھیاں باہر بھی آگئی تھیں!

عمران باہر ایک طرف کھڑا سر پیٹ رہا تھا! وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بلیک زیرو اس قسم کا ہنگامہ برپا کرے گا! بھلا ایسے میں وہ کام کیونکر ہوتا جس کے لئے عمران نے اتنا کھڑاگ کیا تھا! ہال بدستور روشن تھا.... نہ تو بجلی کی لائن خراب کی جا سکی اور نہ ٹیلیفون کی۔!

عمران اس طرح پیٹ دبائے کھڑا تھا جیسے بد ہضمی ہو گئی ہو!.... ذرا ہی سی دیر میں کلب میں الو بولنے لگے!.... عمران کا دل چاہا کہ وہ مرغا بن کر بانگ دینا شروع کر دے....!

اب نہ بلیک زیرو کا کہیں پتہ تھا اور نہ اس کے دوسرے ماتحتوں کا۔ عمران نے سوچا کہ غلطی خود اس سے ہوئی! اسے چاہئے تھا کہ بلیک زیرو کو پورے حالات اور اپنی اسکیم سے آگاہ کر دیتا!۔

اس صورت میں بلیک زیرو کم از کم ہنگامے کی نوعیت تو سمجھ ہی لیتا۔! اس بے چارے سے جو کچھ بھی ہو سکا اس میں اس نے کوتاہی نہیں کی۔

عمران کے علاوہ وہاں کچھ راہ گیر بھی چلتے چلتے رک گئے تھے۔ کچھ دیر بعد کلب کا عملہ باہر آگیا۔ ان میں کریہہ صورت منتظم بھی تھا۔ دفعتاً عمران چونک پڑا۔ کیونکہ وہاں اسے اپنی ایک پرانی ساتھی روشی بھی نظر آئی! وہ کلب کے عملہ کے ساتھ ہی باہر آئی تھی۔

عمران سوچنے لگا! کیا وہ پھر اپنے پرانے پیشے میں داخل ہو گئی ہے؟ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ اس کلب مین کیوں نظر آتی.... عمران کو اس خیال سے بڑا دکھ ہوا۔ وہ اسے دوبارہ اس زندگی میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا جس سے ایک بار وہ خود ہی نکل آئی تھی--!

اتفاقاً روشی کی نظر بھی عمران پر پڑ گئی اور عمران نے اس کے چہرے پر حیرت کے آثار دیکھے! پھر وہ بڑی تیزی سے چلتی ہوئی عمران کے قریب آئی۔

"تم--!" اس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا!

"مم.... میں...." عمران ہکلایا! "میں آپ کو نہیں پہچان سکا!"

"اِدھر آؤ میرے ساتھ--!" روشی اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے جاتی ہوئی بولی! "تم مجھے نہیں پہچانتے طوطے!"

"طوطے کو اچھی طرح پہچانتا ہوں.... وہی نا جس کی چونچ سرخ رنگ کی ہوتی ہے اور وہ عموماً ٹیاؤں ٹیاؤں کرتا رہتا ہے.... لیکن طوطے سے تمہارا کیا تعلق جبکہ تم پھر اپنی پرانی زندگی میں چلی گئی ہو!"

"تم الو ہو-- میں آج کل یہاں اکاؤنٹس کلرک ہوں!" روشی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ-- تب تو مجھ سے بڑی غلطی ہوئی!" عمران جلدی سے بولا۔

"کیا تم مجھے معاف کرو گی!"

"کیا یہ حرکت تمہاری تھی!"

"کیسی حرکت!" عمران نے حیرت ظاہر کی! "میں تو یہاں کی بھگدڑ دیکھ کر رک گیا تھا!"

"بھگدڑ کیوں ہوئی تھی!" روشی نے سوال کیا۔

"ارے میں کیا جانوں.... اور یہ گدھے!" عمران نے راہ گیروں کی طرف دیکھ کر کہا! "میں ان سے بھگدڑ کی وجہ معلوم کرنا چاہتا تھا مگر یہ کچھ بتاتے ہی نہیں!"

"میں نہیں مان سکتی کہ ایسے موقع پر یہاں تمہاری موجودگی بے وجہ ہے!"

"بھگدڑ ہی سب سے بڑی وجہ ہے روشی ڈیئر!.... بھاگتے ہوئے آدمی مجھے بے حد حسین

لگتے ہیں! اوہاں.... کیا یہاں اس وقت تمہاری موجودگی ضروری ہے!"

"نہیں میں اپنا کام ختم کر چکی ہوں! ویسے بھی میں دن کی ڈیوٹی میں ہوں! کچھ تھوڑا پچھلا کام باقی تھا اس لئے دو دن سے اس وقت بھی آجاتی ہوں!"

"اچھا تو آؤ میرے ساتھ --! عمران نے کہا، اور ایک طرف چل پڑا۔

روشی اسے بہت پسند کرتی تھی! لیکن اس کی حرکتوں سے نالاں تھی!.... پہلے بھی وہ دونوں ساتھ ہی رہتے تھے؟ لیکن روشی اس کی دائمی غیر سنجیدگی سے تنگ آکر الگ رہنے لگی تھی!....

عمران اسے اسی شاہراہ کے ایک ریستوران میں لایا!....

کافی کا آرڈر دینے کے بعد اس نے کہا!" بہت دنوں بعد تم سے ملاقات ہوئی ہے اور مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ تم کسی حد تک سنجیدہ ہو گئے ہو!" روشی بولی۔

"یہ کیا قصہ تھا! بھگدڑ کیوں ہوئی تھی۔!"

"کسی نے ایک تھیلا اندر پھینکا تھا جس میں شہد کی مکھیاں بھری ہوئی تھیں۔"

"اوہ-- یہ تو نارلن ہام کے کسی دشمن ہی کی حرکت ہو سکتی ہے! کسی ایسے آدمی کی جسے اس قمار خانے سے نقصان پہنچ رہا ہے!"

"اونہہ....! جہنم میں جائے.... مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے!"

" آج کل میں بہت اداس رہتا ہوں!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کیوں.... کیوں؟" روشی مسکرائی!

"میں اتنی محنت کرتا ہوں کہ.... لیکن پھر بھی میری مالی حالت درست نہیں ہوئی۔ نارلن ہام اپنی جگہ سے ہلے بغیر بھی روزانہ ہزاروں کما رہا ہے!"

"واقعی اب تمہارے ذہن میں سنجیدگی کے جراثیم پائے جانے لگے ہیں!" روشی ہنسنے لگی!

"یہ نارلن ہام رہتا کہاں ہے؟"

"کیوں؟" روشی اسے گھورنے لگی!

"بس یونہی! میں اس سے مل کر قمار خانے چلانے کے داؤں پیچ سیکھوں گا--!"

"اوہ-- میں سمجھی! تم کسی چکر میں ہو اور شہد کی مکھیاں! مگر طوطے شاید تمہیں یہ نہیں معلوم کہ اس کے پاس قمار خانے کا لائسنس ہے!"

"اوہ.... اچھا! لیکن بھلا میں اس چکر میں کیوں پڑنے لگا! تم جانتی ہو کہ میں کس قسم کے کام کرتا ہوں! قمار خانے وغیرہ میری لائن کی چیزیں نہیں ہیں!"

"تب پھر کوئی اور چکر ہوگا!" روشی نے کہا۔

دفعتاً کلب کے اسٹاف کے تین آدمی ریستوران میں داخل ہوئے ان میں منتظم بھی تھا۔!

"اوہ--- تم یہاں ہو!" منتظم نے روشی سے کہا!

"جی ہاں۔.. ذرا کافی پینے آگئی تھی!۔"

"اچھا ہی ہوا کہ تم مل گئیں.... پولیس آگئی ہے! اسٹاف کے آدمی بیان دے رہے ہیں تم بھی چلی جاؤ.... یہ تمہارے کوئی دوست ہیں!"

"جی ہاں! اتفاقاً مل گئے! یہ بھی بھگدڑ ہی کی وجہ سے وہاں رک گئے تھے!"

"اوہ جناب --! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں گا اگر آپ بھی بیان دے دیں آپ کے بیان کی زیادہ وقعت ہوگی۔ کیونکہ آپ کا کلب سے کوئی تعلق نہیں ہے!"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے!" عمران نے کہا! وہ دونوں کافی ختم کر چکے تھے۔ منتظم نے ایک آدمی ان کے ساتھ کر دیا! جو انہیں اپنے ساتھ لے کر کلب کی طرف روانہ ہو گیا! ہال میں پہنچ کر ساتھی نے زینوں کا رخ کیا.... اور روشی نے پوچھا۔!" کیا پولیس اوپر ہے....!"

"ہاں.... منیجر صاحب کے کمرے میں!...."

انہوں نے زینے طے کئے.... اوپری منزل کے کمرے کی کھڑکیاں روشن نظر آرہی تھیں! ہمراہی اندر داخل ہو گیا! روشی اور عمران نے بھی اس کی تقلید کی-- مگر کمرے میں انہیں ایک بھی باوردی آدمی نظر نہ آیا! ویسے وہاں پانچ آدمی کرسیوں پر نصف دائرے کی شکل میں بیٹھے ہوئے تھے! ایک غیر ملکی تھا اور چار دیسی! غیر ملکی کی گھنی اور چڑھی ہوئی مونچھوں نے عمران کو فوراً ہی اپنی طرف متوجہ کر لیا--! ساتھ ہی اسے خطرے کا احساس بھی ہوا.... لیکن اب کیا ہو سکتا تھا! دیسیوں میں سے ایک نے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو--!"

عمران نے چپ چاپ ہاتھ اوپر اٹھا دیئے! البتہ روشی نے کہا!" آخر کس جرم میں!"

"چلو جلدی کرو.... ورنہ....!"

"اٹھادو!.... یہ لوگ غصے میں معلوم ہوتے ہیں!" عمران بولا!

روشی نے بھی ہاتھ اٹھا دیئے۔! غیر ملکی اٹھ کر عمران کے قریب آیا-- اور اس کی جیبیں ٹٹولنے لگا!

"کچھ نہیں ہے!" عمران سر ہلا کر دردناک آواز میں بولا!" میں ایک غریب مصور ہوں! میری جیبوں میں کبھی اتنے پیسے نہیں رہتے کہ کسی دوسرے کا بھی بھلا ہو سکے!"

غیر ملکی نے اس کی جیب سے ایک ربڑ کی گڑیا برآمد کی اور اسے حیرت سے دیکھتا رہا۔ چاروں

دیسی بھی اٹھ کر اس کے قریب آ گئے!

"تمہارا ڈکسٹر لنک سے کیا تعلق ہے!"..... غیر ملکی نے انگریزی میں پوچھا۔!

"میں اس کی لڑکی کو مصوری سکھاتا ہوں!"..... عمران نے جواب دیا! پھر بولا۔ "آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں!"

لیکن غیر ملکی کوئی جواب دیئے بغیر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا.... اور ان میں سے ایک بولا!" بہر حال وہ اطلاع غلط نہیں تھی...؟"

غیر ملکی نے پھر عمران کی طرف مڑ کر پوچھا!" ڈکسٹر لنک کی طبیعت اب کیسی ہے!"

"آج ان کے پیر میں درد اٹھا تھا! دو آدمیوں کے سہارے لنگڑاتے ہوئے گھر آئے تھے!"

عمران نے جواب دیا ربڑ کی گڑیا ابھی تک غیر ملکی کے ہاتھ ہی میں تھی۔!

"اور تم اسے کب سے جانتی ہو!--" غیر ملکی نے روشی سے پوچھا!

"سال ہا سال سے..... "روشی نے جواب دیا!" ایک بہت اچھا مصور ہے!....."

"میرا نام ٹونی ٹام ہلز ہے.....!" عمران جلدی سے بول پڑا۔

"ڈکسٹر لنک کے یہاں آنے سے پہلے میں بیکن اسٹریٹ کے ہلٹر ہاؤز میں رہتا تھا! وہ مسز ہڈسن کا بورڈنگ ہے..... وہاں.....!"

دفعتاً غیر ملکی نے اس دیسی کی طرف مڑ کر کہا جس کے ہاتھ میں ریوالور تھا!

"یہ کیا گدھا پن ہے..... ریوالور رکھ لو..... تمہیں غلط فہمی ہوئی تھی۔ بھلا یہ آدمی یہاں شہد کی مکھیاں کیوں پھینکنے لگا۔! یہ تو میرے ایک گہرے دوست کا ملازم ہے۔"

عمران کے چہرے پر پھیلی ہوئی حماقت اور زیادہ گہری ہو گئی!..... دیسی نے ریوالور جیب میں رکھ لیا۔ پھر غیر ملکی عمران کی گڑیا واپس کرتا ہوا بولا!

"آؤ بیٹھو! تم دونوں کو ان کی غلط فہمی کی بناء پر بڑی تکلیف اٹھانی پڑی!--" اس نے عمران کا شانہ تھپتھپایا۔

ایک آدمی دوسرے کمرے سے مزید دو کرسیاں لایا اور وہ بیٹھ گئے..... غیر ملکی عمران سے اس کے متعلق معلومات حاصل کرتا رہا...: عمران نے ایک ایسے ہی آدمی کا رول پھر ادا کرنا شروع کر دیا تھا جو اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہو! کچھ دیر بعد چاروں دیسی اٹھ کر چلے گئے! شاید غیر ملکی نے انہیں اس کے لئے اشارہ کیا تھا!

"میں اپنے دوست ڈکسٹر لنک کے لئے بہت مغموم ہوں!... مگر وہ ایک وہمی آدمی ہے..... پیر کے درد کا عارضہ نیا نہیں ہے۔ اسے لاحق ہوئے تقریباً دس سال ہو چکے ہیں! لیکن وہ نہ

جانے کیوں علاج اور معالجہ دونوں سے دور بھاگتا ہے.....!"

"جی ہاں--!" عمران سر ہلا کر بولا!" انہوں نے آج بھی ڈاکٹر کو بلوانے سے انکار کر دیا تھا..... اور کسی کو بھی اپنے کمرے میں نہیں ٹھہرنے دیا۔"

"ہاں وہ بڑا وہمی اور جھکی ہے! لیکن اگر تم چاہو تو..... اس پر اور اس کے خاندان والوں پر احسان کر سکتے ہو؟"

"میں کیا کر سکتا ہوں.....!" عمران نے حیرت سے پوچھا۔!

"اس کا علاج.....!" غیر ملکی نے سنجیدگی سے کہا۔ "اس طرح میں بھی ایک بار اسی مرض میں مبتلا ہو گیا تھا!..... جس دواء سے مجھے فائدہ ہوا تھا میں نے کئی بار اس پر آزمانی چاہی لیکن اس نے انکار کر دیا-- میرا دعویٰ ہے کہ وہ اس کے استعمال کے بعد ایک ہفتے کے اندر ہی اندر صحت یاب ہو سکتا ہے۔!"

"جب وہ اپنے گھر والوں اور دوستوں کی نہیں سنتے تو میری کیا سنیں گے"

"اوہ..... یہ کوئی مشکل کام نہیں..... "اس نے عمران کو بغور دیکھتے ہوئے کہا!" تم اس کے علم میں لائے بغیر بھی یہ نیک کام انجام دے سکتے ہو! دوا عرق کی شکل میں ہے اور پانی کے ساتھ بھی استعمال ہو سکتی ہے! ویسے اگر شراب کے ساتھ استعمال ہو سکے تو کیا کہنا!..... بہت جلد اثر کرے گی!"

روشی جو اب تک خاموش رہی تھی بول پڑی!" یہ تو واقعی بڑا آسان کام ہے!..... ان صاحب کو خبر ہی نہ ہو سکے گی کہ شراب میں کیا ملایا گیا ہے!..... وہسکی کی سر بمہر بوتل میں سرنج کے ذریعے یہ دوا ملائی جا سکتی ہے--!"

"گڈ-- تم بہت ذہین ہو!" غیر ملکی مسکرایا۔ "یہ تدبیر بہتر ثابت ہو گی!"

"بہت اچھا!"... عمران نے احمقانہ انداز میں سر ہلایا!

کچھ دیر تک ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں! پھر غیر ملکی نے ایک شیشی دے کر عمران اور روشی کو رخصت کر دیا--!

باہر آ کر روشی نے ایک ٹیکسی لی اور وہ دونوں وہاں سے روانہ ہو گئے روشی بہت زیادہ مضطرب تھی! جیسے ہی ٹیکسی حرکت میں آئی وہ عمران کو جھنجھوڑ کر بولی۔ "یہ سب کیا تھا!"

"پتہ نہیں!" عمران نے دردناک آواز میں کہا۔!" میں جب بھی مونگ کی دال کھا لیتا ہوں۔ کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہوں...: تم جانتی ہو نا سلیمان کو..... وہ الو میری جان لینے کے درپے ہے..... میں کہتا ہوں شلجم وہ سنتا ہے کدو.....!"

"اگر تم مجھ سے اڑنے کی کوشش کرو گے تو....!"

"ارے.... اے ٹھہرو.... کوئی دھمکی نہ دے بیٹھنا۔ آج کل عورتوں کے ستارے میرے ستاروں پر چڑھ بیٹھے ہیں!.... یہ ایک بہت بڑا چکر ہے روشی ڈیئر.... اور یہ تمہارا ٹارلن ہام ایک بہت بڑا مجرم ہے!"

"کیا وہ ٹارلن ہام ہی تھا!".... روشی نے حیرت سے کہا! "میں نے اسے پہلی بار دیکھا ہے!"

"بس اب فی الحال اس سے زیادہ نہیں بتاؤں گا! یہ ایک بہت اہم کیس ہے!"

"یہ ڈکسٹر لنک کون ہے جس کے متعلق گفتگو ہوئی تھی!...."

"ابھی یہ بھی نہ پوچھو! تم سے میں نے کبھی کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی! حتیٰ کہ تم یہ بھی جانتی ہو کہ میں سیکرٹ سروس کا چیف آفیسر ہوں۔ یہ بات تمہارے علاوہ اور کسی کو نہیں معلوم!"

"کیا آج کل تم سچ مچ کسی مصور کا رول ادا کر رہے ہو!"

"سبھی کچھ کرنا پڑتا ہے روشی ڈیئر--!"

روشی نے پھر کچھ نہیں پوچھا! اس وقت ایک بج رہا تھا! اس نے روشی سے کہا! "اب تم ذرا ٹارلن ہام پر نظر رکھنا! میں اس کی قیام گاہ کا پتہ معلوم کرنا چاہتا ہوں!"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ وہ آج کلب میں کیسے آگیا!-- میں چھ ماہ سے یہاں کام کر رہی ہوں! لیکن اس سے پہلے کبھی اس کی شکل نہیں دیکھی!"

"ہاں.... وہ کافی پراسرار ہے!"

ڈکسٹر لنک کی کوٹھی کے قریب عمران اتر گیا اور روشی جلد ہی ملنے کا وعدہ کر کے آگے چلی گئی!

(۱۳)

دوسری صبح ڈکسٹر لنک اور عمران ایک بلی کے بچے کو بغور دیکھ رہے تھے! ڈکسٹر لنک کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے! کبھی وہ عمران کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی بلی کے بچے کو--!

"پچھلی رات اسے دودھ میں صرف تین قطرے دیئے گئے تھے!" عمران نے کہا! "اور اب دیکھیے کہ یہ کتنا لاغر ہو گیا ہے! پچھلی رات کتنا تندرست اور تر و تازہ تھا!.... کتنا ہی اچھا ہو اگر آج شام سے آپ اپنی بیماری کی پبلسٹی شروع کرا دیں!"

"اس کی ضرورت ہی کیا ہے جب کہ تم راگوین کا پتہ لگا چکے ہو!" ڈکسٹر لنک نے کہا۔

"نگارسیا--- نگارسیا کا سراغ ملے بغیر راگوین پر ہاتھ ڈالنا فضول ہے!۔"

"تم مجھے بتاؤ--!"

"صبر! صبر!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا--! "کیا راگوین ایسا ہی آدمی ہے جس سے نگارسیا کے متعلق کچھ اگلوایا جا سکے!؟ آپ تو بہت دنوں تک اس کے ساتھ رہے ہیں۔ اس کی فطرت آپ سے پوشیدہ نہ ہوگی!"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ دنیا کا بڑے سے بڑا تشدد بھی اس کی زبان نہیں کھلوا سکے گا.... مگر تم.... تم مجھے راگوین سے بھی زیادہ الجھن میں ڈالے ہوئے ہو!"

"میری فکر نہ کیجئے! میں.... میں خود بھی نہیں سمجھ سکتا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بھی کسی قسم کا دورہ ہی ہو.... آج کل مجھ پر راگوین اور نگارسیا کا بھوت سوار ہے!"

ڈکسٹر لنک اسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگا! پھر کچھ دیر بولا! "تو یہ کسی قسم کا زہر ہے!"

"سو فیصدی! پاپا مائی ڈیئر!" آہستہ آہستہ اثر کرنے والا زہر.... اور میرا خیال ہے شاید لاش کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ میں اس کا ذکر بھی نہ ملے بہتیرے ایسے زہر ہیں جن کے اثرات انسانی جسم میں ڈھونڈ نکالنا انتہائی مشکل کام ہوتا ہے!"

"ٹھیک ہے! راگوین کے پاس میرے لئے زہر یا گولی کے علاوہ اور کیا ہوگا۔"

ڈکسٹر لنک بہت زیادہ متفکر نظر آنے لگا تھا!.... ویسے ہی ران کے زخم نے اسے بڑی حد تک نڈھال کر رکھا تھا! لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس نے اس کے متعلق اپنے خاندان والوں کو لاعلم ہی رکھا! وہ خود ہی زخم کی ڈریسنگ بھی کر لیتا تھا۔

تین دن تک عمران اسی بلی کے بچے پر اس سیال کا تجربہ کرتا رہا جو اسے ڈکسٹر لنک کے لئے ٹارلن ہام سے ملا تھا چوتھے دن بلی کا بچہ سچ مچ مر گیا اور عمران نے اسے ایک لیبارٹری کے سپرد کر دیا جس نے رپورٹ دی کہ بلی کے بچے کی موت دل کا فعل ناقص ہو جانے کی بناء پر ہوئی تھی! رپورٹ میں زہر کا ذکر تک نہیں تھا!

اس دوران میں عمران بلیک زیرو کو ٹارلن ہام کے پیچھے لگائے رہا! روشی سے بھی مختلف اوقات میں مختلف رپورٹیں ملتی رہیں!.... بہر حال دونوں کی رپورٹوں کا ماحصل یہ تھا کہ ٹارلن ہام کی کوئی ایک مخصوص قیام گاہ نہیں ہے! شہر میں اس کے تقریباً نصف درجن ٹھکانے تھے.... ممکن ہے اس سے زیادہ بھی رہے ہوں! ابھی تک کی رپورٹوں سے نصف درجن کا علم ہو چکا تھا!--- روشی بھی بہت تندہی سے کام کر رہی تھی اور اسے عمران کی ہدایت کے مطابق ٹارلن ہام کی قیام گاہوں میں ایک لڑکی کی تلاش تھی--!

اور اسی دوران میں ڈکسٹر لنک کی علالت کا بھی چرچا ہوتا رہا! ان دنوں شہر کی عجیب حالت

تھی! کسی سرکاری مہمان کا اس طرح غائب ہو جانا معمولی بات نہیں تھی۔ گو محکمہ سراغرسانی کو نگارسیا کی تلاش سے روک دیا گیا تھا۔ مگر پولیس جس عمارت پر بھی شبہ کرتی کسی رورعایت کے بغیر اس کی تلاشی لے ڈالتی! محکمہ سراغرسانی کے لئے امتناعی احکام عمران ہی نے جاری کرائے تھے! اگر جولیا سے ایک حماقت سرزد نہ ہوتی تو اس کی ضرورت ہی پیش نہ آتی!.... عمران اپنی لائنوں پر کام کرتا رہتا اور محکمہ سراغرسانی اپنی لائنوں پر!--- دونوں میں ٹکراؤ کا تو امکان ہی نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ محکمہ سراغرسانی کو ڈکسٹرلنک والے معاملے کا علم نہیں تھا۔ لہٰذا ایسی صورت میں عمران کا راستہ صاف ہی تھا۔

مگر جولیانافٹزواٹر نے فیاض کو عمران کے متعلق اطلاع دے کر یہ نئی الجھنیں پیدا کر دی تھیں۔

ڈکسٹرلنک نے کوٹھی کے بیرونی برآمدے میں بھی آنا ترک کر دیا تھا.... اور وہ حقیقتاً ایک بہت زیادہ بیمار آدمی کا رول ادا کر رہا تھا!.... خود اس کے خاندان والے بھی یہی سمجھتے تھے کہ وہ بہت زیادہ بیمار ہو گیا ہے! صبح سے شام تک ڈاکٹروں کا تار بندھا رہتا لیکن مرض کسی کی بھی سمجھ میں نہ آتا!

ڈکسٹرلنک کی بیوی اور اس کی دونوں لڑکیاں بے حد پریشان تھیں! عمران انہیں بہلانے کی کوشش کرتا رہا.... لیکن بے سود!

ایک شام ڈکسٹرلنک نے کہا! "آخر یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا!"

"بہت جلد ختم ہو جائے گا....!"

دفعتاً ڈکسٹرلنک اٹھ کر بیٹھ گیا! عمران نے حیرت سے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں دبے ہوئے ریوالور کا رخ اسی کی طرف تھا---! یہ دونوں اس وقت خواب گاہ میں تھے اور دروازہ بند تھا!

"میں تمہیں اچھی طرح پہچان گیا ہوں!" ڈکسٹرلنک دانت پیس کر بولا....

"فضول باتیں نہ کرو!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا! "ریوالور رکھ لو.... اگر تم نے اس قسم کی حرکت کی تو بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا!۔"

"تم راگوین کے آدمی ہو!" ڈکسٹرلنک کسی سانپ کی طرح پھنکارا۔ "مجھے اس قسم کے شعبدوں میں الجھا کر راگوین کے لئے موقع فراہم کرنا چاہتے ہو، کہ وہ نگارسیا کو لے کر یہاں سے نکل جائے۔"

"تب پھر راگوین بڑا گدھا تھا کہ اس نے تمہیں گولی سے ہلاک کرانے کی کوشش نہیں کی.... اگر میں راگوین کا آدمی ہوں تب مجھے چاہئے تھا کہ سچ مچ تمہاری شراب کی بوتلوں میں انجکٹ کر دیتا!.... تم خاموشی سے لیٹ جاؤ کرنل! ار.... پاپا!.... ضروری نہیں ہے کہ

بڑھاپے میں بھی دماغ اسی طرح کام کرتا رہے جیسے جوانی میں کرتا ہے!" کرنل ڈکسٹرلنک کا ریوالور والا ہاتھ کانپ گیا! لیکن ریوالور کا رخ عمران کی طرف تھا!....

"تم نہیں مانتے....!" عمران مسکرا کر بولا! "اچھا تو فائر کرو مجھ پر!"

"تم سمجھتے ہو شائد میں شور کے خیال سے فائر نہ کروں گا!" ڈکسٹرلنک نے زہریلے لہجے میں کہا! "یہ ریوالور بے آواز ہے۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے! ریوالور کی آواز سے مجھے اختلاج ہونے لگتا ہے.... چلو شروع ہو جاؤ!" عمران نے ہنس کر کہا اور ڈکسٹرلنک کا پارہ چڑھ گیا---!

چٹ.... پہلا فائر ہوا.... اور چینی کا ایک بڑا سا گلدان شہید ہو گیا۔ "ہاتھ بہک گیا پاپا---!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "پھر کوشش کرو!"

اس بار ڈکسٹرلنک نے جھلا کر پے در پے فائر جھونک دیئے! لیکن عمران برابر "سنگ آرٹ" کا مظاہرہ کرتا رہا!.... کوئی گولی اس کے لباس کو بھی نہ چھو سکی!.... ڈکسٹرلنک منہ کھولے ہوئے کسی چوپائے کی طرح ہانپ رہا تھا!

"دو گولیاں--- اور باقی ہیں.... پاپا.... ڈیئر.... ان کی حسرت بھی نکل جانے دو!" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا لیکن ریوالور ڈکسٹرلنک کی گرفت سے نکل کر فرش پر جا گرا.... اور وہ خود کسی پتھر کے بت کی طرح بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ اب تو ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کی سانسیں بھی رک گئیں ہوں! عمران نے جھک کر ریوالور اٹھایا اور اسے اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا! "دنیا کا ہر آدمی ان کھلونوں سے مرعوب نہیں ہو سکتا! اسے ہمیشہ یاد رکھنا پاپا---! اب تم بتاؤ--- اگر میں راگوین ہی کا آدمی ہوں تو مجھے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے!--- اگر میں گلا گھونٹ کر تمہیں مار ڈالوں تو.... تمہارے گھر والے بھی جانتے ہیں کہ تم بے حد بیمار ہو! میں تمہیں ختم کر کے رونا چیخنا شروع کر دوں۔! کیا انہیں یقین نہ آجائے گا کہ تمہارا ہارٹ فیل ہوا ہے!"

کرنل ڈکسٹرلنک تھوک نگل کر رہ گیا!.... عمران ریوالور اس کی گود میں ڈال کر بولا! "میں جا رہا ہوں... کسی ایسے آدمی کے قریب رہنا میرے لئے ممکن نہیں ہے جو مجھ پر اعتماد نہ کرتا ہو!"

وہ دروازے کی طرف بڑھا! ڈکسٹرلنک کی آنکھوں سے ایسا معلوم ہوا جیسے وہ اسے روکنا چاہتا ہو---! لیکن ہونٹ نہ ہل سکے! عمران خواب گاہ سے نکل آیا---!

اسے توقع تھی کہ یہ کام آج ہی نپٹ جائے گا! کیونکہ بلیک زیرو اور روشی کی رپورٹیں متفقہ طور پر یہی کہہ رہی تھیں! وہ دونوں ہی ایک ایسی عمارت کا پتہ لگانے میں کامیاب ہو گئے تھے جو نہ صرف ٹارلن ہام کی قیام گاہوں میں سے تھی بلکہ وہاں ایک لڑکی کی موجودگی بھی ثابت ہوتی تھی!۔

عمران کوٹھی سے باہر نکلا.... اور پیدل ہی ایک طرف چل پڑا-- پھر ایک دوا فروش کی دوکان سے بلیک زیرو کو کچھ ہدایات دیں اور ٹارلن ہام کے قمار خانے کے نمبر ڈائیل کر کے روشی کو فون پر بلوایا۔!

"ہیلو روشی!" میں عمران ہوں.... "کیا ٹارلن ہام وہاں موجود ہے؟!"

"نہیں۔ وہ یہاں کبھی نہیں آتا--!" جواب ملا!

"منیجر ہے....!"

"ہاں! وہ موجود ہے۔!"

"اچھا! میں وہیں آرہا ہوں!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔!

اس نے ٹارلن ہام کے قمار خانے تک کے لئے ایک ٹیکسی لی اور پچھلی نشست پر بیٹھ کر اونگھنے لگا۔!

بظاہر ایسے موقع پر اونگھنا مضحکہ خیز ہی تھا! مگر کیا وہ حقیقتاً اونگھ رہا تھا؟ اس کے متعلق وثوق سے کچھ کہنا مشکل تھا۔ ٹیکسی قمار خانے کے سامنے رک گئی۔

عمران نے ہال میں پہنچ کر منیجر کے متعلق دریافت کیا اور سیدھا اسی کے کمرے کی طرف چلا گیا۔ منیجر پرتپاک انداز میں اس کا استقبال کرتا ہوا بولا! "فرمایئے جناب! کیا خدمت کی جائے!"

"مسٹر ٹارلن ہام سے ملنا ہے۔"

"وہ تشریف نہیں رکھتے!"

"جہاں کہیں بھی ہوں انہیں فون پر اطلاع دیجئے کہ ٹونی ٹام ہلز فوراً ملنا چاہتا ہے!"

"اچھا ٹھہریئے! میں دیکھتا ہو!" منیجر نے کہا اور فون کا ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائیل کرنے لگا!.... اس نے کسی سے گفتگو کر کے اطلاع دی کہ ٹونی ٹام ہلز نام کا ایک آدمی "باس" سے ملنا چاہتا ہے۔ پھر وہ کچھ دیر تک ریسیور کان سے لگائے بیٹھا رہا۔ پھر بولا۔ "ہیلو.... جی ہاں! ملنا چاہتا ہے!"-- وہ کچھ دیر تک ریسور کان سے لگائے بیٹھا رہا! پھر بولا!" ہیلو.... جی ہاں ٹونی ٹام ہلز!"

"ڈکسٹر لنک کا مصور۔!" عمران نے مزید وضاحت کی اور منیجر نے ماؤتھ پیس میں یہی دہرایا۔

پھر تھوڑی دیر بعد اس نے ریسیور رکھ کر عمران سے کہا!" مسٹر ٹارلن ہام اس وقت صفدر لین کی کوٹھی نمبر اکیاون میں ہیں! آپ وہیں ان سے مل سکتے ہیں!"

"اچھا شکریہ!.... " عمران نے کچھ اس انداز میں کہہ کر مصافحہ کیا جیسے بہت جلدی میں ہو۔

باہر آکر اس نے پھر ٹیکسی کی اور صفدر لین کی طرف روانہ ہو گیا۔ صفدر لین کی اکیانویں کوٹھی کے متعلق اسے معلوم ہوا تھا کہ وہاں ایک لڑکی بھی ہے۔ لیکن بلیک زیرو اور روشی یہ نہیں

بتا سکتے تھے کہ اس کی حیثیت کیا ہے! ان کا بیان تھا کہ لباس تو وہ ملازموں جیسا پہنتی ہیں لیکن رکھ رکھاؤ سے کوئی غریب لڑکی نہیں معلوم ہوتی!

اس کے باوجود بھی عمران نے سوچا کہ دیکھ لینے میں کیا حرج ہے اگر لڑکی وہ نہ ہوئی جس کی اسے تلاش ہے تو پھر وہ کوئی دوسرا طریقہ کار اختیار کرے گا!

تقریباً بیس منٹ بعد ٹیکسی صفدر لین میں داخل ہوئی اور پھر اکیانویں کوٹھی کے سامنے رک گئی! عمران اتر کر پھاٹک سے گزرا اور ایک روش طے کرتا ہوا بیرونی برآمدے میں پہنچ گیا۔ یہاں کال بل کا بٹن ایکسمایاں جگہ پر نصب تھا اس لئے عمران کو اندر والوں سے رابطہ قائم کرنے میں کوئی دشواری نہیں پیش آئی۔

کچھ دیر بعد وہ عمارت کے ایک شان دار کمرے میں بیٹھا ٹارلن ہام کا انتظار کر رہا تھا لیکن اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس وقت عمارت میں ایک نہیں کئی لڑکیاں موجود تھیں!.... مگر وہ ان میں سے ایک کا بھی تفصیلی جائزہ نہیں لے سکا کیونکہ وہ لڑکیاں تو چھلاوہ تھیں۔ ادھر آئیں ادھر گئیں۔!

تھوڑی دیر بعد ٹارلن ہام کمرے میں داخل ہوا.... عمران نے اٹھنا چاہا! لیکن ٹارلن ہام نے دوسرے ہی لمحہ میں جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔ "اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرنا! کیا تم مجھے یہ بتانے آئے ہو کہ ڈکسٹر لنک کی حالت بہت زیادہ خراب ہو گئی ہے....!"

"ہاں.... شاید.... میں تمہیں یہی خوش خبری دینے آیا ہوں۔"

"بہت چالاک معلوم ہوتے ہو!" وہ عمران کو نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا ہونٹ سکوڑ کر بولا!" لیکن کیا تم یہاں سے واپس جا سکو گے...."

"نہیں.... میں تو یہاں مستقل قیام کے ارادے سے آیا ہوں!"

"تمہاری یہ خواہش ضرور پوری کی جائے گی۔" ٹارلن ہام نے کہا اور ٹھیک اسی وقت دو آدمی کمرے میں داخل ہوئے اور ٹارلن ہام نے ان سے کہا!" اس کا گلا گھونٹ دو!"

عمران بڑے سکون سے بیٹھا رہا.... اس کی طرف بڑھنے والے دونوں آدمی رک گئے! شاید اس کے اطمینان ہی نے انہیں ہچکچاہٹ میں مبتلا کر دیا تھا۔

"چلو رک کیوں گئے!.... " ٹارلن ہام دہاڑا۔

وہ لوگ پھر عمران کی طرف بڑھے لیکن عمران اسی طرح بیٹھا رہا!....

لیکن اب اس میں اتنی تبدیلی ضرور آگئی تھی کہ اس کے ہاتھ میں ربڑ کی ایک گڑیا نظر آرہی تھی! جیسے ہی ان لوگوں کی نظر گڑیا پر پڑی وہ پھر رک گئے.... عمران نے بالکل کسی ننھے سے بچے

کی طرح گڑیا ان کی طرف بڑھا دی!....

"اوہ---! یہ پاگل ہے!...." تارلن ہام غرایا!"اس کو مار ڈالو...."

وہ دونوں عمران پر ٹوٹ پڑے۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں ربڑ کی گڑیا ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ پھٹ گئی.... عمران ان سے دور کھڑا اس طرح منہ بنا رہا تھا جیسے کچھ شریر بچوں نے اس کا کوئی کھلونا توڑ ڈالا ہو! ۔

تارلن ہام ان دونوں کی طرف متوجہ ہو گیا تھا جو فرش پر پڑے ہوئے بری طرح اپنی آنکھیں مل رہے تھے اور جن کی زبانیں گالیاں اُگل رہی تھیں!

پھر وہ یک بیک سنبھلا اور عمران پر ایک فائر جھونک دیا!.... ایسے موقع پر عمران غافل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے ایک طرف چھلانگ لگائی۔ گولی سامنے والے دروازے سے باہر نکل گئی۔ پھر دوسرے ہی لمحہ میں کمرہ کئی آوازوں سے گونجنے لگا۔! متعدد آدمی کمرے میں گھس آئے تھے! ان میں عمران تنہا تھا!....

"پکڑ لو....!" تارلن ہام دہاڑا.... پھر دوسری بار چیخا!" باہر کے سارے دروازے بند کر دو!"

کچھ لوگ عمران کی طرف جھپٹے اور کچھ باہر نکل گئے! تارلن ہام وہیں کھڑا رہا۔ عمران خاموشی سے انہیں گھور رہا تھا.... اس وقت تو بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی درندے کو چند جنگلی کتوں نے گھیر لیا ہو!

ایک خطرناک قسم کی جنگ شروع ہو گئی۔! عمران نے ایک آدمی پر چھلانگ لگائی جس نے اس پر وار کرنے کے لئے چاقو نکال لیا تھا.... دیکھتے ہی دیکھتے چاقو عمران کے ہاتھ میں آ گیا.... اور بیک وقت دو چیخیں بلند ہوئیں! دو آدمی ہانپتے ہوئے دیوار سے جا لگے!....

"چاقو پھینک دو۔ ورنہ گولی مار دوں گا۔!" تارلن ہام چیخا۔!

"مار دو!...." عمران نے جواب دیا۔!"میں پاگل ہوں، میں نہیں سمجھتا کہ گولی مارنا کسے کہتے ہیں!"

تارلن ہام نے پھر ایک فائر کیا۔ لیکن خود اسی کا ایک آدمی کراہتا ہوا ڈھیر ہو گیا۔!

اتنے میں دوسرے کمروں سے بھی توڑ پھوڑ اور بھاگ دوڑ کی آوازیں آنے لگیں.... عمران نے ایک آدمی کو تارلن ہام پر دھکا دیا.... تارلن ہام شائد اس کے لئے تیار نہیں تھا!.... وہ اس آدمی سمیت دیوار سے جا لگا!.... لہٰذا ایسی صورت میں پھر ریوالور اس کے ہاتھ میں کہاں رہ سکتا تھا! مگر وہ عمران کے ہاتھ بھی نہ آ سکا!

"کچھ لوگ گھس آئے ہیں".... ایک آدمی کمرے میں داخل ہو کر چیخا۔!

"تم سب گدھے ہو...." تارلن ہام کسی زخمی گدھے کی طرح رینگنے لگا۔ "مارو.... ان

ھوں کو ختم کر دو! ورنہ میں تمہیں فنا کر دوں گا!"

عمران پر چاروں طرف سے ان کی یورش بڑھ گئی! اب اس کے ہاتھ میں چاقو بھی نہیں رہ گیا تھا! دفعتاً ایکس ٹو کے ماتحت اس کمرے میں در آئے! ان میں بلیک زیرو نہیں تھا!.... شائد عمران نے اسے ہدایت کر دی تھی کہ وہ خود نہ آئے بلکہ اس کے ماتحتوں کو وہاں بھیج دے! صفدر سعید، چوہان، تنویر، صدیقی، خاور سب کے سب بھوکے بھیڑیوں کی طرح آ گرے.... سارجنٹ نعمانی ان دنوں بیمار تھا---ورنہ وہ بھی ان میں ہوتا....

تارلن ہام کے ساتھیوں کی تعداد بارہ تھی! دفعتاً تارلن ہام نے ایک دروازے میں چھلانگ لگائی.... عمران اسے کب چھوڑنے والا تھا! وہ بھی اس کے پیچھے جھپٹا۔ لیکن تارلن ہام کی رفتار بہت تیز تھی! وہ ایک راہداری سے دوسری راہداری میں عمران کو چکر دے رہا تھا!۔

پھر وہ یک بیک ایک کمرے میں گھس پڑا.... اور دوسرے سرے پر پہنچ کر دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا!" ٹھہرو!...." وہ ہاتھ اٹھا کر ہانپتا ہوا بولا "تم کیا چاہتے ہو؟"

"نگارسیا کو خاموشی سے میرے حوالے کر دو!...." عمران نے کہا!

"یہ ناممکن ہے.... ہرگز نہیں.... ہرگز نہیں!...."

"تب پھر میں تمہیں گلا گھونٹ کر ہلاک کر ڈالوں گا!" عمران اس کی طرف جھپٹا۔ لیکن کمرے کے وسط میں پہنچ کر ایسا معلوم ہوا جیسے اس کا پیر زمین میں دھنسنے لگا ہو! اس نے سنبھل کر پیچھے ہٹنا چاہا!.... لیکن.... توازن برقرار نہ رکھ سکا اور.... پھر اس کی آنکھوں کے سامنے تاریکی ہی تاریکی تھی!.... مگر اچانک بڑی تیزی سے وہ خود ہی مجسم نور بن گیا.... اور پورے جسم میں ایک ایسی چکاچوندھ ہوئی کہ اس کی زندگی ہی پلکیں جھپکانے لگی!....

پتہ نہیں وہ کتنی بلندی سے گرا تھا!.... تھوڑی دیر تو اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا جسم ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا ہو۔ پھر وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگا اور اسی جدوجہد کے دوران میں اسے یقین ہو گیا کہ اس کے کسی عضو کی ہڈیوں نے داغِ مفارقت نہیں دیا۔

چاروں طرف اندھیرا تھا اچانک کسی گوشے سے ایسی آواز آئی جیسے کسی نے دیا سلائی جلانے کی کوشش کی ہو پھر اندھیرے میں ایک ننھا سا شعلہ نظر آیا! عمران ایک طرف سمٹ گیا! دوسرے ہی لمحہ میں اس نے ایک چھوٹا سا لیمپ روشن ہوتے دیکھا.... عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا.... اس نے لیمپ کی دھندلی روشنی میں نظر آنے والے چہرے کو صاف پہچان لیا تھا! وہ نگارسیا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی! مگر اس کے چہرے پر اتنی نقاہت ظاہر ہو رہی تھی جیسے وہ برسوں کی بیمار ہو! عمران اٹھ کر لنگڑاتا ہوا اس کے قریب پہنچا! اس کا پیر برابر سے زمین

پر نہیں پڑ رہا تھا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ٹخنہ اتر گیا ہو!

نگار سیا بہت زیادہ خوف زدہ نظر آنے لگی!

"تم کون ہو!" اس نے انگریزی میں پوچھا اس کی آواز بھرائی سی تھی!

"میں ایک سرکاری سراغرساں ہوں!"

"اوہ--" یک بیک نگار سیا کا چہرہ کھل گیا اور ایسا معلوم ہونے لگا جیسے خوشی کے اظہار کے لئے اسے الفاظ نہ مل رہے ہوں!....

"کیوں محترمہ!" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا! "اگر محبت اندھی ہونے سے پہلے ہی عینک استعمال کرنا شروع کر دے تو کیا حرج ہے!"

"تم جو کوئی بھی ہو! خدا کے لئے مجھے یہاں سے نکالو.... میں زندگی بھر ایک غلام کی طرح تمہاری ممنون رہوں گی--!"

"نہیں!" عمران نے حیرت سے کہا! "معلوم ہوتا ہے آج کل کیوپڈ نے خالص گھی کا بیوپار شروع کر دیا ہے!"

"میرا مضحکہ نہ اڑاؤ!" وہ یک بیک بپھر گئی! "مجھے دھوکہ دیا گیا تھا! میں نہیں سمجھتی تھی کہ راگوین کوئی ایسی حرکت کر بیٹھے گا! اب میں اس سے اتنی نفرت کرتی ہوں جتنی شاید کسی خارش زدہ کتے سے بھی نہ کر سکوں!"

"آہا--!" عمران نے پھر حیرت کا اظہار کیا-- "یہ آپ کیا فرما رہی ہیں محترمہ--!"

"تم اگر اس معاملے کے متعلق کچھ بھی جانتے ہو تو تمہیں اس کا علم ہوگا کہ راگوین کو جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ لہٰذا اب اس کی محبت انتقامی جذبے میں تبدیل ہو گئی ہے! وہ اب صرف شاہی خاندان کو بدنام کرنا چاہتا ہے!"

"مگر آپ یہاں تک کیسے پہنچیں محترمہ!...."

"اس نے مجھ سے استدعا کی تھی کہ میں صرف ایک بار اس سے مل لوں! وہ مجھ سے صرف چند منٹ گفتگو کرے گا آخری گفتگو.... اس کے بعد وہ شاہی وقار پر خود کو قربان کر دے گا! میں گورنمنٹ ہاؤز میں تھی! اس نے لکھا تھا کہ اگر میں بارہ بجے رات کو پائیں باغ میں آسکوں تو اس کی آخری خواہش پوری ہو جائیگی! میں اس کا طرز تحریر پہچانتی تھی۔ لہٰذا اس سے ملنے کے لئے بیتاب ہو گئی! میں نے اپنی ملازمہ کے کپڑے چرائے اور انہیں پہن کر پہرہ داروں کو دھوکہ دیتی ہوئی راگوین کے تجویز کردہ مقام پر جا پہنچی!.... پھر مجھے ہوش نہیں کہ میں یہاں تک کیسے آئی۔! یہ بھی یاد نہیں کہ وہاں راگوین سے ملاقات بھی ہوئی تھی یا نہیں! شاید وہ مجھے کسی طرح بے ہوش کر کے وہاں سے نکال لایا تھا---! بہرحال اب وہ کہتا ہے کہ اسے مجھ سے ذرہ برابر بھی محبت نہیں رہی! وہ تو دراصل اپنی جلاوطنی کا انتقام لینا چاہتا ہے.... اور وہ انتقام یہی ہو سکتا ہے کہ شاہی خاندان ساری دنیا میں بدنام ہو جائے!...." وہ کچھ اور کہنا چاہتی تھی کہ دفعتاً ایک زوردار کھڑکھڑاہٹ سنائی دی اور ساتھ ہی قہقہے کی آواز بھی آئی! یہ نارلن ہام ہی کا قہقہہ ہو سکتا تھا! عمران نے اس کی آواز پہچان لی ... ویسے وہ دوسرے لمحے میں سامنے آگیا! اس کے قہقہے اب بھی اس تہہ خانے میں گونج رہے تھے اور اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا! اس نے چھوٹتے ہی عمران پر فائر کر دیا اور عمران خود کو بچا کر گرتے گرتے نگار سیا کی چیخ سنی!

"اور زور سے چیخو! شہزادی صاحبہ!.... ڈکسٹر لنک کا یہ آدمی تو رخصت ہو گیا۔ میں اسی کی لاش پر تمہاری شادی ایک کتے کے پلے سے کروں گا اور پھر وہ ساری دنیا میں شاہی داماد کہلائے گا۔!"

عمران نے نگار سیا کو پھوٹ پھوٹ کر روتے سنا! وہ نارلن ہام سے رحم کی بھیک مانگ رہی تھی!

"اگر تم کسی لوہار کی بیٹی ہوتیں تو میں اپنے وطن میں ہی رہ کر تمہیں شہزادی بنا دیتا۔! لیکن ایک شہزادی کے لئے اس صدی میں یہ بھی مشکل ہے کہ اسے کوئی کتے کا پلہ ہی قبول کر لے!"

دفعتاً عمران نے اس پر چھلانگ لگائی اور اسے اپنی پوری قوت سے دبوچ لیا! نگار سیا پھر چیخی۔ لیکن اس چیخ میں خوف کی بجائے حیرت اور خوشی تھی۔!

نارلن ہام کافی طاقت ور تھا! وہ عمران کی گرفت سے نکل جانے میں کامیاب تو ہو گیا! لیکن ساتھ ہی ناک پر اسے ایک گھونسہ بھی ریسیو کرنا پڑا.... اور یہ گھونسہ کچھ اس قسم کا تھا کہ وہ بلبلا اٹھا!۔

تقریباً پندرہ منٹ تک یہ جدوجہد جاری رہی پھر یک بیک عمران اس پر چھا گیا۔

"لو.... لو!.... یہ رسی لو!" نگار سیا کپکپائی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی! "کبھی اسی رسی سے میرا جسم جکڑا گیا تھا!.... مگر نہیں اسے مار ڈالو.... خدا کے لئے اسے مار ڈالو.... دلیر آدمی میں زندگی بھر تمہیں یاد رکھوں گی! خدا کے لئے اسے مار ڈالو!"

مگر رسی استعمال کرنے کی نوبت نہیں آئی.... نارلن ہام بے ہوش ہو چکا تھا اس کے ناک اور منہ سے خون جاری تھا!

(۱۴)

"ہاں تو بلیک زیرو!" عمران فون پر بلیک زیرو سے کہہ رہا تھا! "اس طرح میں اس پہ قابو پا سکا۔! تہہ خانے کے اوپر میرے دلیر ماتحتوں نے ایک خوفناک جنگ کے بعد اس کے ان ساتھوں کو جکڑ لیا جو زندہ بچے تھے۔ وہ انہیں دانش منزل میں لے گئے وہاں سے پانچ لڑکیاں بھی

برآمد ہوئیں جو اس کی داشتہ تھیں“

”کیا ٹارلن ہام زندہ ہے! مگر آپ نے یک بیک اس کا پتہ کیسے لگا لیا تھا۔!“

”اگر ڈکسٹر لنک راہنمائی نہ کرتا تو لاکھ برس بھی مجھے اس کا سراغ نہ ملتا! اس کی لڑکی نے مجھے اس کی تصویر دکھائی اور مجھے یاد آگیا کہ اس نے خود کو جرمن ہی ظاہر کیا تھا لیکن حقیقتاً وہ بلجیم کے شاہی محافظوں کے دستے کا ایک آفیسر تھا اور اس کا اصل نام برجز راگوین تھا۔! اس نے ٹارلن ہام کے نام سے یہاں کے شہری حقوق حاصل کر لئے تھے اور پھر اس دوران میں ایک پیشہ ور مکا باز کی حیثیت سے اس کی کافی شہرت ہوئی۔! اس کے بعد ہی سے وہ حیرت انگیز طور پر مال دار اور بار سوخ ہو گیا!۔۔۔ ہاں! وہ زندہ ہے اور انتہائی راز داری کے ساتھ بلجیم کی حکومت کے حوالے کر دیا جائے گا!۔“

”لیکن شہزادی کی گم شدگی۔۔۔۔ اسے بدنامی سے کیسے بچا سکے گی جناب!“

”آہا۔۔۔ بلیک زیرو! وہ کسی نتھو بدھو یا خیراتی کی لڑکی تو ہے نہیں کہ اس کے عیوب کی پردہ پوشی نہ ہو سکے! بس کل صبح کے اخبارات میں نکارسیا کے حیرت انگیز ایڈونچر کے حالات پڑھ لینا!“

”میں نہیں سمجھا جناب۔!“

”ارے اس کا ایک نہایت شاندار بیان شائع ہو گا۔۔۔۔ وہ لکھے گی کہ وہ آزاد ہو کر ہمارے ملک کی سیر کرنا چاہتی تھی۔ لہٰذا ایک رات چپ چاپ گورنمنٹ ہاؤس سے نکل گئی اور سیر کر آئی!۔۔۔۔ اگر یہ کسی غریب والدین کی لڑکی کے اغوا کا کیس ہوتا تو ہمارے اخبارات اس کا شجرہ نصب تک شائع کر ڈالتے اور غریب والدین کو شرم کے مارے خود کشی ہی کرنی پڑتی! لیکن اگر میں شہزادی کی گمشدگی کی سچی داستان حلق پھاڑ پھاڑ کر بھی شہر والوں کو سناتا پھروں تو کسی کو یقین نہ آئے گا۔ کیونکہ شاہی خاندان والوں کی خود کشی زمین و آسمان کے ٹکڑے اڑا سکتی ہے! قیامت بھی لا سکتی ہے۔ خیر ختم کرو۔۔۔۔ میرا موڈ اس وقت بہت خراب ہے!۔۔۔۔“

”ڈکسٹر لنک کا کیا بنا--!“ بلیک زیرو نے پوچھا!

”میں نے آج تک کسی ڈکسٹر لنک کا نام بھی نہیں سنا! کیا سمجھے!“

”سمجھ گیا جناب!“ بلیک زیرو ہنسنے لگا اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا!

(۱۵)

دوسری صبح روشی عمران کو بری طرح گھیرے ہوئی تھی اور عمران سر سے پیر تک پرلے سرے کا گاؤدی اور احمق نظر آرہا تھا--!

”بتاؤ کیا قصہ تھا۔ ورنہ میں بہت بری طرح پیش آؤں گی۔ میری ملازمت بھی خاک میں مل گئی! ٹارلن ہام بہت اچھے پیسے دیتا تھا!-- مگر اب کلب میں خاک اڑ رہی ہے! پولیس نے اسے مقفل کر دیا ہے!“

”قصہ یہ تھا روشی ڈیئر!“ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا! ”یہ قصہ تھا کہ ٹارلن ہام کی بھتیجی میری خالہ تھی۔ لیکن ٹارلن ہام اس رشتے کو پسند نہیں کرتا تھا! لہٰذا اس نے اپنی بھتیجی یعنی میری لگنے والی خالہ کو غائب کر دیا! مجھے اسی کی تلاش تھی۔ لیکن آخر کار تلاش کا ”ت“ غائب ہو گیا اور صفدر لین والی عمارت میں اس کی لاش ملی!۔۔۔۔ یہ ہے داستان!۔۔۔۔“

”کیا وہ اس کی کوئی داشتہ تھی!۔۔۔۔“ روشی نے پوچھا۔!

”نہیں تو۔۔۔۔ ناشتہ نہیں کر رہی تھی۔۔۔۔ مر گئی تھی!“

”ناشتہ نہیں داشتہ!“۔۔۔۔ روشی جھلا گئی!

”داشتہ!“ عمران معصومانہ انداز میں بولا! ”داشتہ کسے کہتے ہیں!“

”رکھی ہوئی عورت!۔۔۔۔“

”ہاں وہ ایک میز پر رکھی ہوئی تھی!“ عمران سر ہلا کر بولا۔!

”خدا تمہیں غارت کرے!“ روشی دانت پیس کر بولی!

”اگر میں تمہیں باورچی خانے کی چمنی پر رکھ دوں تو کیا تم بھی داشتہ کہلاؤ گی!“

روشی نے جھلاہٹ میں پیپر ویٹ کھینچ مارا۔۔۔۔ عمران نیچے جھک گیا اور پیپر ویٹ اس پر سے گزرتا ہوا کیپٹن فیاض کی پیشانی پر لگا جو ٹھیک اسی وقت کمرے میں داخل ہوا تھا! وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا!

”ہائیں سوپر فیاض!“ عمران چیخا! ”کیا تم بھی داشتہ ہو گئے کہ اس طرح فرش پر رکھے ہوئے ہو!“

”اوہ-- معاف فرمائیے گا جناب!“ روشی بری طرح بوکھلا گئی!

”کوئی بات نہیں!“ فیاض اپنی پیشانی رگڑتا ہوا ہنس رہا تھا!

”ا۔۔۔۔ ے!۔۔۔۔ ارے۔۔۔۔ تم ہنس رہے ہو! تب پھر تم داشتہ نہیں ہو سکتے! کیونکہ وہ لڑکی داشتہ ہو جانے کے بعد مجھے ”بھانجا“ نہیں کہہ سکی تھی۔!“

فیاض ہنستا ہی رہا!--- غالباً وہ اپنی شکست تسلیم کر کے آئندہ کے لئے راہ کھولنے آیا تھا۔!

تمام شد

عمران سیریز نمبر 20

حماقت کا جال

(مکمل ناول)

پیش رس

عمران صاحب اپنی زندگی کی بیسویں منزل میں قدم رکھ رہے ہیں! اور اس بار حماقت کا جال لے کر آئے ہیں!.... شروع سے اب تک آپ کو صرف ایک ہی احمق سے سابقہ پڑتا رہا ہے لیکن اس بار آپ احمقوں کی انجمن سے روشناس ہوں گے۔ جس کے صدر صاحب خر نشین تھے! یعنی ہر وقت گدھے پر سوار رہا کرتے تھے! سر راہ شریف آدمیوں کے کان کھینچے جاتے تھے۔ لیکن ان کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی تھی! بس سٹاپوں پر کھڑے ہوئے سنجیدہ صورت بوڑھوں کے سروں پر چپتیں پڑتیں۔ لیکن وہ مڑ کر دیکھنا بھی گوارا نہ کرتے!

ایک خطرناک ہنگامہ آپ کی نظروں سے گزرے گا.... اور آپ یہی محسوس کریں گے کہ یہ احمقوں کے تاجدار عمران کا آخری وقت ہے.... مگر اس طرح مر جانے والے "عمران" نہیں کہلاتے۔

ایک دیو قامت آدمی اس پر بڑی بڑی چٹانیں پھینکتا ہے!

واضح رہے کہ اس کہانی کی ایک کردار مسز نعمانی کا سارجنٹ نعمانی سے کوئی تعلق نہیں!

جی ہاں! اب میں اچھا ہوں.... اور ان تمام دوستوں کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے خیریت دریافت کرنے کے لئے بے شمار خطوط لکھے۔

ابن صفی

۱۵ر جون ۱۹۵۰ء

* * *

چار بجے روشی آفس سے نکلی اور بس اسٹاپ تک پہنچنے کے لئے اسے کچھ دور تک پیدل چلنا پڑا۔ بس اسٹاپ کی بھیڑ کوئی نئی چیز نہیں تھی۔ روز ہی گھر پہنچنے کے لئے اسے تقریباً آدھے گھنٹے تک وہاں کھڑے رہنا پڑتا تھا۔

آج کل وہ محکمہ خارجہ میں ٹائپسٹ تھی۔ عمران ہی نے اسے یہ جگہ دلوائی تھی اور اس کا قیام بھی عمران ہی کے فلیٹ میں تھا۔ لیکن عمران شاذ و نادر ہی اس فلیٹ میں نظر آتا۔

کچھ دنوں سے اس نے اپنی نیم پلیٹ بھی وہاں سے ہٹوادی تھی۔ اس کی وجہ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ ویسے روشی کا خیال تھا کہ عمران اس سے دور بھاگنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وجہ کچھ بھی رہی ہو لیکن روشی کو وہیں قیام رکھنا پڑا تھا۔ شہر میں آج کل کرائے کے مکان مشکل ہی سے ملتے تھے اور کسی ہوٹل میں قیام ناممکن تھا کیونکہ اسے جو تنخواہ ملتی تھی وہ اتنی زیادہ نہیں تھی کہ ہوٹل کے اخراجات برداشت کئے جاسکتے۔ یہ اور بات ہے کہ اگر وہ اپنی آمدنی بڑھانا چاہتی تو آسانی سے ایسا کرسکتی تھی۔ مگر اب وہ اپنی سطح سے گرنا نہیں چاہتی تھی۔ اسے اب اپنے پچھلے طرز زندگی سے دلچسپی باقی نہیں رہی تھی ورنہ کوئی چھوٹا موٹا آفیسر ہی اسے اپنی کار میں گھر پہنچادیا کرتا اور اسے بس اسٹاپوں پر دھکے نہ کھانے پڑتے۔ لیکن اب وہ اتنی ذرا سی بات کے لئے اپنے نسوانی وقار کو ٹھیس نہیں لگانا چاہتی تھی۔

وہ بس سٹاپ پر آکر رک گئی۔ حسب دستور بھیڑ بہت زیادہ تھی۔ بسیں بھری ہوئی آتیں اور

اسٹاپ پر رکے بغیر آگے بڑھ جاتیں۔ اگر کوئی دو چار آدمیوں کو اتارنے کے لئے رکتی بھی تو کنڈیکٹر نیچے سے آگے بڑھنے والے کو ہاتھ اٹھا کر روک دیتا۔

روشی انتظار کرتی رہی.... اس کے چاروں طرف آدمی ہی آدمی تھے جن کے چہروں پر اکتاہٹ اور بیزاری چیخ چیخ کر بسوں کے انتظام کو کوس رہی تھی۔

دفعتاً وہ اپنے پیچھے کسی کی بڑبڑاہٹ سن کر مڑی اور بڑبڑانے والا جھینپے ہوئے انداز میں ہنسنے لگا۔ پھر یک بیک سنجیدہ ہوگیا۔

روشی کو محسوس ہوا جیسے وہ اپنے چہرے کو بارعب اور پُر وقار بنانے کی کوشش کر رہا ہو۔ یہ ایک معمر آدمی تھا۔ جس کے جسم پر اعلیٰ درجہ کا ایوننگ سوٹ تھا اور گلے میں اسی سے میچ کرتی ہوئی ٹائی۔ وہ معمولی حیثیت کا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا کیونکہ اس کی انگلیوں میں بیش قیمت نگینوں والی انگشتریاں بھی تھیں.... روشی نے اسے نیچے سے اوپر تک دیکھا اور اس کی طرف سے توجہ ہٹانے والی تھی کہ وہ پھر کچھ بڑبڑایا اور روشی سے نظر ملتے ہی پھر پہلے ہی کے سے انداز میں ہنس دیا۔

روشی جھنجھلا گئی۔ وہ ایسے آدمیوں کو سبق دینا بھی جانتی تھی جو دوسروں سے متعارف ہونے کے لئے بے تکی حرکتیں کرتے ہیں اور پھر دوسروں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے کے بعد کسی نہ کسی طرح جان پہچان پیدا ہی کرلیتے ہیں۔ روشی ایک قدم پیچھے ہٹ کر اس کے برابر پہنچ گئی۔

”ہاں.... اب فرمایئے.... کیا مقصد ہے....!“ اس نے بوڑھے کی طرف دیکھے بغیر آہستہ سے کہا۔

”معاف فرمایئے گا....“ بوڑھا پھنسی پھنسی سی آواز میں بولا۔ ”مجھے انتہائی شرمندگی ہے۔ مجھے شرم آرہی تھی۔!“

”شرم آنی ہی چاہئے.... کیا آپ کبھی آئینے میں اپنی شکل دیکھنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں۔!“

”محترمہ مجھے معاف فرمایئے.... آپ غلط سمجھی ہیں۔ کوئی صاحب بار بار میرے سر پر چپت مار رہے ہیں۔ میں پیچھے مڑ کر دیکھنا نہیں چاہتا۔ پتہ نہیں لوگ کیا سمجھیں گے۔!“

دفعتاً قریب کے کچھ لوگ ہنسنے لگے۔ روشی سمجھی شاید ان کی گفتگو سن لی گئی ہو۔ اس لئے اس پر بھی بدحواسی طاری ہوگئی۔ اس نے کنکھیوں سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر سچ مچ بوڑھے کے بیان کی تصدیق ہوگئی۔ پیچھے کھڑے ہوئے آدمیوں میں سے ایک کا ہاتھ بوڑھے کے سر کی طرف بڑھ

رہا تھا۔ چپت پڑی اور لوگ پھر ہنسنے لگے۔ چپت کھانے والا بوڑھا بُرے بُرے سے منہ بناتا رہا۔ لیکن وہ اب بھی چپت مارنے والے کی طرف نہیں مڑا۔

”خدا غارت کرے۔!“ اس نے آہستہ سے کہا۔ ”پتہ نہیں یہ کون بد تمیز ہے۔!“

روشی نے مڑ کر چپت مارنے والے کو دیکھا۔ یہ بھی ایک معمر آدمی تھا۔ ذی حیثیت اور ذی علم معلوم ہوتا تھا۔ روشی کو اس کی اس حرکت پر بڑی حیرت ہوئی اور ساتھ ہی وہ چپت کھانے والے کو بھی حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ کوئی اور ہوتا تو اس وقت خون کی ندیاں بہہ گئی ہوتیں۔ مگر یہ بوڑھا.... شاید وہ سوچ رہا تھا کہ مڑ کر دیکھنے میں اس کی اور زیادہ بے عزتی ہو گی۔ کتنا بھولا اور شریف آدمی ہے۔ روشی نے سوچا اور اسے چپت مارنے والے پر غصہ آگیا۔

”میں نے اسے دیکھ لیا ہے۔!“ روشی نے آہستہ سے کہا۔

”مگر....!“ وہ ہنس کر بولا۔ ”مجھے غصہ نہیں آسکتا۔ احمقوں کو کبھی غصہ نہیں آتا۔!“

”کیا مطلب....!“ روشی نے حیرت سے کہا۔

”انجمن کا ممبر بننے سے پہلے ہمیں عہد کرنا پڑتا ہے کہ کبھی غصہ نہ آنے دیں گے۔!“

”کیسی انجمن....!“

”احمقوں کی انجمن....!“ بوڑھے نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔

روشی ہنسنے لگی.... وہ سمجھی شاید وہ کریک ہے اور چپت مارنے والا اس کا کوئی شناسا ہی ہو سکتا ہے۔

”خدا کی پناہ....!“ اس نے پھر بُرا سا منہ بنایا۔ روشی نے اس کے سر پر پڑنے والے ہاتھ کی جھلک دیکھی تھی۔ لوگ پھر ہنسنے لگے۔ روشی کو اس پر غصہ آگیا مگر وہ کر ہی کیا سکتی تھی۔ جب چپت کھانے والا ہی صبر کر رہا تھا تو اسے کیا پڑی تھی کہ خواہ مخواہ دخل دے کر اپنی بھی ہنسی اڑواتی۔

مگر اس نے اتنا ضرور کہا۔ ”کیا آپ یہاں سے ہٹ کر کہیں اور نہیں کھڑے ہو سکتے۔!“

”نہیں.... ہنسنے والے اور زیادہ ہنسیں گے۔!“ اس نے بے بسی سے کہا۔

روشی کو اس پر رحم آگیا۔

”آیئے....!“ اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔ ”میں آپ کو زبردستی یہاں سے ہٹا دوں گی۔!“

وہ روشی کے ساتھ چلنے لگا۔ لیکن ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ بُری طرح جھینپ رہا ہو۔ روشی نے اس کا ہاتھ پکڑے ہی ہوئے سڑک پار کی اور ایک ریستوران میں گھستی چلی گئی۔

”دیکھئے....!“ اس نے ایک میز کے قریب پہنچ کر کہا۔ ”آپ کے اس طرح چلے آنے پر میں نے ایک بھی قہقہہ نہیں سنا۔!“

”ہاں خلافِ توقع....!“ بوڑھے نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ ”مگر ممکن ہے .... وہ آپ کی وجہ سے ہنسنے کی ہمت نہ کر سکے ہوں۔!“

”ہمارے ملک کے لوگ اب بھی سفید فاموں سے ڈرتے ہیں۔!“

”مجھے اپنی انجمن کے متعلق کچھ بتایئے۔!“

”میں بھی ابھی حال ہی میں ممبر بنا ہوں۔ ویسے گھر پر انجمن کا کافی لٹریچر موجود ہے۔ اگر آپ دیکھنا چاہیں تو اپنا پتہ لکھوا دیجئے۔ میں بذریعہ ڈاک روانہ کر دوں گا۔!“

”پھر بھی کچھ نہ کچھ تو زبانی ہی بتایئے۔!“

”ہم احمق ہیں۔!“

”چلئے مان لیا.... احمق نہ ہوتے تو انجمن کا قیام کیسے عمل میں آتا۔!“ روشی شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

”ٹھہریئے....!“ بوڑھا ہاتھ اٹھا کر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ”میرا خیال ہے کہ وہ بھی انجمن کا کوئی پرانا ممبر ہی ہو سکتا ہے۔!“

”کون....؟“

”وہی جو میرے سر پر چپتیں مار رہا تھا۔!“

”کیوں....؟“ روشی نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

”ممکن ہے.... وہ میرا امتحان لے رہا ہو۔ اکثر پرانے ممبر نئے ممبروں کو غصہ دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔!“

”بڑی عجیب بات ہے کہ وہ اس طرح نئے ممبروں کو سر بازار ذلیل کرتے ہیں۔!“

”دیکھئے.... آپ کا کسی پرانے ممبر سے سابقہ نہیں پڑا.... یہ عزت اور ذلت دونوں سے بے نیاز اور لاپرواہ ہوتے ہیں۔ یہ دونوں ان کی نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔!“

”کیوں....؟“

”بس انجمن کا یہی تو مقصد ہے۔!“

”بڑی عجیب انجمن ہے۔!“ روشی کی دلچسپی بڑھنے لگی۔

”ہم لوگوں کا خیال ہے کہ عقل مندی ہی انسانیت کے لئے وبال بن گئی ہے۔!“

”وہ کیسے....؟“ روشی نے پوچھا اور ایک ویٹر کو اشارے سے بلا کر کافی کے لئے کہا۔ پھر بوڑھے کی طرف متوجہ ہو گئی۔ بوڑھا کہہ رہا تھا۔ ”ایٹم اور ہائیڈروجن بم احمقوں کی ایجاد نہیں ہیں۔!“

”اوہ....!“ روشی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں.... اور اب اسے محسوس ہوا کہ وہ کسی کریک آدمی سے گفتگو نہیں کر رہی ہے۔

وہ جلدی جلدی پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی۔ ”یہ فلسفیوں کی انجمن ہے۔!“

”ہرگز نہیں.... فلسفی ہی تو آدمیوں کو عقلمند بناتے ہیں۔!“ بوڑھے نے سنجیدگی سے کہا۔ ”انجمن کے اغراض و مقاصد میں یہ بھی شامل ہے کہ فلسفے کی کتابیں خرید خرید کر نذر آتش کی جائیں۔!“

”واہ یہ بھی عجیب ہے۔ کیا ایسا کرنے سے فلسفہ فنا ہو جائے گا۔!“

”ہم احمق ہی ٹھہرے.... ان باتوں پر غور کرنے لگیں تو عقل مند نہ کہلائیں۔!“

”حالانکہ آپ نے ابھی تک ایک بات بھی بے وقوفی کی نہیں کی۔!“ روشی مسکرائی۔

”بہت زیادہ عقل مندوں کو اکثر حماقتوں میں بھی گہرائیاں نظر آجاتی ہیں۔!“

”آپ مجھے قطعی احمق نہیں معلوم ہوتے۔!“

”جو کچھ نظر آتا ہے اس کا اکثر حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔!“

”آپ فلسفی ہیں.... مجھے یقین ہے۔!“

”کاش آپ فلسفی کہنے کی بجائے مجھے گندی گندی گالیاں دیتیں۔!“

”اوہو تو.... فلسفی کہنا.... گالی سے بھی بدتر ہے۔!“

”یقیناً.... ہم احمقوں کے لئے گالی سے بھی بدتر ہے۔!“

”کیا اس انجمن کا کوئی مرکز بھی ہے۔!“

”جی ہاں.... کیا آپ میرے ساتھ وہاں چلنا پسند کریں گی۔ ہم ہر شام وہاں اکٹھے ہوئے ہیں اور ہم سے طرح طرح کی حماقتیں سرزد ہوتی ہیں۔!“

روشی کو اپنا احمق عمران یاد آگیا۔ وہ سوچنے لگی کہ اگر اس میں ذرہ برابر بھی سچائی ہوئی تو عمران

کے لئے یہ انجمن بڑی پر کشش ثابت ہو گی۔

”میں ضرور چلوں گی....؟“ روشی نے کہا۔ ”مجھے اب تک علم نہیں تھا کہ اس شہر میں کوئی اتنی دلچسپ انجمن بھی ہے۔!“

”روز بروز ہمارے ممبر بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ شہر کے بہتیرے عقل مند بھی احمق بن گئے ہیں۔!“

”بہت خوب....!“

اتنے میں کافی آگئی.... روشی نے اس کے لئے کافی انڈیلی لیکن اس نے پیالی میں شکر نہیں ڈالنے دی تھی۔ جب وہ پیالی میں دودھ ڈال چکی تو بوڑھے نے دو چمچے نمک کے اس میں ڈالے اور اسے حل کرنے لگا۔ روشی حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ وہ سمجھی شاید اس سے غلطی ہوئی ہے۔ کیونکہ نمک کے ذرات بھی شکر ہی کی طرح شفاف تھے اور ان دونوں کی پیالیوں کی بناوٹ میں کوئی فرق نہیں تھا۔ نمک کی پیالی پہلے ہی میز پر موجود تھی اور شکر کی پیالی کافی کے ساتھ آئی تھی۔ بے خیالی میں دھوکا ہو سکتا تھا۔

لیکن روشی نے اسے ٹوکا نہیں.... وہ دراصل اس سچویشن سے لطف اندوز ہونا چاہتی تھی جب وہ کافی کا گھونٹ لے کر بُرا سا منہ بناتا۔

اس نے گھونٹ لے کر بُرا سا منہ بنایا لیکن اسے حلق سے اتار گیا۔ یہ اور بات ہے کہ اسے تھوڑی دیر تک سینے پر مالش کرنی پڑی ہو۔

”آپ نے شاید غلطی سے نمک ملا لیا ہے۔!“ روشی ہنس کر بولی۔

”نہیں دیدہ دانستہ ملایا ہے۔ محض اس ملاقات کو یادگار بنانے کے لئے۔!“

”میں نہیں سمجھی۔!“

”آپ میری محسن ہیں.... اسلئے میں آپ کو بھلانا نہیں چاہتا۔ اگر آپ اس وقت مجھے اپنے ساتھ نہ لاتیں تو پتہ نہیں کتنی دیر تک میری درگت بنتی رہتی اور میں ہنتا اسی وقت جب مجھے بس ملتی۔!“

”لیکن یاد رکھنے اور نمک کی کافی پینے میں کیا تعلق ہے۔!“

”بس یہ نمک کی کافی مجھے ہمیشہ یاد رہے گی اور میں آپ کو بھلا نہ سکوں گا۔!“ اس نے بڑی معصومیت سے کہا اور روشی بے ساختہ ہنس پڑی۔

وہ کافی کے گھونٹ لے لے کر منہ بناتا اور سینے کی مالش کرتا رہا۔ روشی ہنستی رہی لیکن اس

آدمی کی سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا۔

"آج ہمارے یہاں ایک بہت بڑے احمق کی تقریر بھی ہوگی۔!" بوڑھے نے کافی ختم کر کے رومال سے ہونٹ خشک کرتے ہوئے کہا۔

"آپ میرا اشتیاق بڑھا رہے ہیں۔!" روشی نے کہا۔

"میں صرف حقیقت عرض کر رہا ہوں۔!"

کچھ دیر تک وہ خاموش بیٹھے رہے پھر اٹھ گئے۔ بس اسٹاپ پر اب بھیڑ نہیں تھی۔ جلد ہی انہیں بس مل گئی۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد بوڑھا آٹھویں سڑک پر اترا.... اور روشی نے بھی اس کا ساتھ دیا۔

سڑک سے وہ ایک گلی میں مڑ کر کچھ دور چلتے رہنے کے بعد ایک عمارت کے سامنے رک گئے۔ جس پر "دارالحمق" کا بورڈ آویزاں تھا۔

ایک دربان نے ان کا استقبال کیا اور وہ عمارت میں داخل ہوگئے۔ یہ ایک طویل اور کشادہ راہداری تھی۔

دفعتاً ایک گونجیلی آواز سنائی دی۔ "ہالٹ! ہو کمس دیئر.... (ٹھہرو ادھر کون آتا ہے)۔!"

"فرینڈز....!" بوڑھے نے چیخ کر جواب دیا اور روشی کو بے ساختہ ہنسی آگئی۔ سامنے ہی ایک سنجیدہ صورت آدمی فوجی وردی میں گدھے پر سوار نظر آیا۔ اس کے ہاتھوں میں لکڑی کی ایک بندوق تھی۔

"پاس ورڈ پلیز....!" اس نے ان دونوں سے اس وقت کہا جب وہ اس کے قریب پہنچ گئے۔

"جھاپک....!" بوڑھے نے کہا اور آگے بڑھ جانا چاہا۔ لیکن وہ آدمی گدھے سے کود کر راہ میں حائل ہوتا ہوا بولا۔ "آپ اندر نہیں جاسکتے۔!"

"جا تو رہے ہیں۔!" بوڑھے نے لاپروائی سے کہا۔

"جا رہے ہیں....!" گدھے سوار نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں....!"

"اچھا تو جائیے.... مگر آج کا پاسورڈ جھاپک نہیں ہے۔!"

"تو پھر جہنم ہوگا۔!"

"دونوں کو ملا کر کہیئے۔!"

"جھاپک جہنم....!"

"ہاں.... یہی ہے آج کا پاسورڈ اب آپ جاسکتے ہیں۔ میرے گدھے کو کوئی اعتراض نہیں۔!"

"اوہ.... معاف کیجئے گا۔!" بوڑھا مغموم آواز میں بولا۔ "میں آپ کے گدھے کو سلام کرنا بھول گیا تھا۔!"

پھر اس نے جھک کر بڑے ادب سے گدھے کو سلام کیا اور گدھے سوار سے مصافحہ کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

روشی بھی آگے بڑھی۔ اس نے اس میں ایک بار بھی ان دونوں کے چہروں پر غیر سنجیدگی کے آثار نہیں پائے تھے۔

راہداری سے گزر کر وہ ہال میں پہنچے۔ یہاں روشی کو متعدد مرد اور عورتیں نظر آئیں۔ ان سے بھی کوئی حماقت ہی سرزد ہو رہی تھی۔ روشی ہنستی رہی اور وہ لوگ اسے اس طرح گھور رہے تھے جیسے خود اسی سے کوئی حماقت سرزد ہو رہی ہو۔

ہال بہت بڑا تھا اور یہاں کچھ اس ڈھنگ سے میزیں اور کرسیاں لگائی گئی تھیں۔ جیسے وہ کوئی کلب ہو شفاف وردیوں والے کچھ ویٹر بھی ہاتھوں پر مشروبات کی کشتیاں اٹھائے ہوئے ادھر ادھر آجا رہے تھے۔

روشی کے ساتھی نے ایک میز کی طرف اشارہ کیا اور وہ بیٹھ گئے۔

"دیکھئے۔!" اس نے کہا۔ "آپ انہیں دیکھ کر عقل مندوں کی طرح ہنس رہی ہیں۔ اس سے احتراز کیجئے۔ ورنہ احمقوں کی دل شکنی ہوگی۔!"

روشی نے سنجیدگی اختیار کرلی۔ ان کے قریب ہی والی میز کے گرد تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک ویٹر بل لے آیا۔ ایک آدمی نے طشتری میں رکھا ہوا پرچہ اٹھا کر دیکھا اور جیب سے پرس نکال کر اس میں سے نوٹوں کی گڈی نکالی۔

"اوہ..!" اس نے پریشان لہجے میں کہا۔ "میرے پاس تو پانچ کا ایک بھی نوٹ نہیں ہے.. پھر!"

اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔ لیکن ان کے چہروں پر بھی تشویش کے آثار نظر آتے رہے۔

پھر دفعتاً ایک آدمی نے دس کا ایک نوٹ گڈی سے نکال کر اسے بیچ سے پھاڑ دیا اور ایک ٹکڑا طشتری میں رکھتا ہوا بولا۔ ”دس کے نصف پانچ ہوئے.... اور یہ تمہاری ٹپ....!“ اس نے دوسرے ٹکڑے سے ایک باریک سی دھجی نکال کر طشتری میں ڈال دی۔ ویٹر سلام کر کے برتن سمیٹ لے گیا۔

پھر روشی نے ایک عورت کو دیکھا جو الٹے جوتے پہننے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ تھوڑی دیر جھک مارتی رہی پھر دونوں جوتے اٹھا کر میز پر رکھ دیئے۔

”سکڑ گئے ہوں گے۔!“ ساتھی انتہائی سنجیدگی سے بولا۔ ”موسم بھی تو کتنا واہیات جا رہا ہے۔!“

”پھر کیا میں یہاں سے ننگے پیر جاؤں گی۔!“ عورت روہانسی ہو کر بولی۔

”نہیں.... ٹھہرو میں کوشش کرتا ہوں۔!“ مرد نے کہا اور فرش پر بیٹھ کر اسے جوتا پہنانے لگا۔

روشی نے دیکھا کہ وہ بھی الٹا ہی جوتا ٹھونسنے کی کوشش کر رہا تھا۔

”تمہارے پیر ہی بے ڈھنگے ہیں۔!“ آخر اس نے تھک ہار کر کہا۔

”کچھ دیر پہلے تو نہیں تھے۔!“ عورت بولی۔ ”کچھ نہیں یہاں اس شہر میں بڑا فراڈ ہو رہا ہے۔ پتہ نہیں کس قسم کے چمڑے کے جوتے بنائے جا رہے ہیں جو پیروں سے اترتے ہی سکڑ جاتے ہیں۔!“

روشی کا دل چاہا کہ وہ ان کی گفتگو میں دخل دے بیٹھے۔ لیکن پھر وہ خاموش ہی رہ گئی۔ احمقوں کے درمیان عقل مندی کا مظاہرہ بھی اس کی دانست میں حماقت ہی ہوتا۔

اس کا ساتھی خاموش بیٹھا تھا اور اس کی توجہ کسی کی طرف بھی نہیں تھی۔ دفعتاً روشی کو صدر دروازے میں ایک آدمی دکھائی دیا اور وہ اپنے ساتھی کی طرف جھک کر بولی۔ ”دیکھئے.... یہی صاحب تھے جنہوں نے بس اسٹاپ پر آپ کے چپتیں رسید کی تھیں۔!“

”اوہ.... شاکر صاحب.... یہ تو بہت پرانے ممبر ہیں۔!“ بوڑھا مسکرا کر بولا۔ ”میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ کلب کا کوئی پرانا ممبر ہی ہو گا۔!“

”کیا آپ کو اب بھی ان پر غصہ نہیں آیا....؟“

”جی نہیں قطعی نہیں.... میں آپ کو کیسے سمجھاؤں کہ غصہ صرف عقلمندوں کو آتا ہے۔ پہلے میں بھی عقل مند تھا۔ مگر اب آہستہ آہستہ بے وقوف ہوتا جا رہا ہوں۔!“

”مگر.... مقصد ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔!“

”مقصد آہستہ آہستہ سمجھ میں آتا ہے۔ ویسے ہمارا تو یہی خیال ہے کہ ہم کوئی خاص مقصد نہیں رکھتے۔ مقاصد کے چکر میں بھی صرف عقلمند ہی پڑتے ہیں۔!“

دفعتاً اس عورت نے جھلا کر اپنے دونوں جوتے ایک طرف اچھال دیئے۔ ان میں سے ایک تو کسی کی پلیٹ میں گرا اور دوسرا ایک شریف آدمی کے سر پر۔

مگر خلاف توقع ہال کی فضا پُر سکون ہی رہی۔ قہقہے سکون ہی کی تو علامت ہوتے ہیں۔ وہ لوگ بے تحاشا ہنس رہے تھے۔ ان میں وہ دونوں بھی شامل تھے جن کی جوتوں نے کسی نہ کسی طرح تواضع کی تھی۔

روشی کا ساتھی بھی ہنس رہا تھا۔ مگر روشی خاموش تھی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ لوگ ہیں کیسے؟ اگر یہی واقعہ کسی دوسری جگہ ظہور پذیر ہوا ہوتا تو وہاں خون کی ندیاں بہہ گئی ہوتیں۔

”آپ کو ہنسی نہیں آئی۔!“ اس کے ساتھی نے حیرت سے کہا۔

”میں صرف متحیر ہوں....!“

”آپ عقل مند ہیں نا.... عقل مندوں کو ہنسی کی باتوں پر غصہ آتا ہے اور غصہ دلانے والی باتوں پر وہ قہقہے لگاتے ہیں۔ ہم میں اور آپ میں بڑا فرق ہے۔!“

”میرا خیال ہے کہ اگر میں یہاں کچھ دیر اور ٹھہری تو پاگل ہو جاؤں گی۔!“

”پہلے پہل میں نے بھی یہی محسوس کیا تھا۔ مگر اب یہاں قدم رکھتے ہی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے جنت میں آ گیا ہوں۔!“

”احمقوں کی جنت....!“ روشی مسکرائی۔

”حقیقتاً یہ ہماری جنت ہے۔!“ ساتھی نے جواب دیا۔

اچانک روشی نے ان سبھوں کو کھڑے ہوتے دیکھا۔ اس کا ساتھی بھی کھڑا ہو گیا۔ مجبوراً روشی کو بھی اٹھنا پڑا اور پھر اسے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ وہ لوگ اس گدھے سوار کے لئے احتراماً اٹھے تھے جو اسے دروازے پر ملا تھا۔

”تشریف.... رکھئے.... تشریف رکھئے۔ وہ ہاتھ ہلا ہلا کر کہتا رہا۔ اس کا گدھا میزوں کے درمیان سے گزرتا ہوا کاؤنٹر کی طرف جا رہا تھا۔!“

وہ سب بیٹھ گئے.... روشی گدھے سوار کو توجہ اور دلچسپی سے دیکھتی رہی۔ وہ کاؤنٹر کے

قریب جا کر رک گیا اور بارٹنڈر نے کسی قسم کے مشروب کا ایک گلاس اسے پیش کیا۔ وہ گدھے پر بیٹھے بیٹھے ہی اسے پینے لگا۔

ایک ویٹر اس کے گدھے کو بسکٹ کھلا رہا تھا۔

"یہ کون صاحب ہیں....!" روشی نے بوڑھے سے پوچھا۔

"ہماری انجمن کے صدر....!"

"روشی بے اختیار ہنس پڑی....!" پھر بولی۔ "کیا یہ سارا وقت گدھے کی پشت پر گزارتے ہیں۔!"

"جی ہاں.... مگر یہ محض امتیازی حیثیت برقرار رکھنے کے لئے ہوتا ہے۔ صدر اور عام ممبروں میں کچھ فرق تو ہونا ہی چاہیئے۔!"

روشی پھر ہنس پڑی اور دیر تک ہنستی رہی۔ بوڑھے نے کہا۔ "یہ بات آپ کو مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے۔!"

"نہیں.... میں تو مسرت کا اظہار کر رہی تھی۔ تو یہ نیچے اترتے ہی نہیں۔!"

"نہیں.... یہاں سے جاتے وقت وہ گدھے سے اتر آتے ہیں۔ گدھا یہیں رہتا ہے۔!"

گدھا پھر میزوں کی طرف مڑا.... جناب صدر گلاس ختم کر چکے تھے اور اب ان کے ہونٹوں میں ایک سگریٹ دبا ہوا تھا۔

"حضرات....!" انہوں نے میزوں کے درمیان گدھا روک کر کہا۔

"احمق برادری کا ایک رکن دیوالہ ہو گیا ہے۔ اس کیلئے فوری طور پر دس ہزار کی ضرورت ہے۔!"

اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔ روشی نے دیکھا کہ لوگوں کی جیبوں سے پرس نکلنے لگے ہیں۔ کچھ اپنی چیک بکوں کے اوراق الٹ رہے تھے۔

ایک ویٹر گدھے کے قریب ایک خالی کشتی لئے کھڑا تھا۔

دیکھتے ہی کشتی میں نوٹوں اور چیکوں کے لئے ڈھیر لگ گئے۔

روشی کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔ دوسری طرف ویٹر جناب صدر کے حکم سے کشتی میں آئی ہوئی رقومات کا شمار کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے آہستہ سے کچھ کہا جسے سننے کے لئے جناب صدر جھکے اور پھر سیدھے ہوتے ہوئے انہوں نے بلند آواز میں کہا۔ "خواتین حضرات یہ پندرہ ہزار ہیں۔ خیر پانچ ہزار انجمن کے خزانے میں داخل کر دیئے جائیں گے۔!"

روشی نے محسوس کیا جیسے ان لوگوں نے اس کا نوٹس ہی نہ لیا ہو۔ اب وہ پہلے ہی کی طرح تفریحات میں مشغول ہو گئے تھے۔

"مجھے بڑی حیرت ہے....!" روشی نے آہستہ سے دہرایا۔

"کس بات پر....!"

"اتنی ذرا سی دیر میں پندرہ ہزار اکٹھے ہو گئے اور کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ کلب کا دیوالہ ممبر کون ہے جس کے لئے اتنی بڑی رقم درکار ہے۔ پانچ ہزار زیادہ آ گئے تو انجمن کے خزانے میں داخل کئے جا رہے ہیں۔ لیکن میں کسی کے چہرے پر بھی احتجاج کے آثار نہیں دیکھتی۔!"

بوڑھا ہنسنے لگا۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "آپ عقل مند ہیں اس لئے آپ کو اس پر حیرت ہے۔ ہم احمق اتنی عقل کہاں سے لائیں۔ ہم تو اتنا جانتے ہیں۔ ہماری برادری کے ایک فرد پر مصیبت پڑی ہے۔ اس لئے ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیئے۔ جناب صدر کا خیال ہے کہ بقیہ پانچ ہزار انجمن کے فنڈ میں جمع کر دیئے جائیں۔ لہٰذا ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ وہ صدر ہیں اس لئے ہم سے زیادہ احمق ہوں گے۔ وہ کبھی کوئی غلط کام نہیں کر سکتے۔!"

یہ انجمن روشی کے لئے دنیا کا آٹھواں عجوبہ ثابت ہو رہی تھی۔

بوڑھے نے کہا۔ "یہاں اکثر عقل مند لوگ آتے ہیں۔ لیکن کچھ دنوں بعد وہ ہم سے استدعا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی بیوقوف بنا دو....!"

"میں خود بھی یہی سوچ رہی تھی کہ میں بے وقوف بن سکوں گی یا نہیں۔!"

"دارالحمق" کے دروازے ہر ایک کے لئے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔!"

"کیا میں آسانی سے ممبر بن سکوں گی۔!"

"آسانی سے تو نہیں.... پہلے آپ کو یہاں کچھ دنوں تک بطور مہمان آنا پڑے گا۔ پھر جب آپ ہر پہلو سے انجمن کا جائزہ لے چکیں گی تب....!"

"آخر یہ کیوں....؟" روشی نے بے صبری کا مظاہرہ کر کے اسے جملہ بھی پورا نہ کرنے دیا۔

"تاکہ بعد میں آپ کو اپنے فیصلے پر پچھتانا نہ پڑے۔ ہو سکتا ہے آج آپ ممبر بن جائیں لیکن کل آپ کو افسوس ہو۔!"

"اوہ میں سمجھ گئی۔ یعنی میں جلدی نہ کروں پہلے اچھی طرح انجمن کو سمجھ لوں۔!"

”جی ہاں.... یہی بات ہے۔!“

روشی انواع واقسام کی حماقتیں دیکھ دیکھ کر محظوظ ہوتی رہی۔ جناب صدر اب بھی گدھے ہی پر براجمان تھے۔ اکثر وہ ایک میز سے دوسری میز کی طرف گدھا ہانک کر لے جاتے اور اس طرح وہ مختلف آدمیوں سے گفتگو کرتے پھر رہے تھے۔!

روشی کچھ دیر بعد بولی۔ ”آپ نے کہا تھا کہ کوئی صاحب تقریر بھی کریں گے۔!“

”ہاں..... ہو تو گئی تقریر.....!“

”کہاں....؟“

”جناب صدر نے ابھی تقریر ہی کی تھی۔!“

”یہ تقریر تھی۔!“ روشی نے حیرت سے کہا۔

”بھئی دیکھئے ہم احمق لوگ بہت زیادہ باتیں نہیں بناتے.... یہ تو عقل مندوں ہی کا کام ہے کہ اگر چندہ بھی مانگنا ہو تو زمین و آسمان کے قلابے ملا کر رکھ دیں۔!“

”میرے خدا.... آپ سب فلسفی ہیں....!“ روشی نے کہا۔ ”سب فلسفی.... یہ بات آہستہ آہستہ سمجھ میں آتی ہے۔!“

”یک بیک بوڑھا فکر مند نظر آنے لگا۔ روشی نے اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔ ”آپ کچھ فکر مند سے نظر آنے لگے ہیں۔!“

”ہاں.... میں سوچ رہا ہوں کہ آپ خدانخواستہ ممبر بن گئیں تو ہم سب تباہ ہو جائیں گے۔!“

”کیوں....؟“

”آپ ہمیں سچ مچ فلسفی بنانے کی کوشش شروع کر دیں گی اور ہماری اتنے دنوں کی محنت برباد ہو جائے گی۔!“

”اوہ آپ تو عقل مندوں کے سے انداز میں گفتگو کرنے لگے۔!“

”میں ابھی حال ہی میں ممبر بنا ہوں۔!“

روشی کچھ دیر اور وہاں ٹھہری پھر بوڑھے سے اجازت طلب کر کے اٹھ گئی اور چلتے وقت یونہی شرارتاً اس نے جناب صدر کے گدھے کو جھک کر سلام کیا اور جناب صدر نے ہاتھ اٹھا کر اسے دعا دی۔ ”خدا تمہیں خرنشین کرے۔!“

روشی باہر آئی.... یہ انجمن اس کے ذہن پر بُری طرح چھا گئی تھی۔ وہ جتنا بھی اس کے متعلق غور کرتی اتنی ہی گہرائیاں اس تنظیم میں نظر آتیں حالانکہ ابھی اسے اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم تھا مگر بعض حالات کی بنا پر وہ قیاس تو کر ہی سکتی تھی۔

◆

روشی تقریباً آٹھ بجے فلیٹ میں پہنچی۔ اسے توقع نہیں تھی کہ وہاں احمقوں کے شہنشاہ سے بھی ملاقات ہو سکے گی۔ مگر عمران موجود ملا۔ شاید تین ماہ بعد فلیٹ میں اس کی شکل دکھائی دی تھی۔ روشی نے وینٹی بیگ میز پر ڈال دیا اور کوٹ اتارنے لگی۔

”کیوں تم کہاں تھے۔!“ اس نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔ جو سر جھکائے بیٹھا ناخنوں سے میز کا پالش کھرچ رہا تھا۔

”آج سے اٹھائیس سال پہلے ماں کے پیٹ میں تھا۔!“ عمران نے سر اٹھا کر کہا۔ ”البتہ اس سے پہلے کا ہوش نہیں ہے۔!“

”اگر تم میری وجہ سے یہاں رہنا پسند نہیں کرتے ہو تو میں کہیں اور انتظام کر لوں۔!“

”یہ تو بڑا اچھا خیال ہے۔!“ عمران نے آہستہ سے راز دارانہ لہجے میں کہا۔ ”وہیں میرا بھی انتظام کر لینا۔ کیونکہ میں اب سلیمان کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔ یہ کمبخت مجھ سے بھی فراڈ کرنے لگا ہے۔!“

”کیوں.... وہ کیا کرتا ہے اس سے زیادہ شریف اور ایمان دار ملازم آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔!“

”تم خواہ مخواہ اس کی طرف داری کر کے مجھے غصہ نہ دلاؤ....!“ عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔ ”اس کمبخت کی وجہ سے میری عقل چوپٹ ہو گئی۔!“

”کیوں....!“

”ہزار بار کہا مردود سے کہ مجھے مونگ کی دال نہ کھلایا کر.... لیکن نہیں مانتا۔ عقل چوپٹ کر کے رکھ دی۔ پرسوں.... پتہ نہیں کیا لایا تھا۔ وہ پتلی چپاتیوں کی شکل کا.... مگر وہ چپاتی کی طرح ڈھیلا ڈھالا نہیں تھا اور دانتوں کے نیچے کڑکڑاتا تھا۔ اور جھاپڑ.... جھاپڑ....!“

”پاپڑ.... جناب....!“ سلیمان نے تصحیح کی.... جو دروازے میں کھڑا ان کی گفتگو سن رہا تھا۔

"پاپڑ کے بچے....!" عمران مٹھیاں بھینچ کر کھڑا ہو گیا۔ "مجھے آج معلوم ہوا کہ وہ مونگ کی دال سے بنائے جاتے ہیں۔!"

"مونگ ہی کے تو اچھے ہوتے ہیں۔!" سلیمان بولا۔

"روشی....!" عمران دھاڑا۔ "اسے ہٹا لے جاؤ میرے سامنے سے.... ورنہ میں اس کے خاندان بھر کو قتل کر دوں گا۔!"

"ختم کرو....!" روشی نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "کہیں میں یہی برتاؤ تمہارے ساتھ نہ کروں۔!"

"کیا میں نے تمہیں مونگ کے پاپڑ کھلائے ہیں۔!" عمران الٹ پڑا۔

"آپ کچھ بھول رہے ہیں صاحب....!" سلیمان نے کہا۔

"کیا بھول رہا ہوں....!"

"آج آپ کی خاموشی کا دن ہے.... پچھلے پانچ سال سے آپ منگل کے دن خاموش رہتے آئے ہیں۔!"

"اوہ.... ہپ....!" عمران نے ہونٹ پر ہونٹ جمالئے۔

"سنو....!" روشی بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "میں آج تم سے زیادہ احمق آدمیوں سے ملکر آرہی ہوں۔!"

اور پھر وہ بیان کر چلی۔ عمران خاموشی سے سنتا رہا۔ لیکن جب وہ اس کے خاموش ہو جانے پر بھی کچھ نہ بولا تو روشی کے جوش و خروش پر پانی پڑ گیا۔ وہ سمجھی تھی کہ شاید عمران اس کے متعلق کچھ اور بھی معلوم کرنا چاہے گا۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو....!"

"بلیک زیرو.... سر....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا خبر ہے....؟"

"وہ تین آدمی ہیں جناب.... اور ڈپٹی سیکریٹری کی پرسنل اسسٹنٹ مسز نعمانی ان کے ساتھ ہے۔!"

"کیا وہ اب بھی کلب میں ہی موجود ہیں۔!"

"جی نہیں.... اب وہ فگارو کے پندرھویں کیبن میں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کے ارادے نیک نہیں ہیں۔!"

"ان پر نظر رکھو.... لیکن تمہارے خیال سے وہ کس چکر میں ہیں۔!"

"انہوں نے مسز نعمانی کو بہت زیادہ پلا دی ہے۔!"

"اوہ.... اچھا تم وہیں ٹھہرو.... میں آرہا ہوں۔ لیکن اگر اس دوران میں وہ اسے کہیں اور لے جانا چاہیں تو تم میرا انتظار نہیں کرو گے۔ سمجھے۔!"

"جی ہاں....!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

"کیا قصہ ہے....!" روشی نے پوچھا۔

"چند نامعقولوں نے مسز عمران کو بہت زیادہ پلا دی ہے۔!"

"کیا مطلب....!"

"مسز عمران کا مطلب بتاؤں.... یا بہت زیادہ پلا دینے کا....!"

"تم نے شادی کب کی....!"

"بہت زیادہ پلا دینے کے لئے شادی ضروری نہیں ہے۔!"

"میں تمہارے سر پر کرسی پٹخ دوں گی۔!"

عمران کوئی جواب دیئے بغیر فلیٹ سے باہر نکل آیا۔ سڑک کے کنارے اس کی ٹو سیٹر موجود تھی۔ اس نے بڑی پھرتی سے انجن اسٹارٹ کیا اور کار فراٹے بھرنے لگی۔ وہ شہر کے ایک بڑے ہوٹل فگارو کی طرف جا رہا تھا۔ پندرہ منٹ بعد اس نے کار فگارو کے پھاٹک والے فٹ پاتھ سے ڑی۔ اسے کمپاؤنڈ میں نہیں لے گیا۔ کار سے اتر کر وہ کمپاؤنڈ میں داخل ہوا۔

ڈائننگ ہال میں پہنچ کر اس کا رخ کیبنوں کی طرف ہو گیا۔ مگر پھر پندرہویں کیبن کے سامنے ے بغیر اسے واپس ہونا پڑا کیونکہ پندرھواں کیبن خالی تھا۔ عمران بڑی لاپرواہی سے چلتا ہوا پھر گیا اسے اطمینان تھا کہ بلیک زیرو نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا ہوگا اور عنقریب اس کی طرف سے وسری اطلاع ملے گی۔ لہٰذا اب اسے جلد از جلد دانش منزل پہنچنا چاہئے۔ کیونکہ ایسے حالات ن کے ماتحت دانش منزل ہی کے فون نمبر استعمال کیا کرتے تھے یا پھر سفری ٹرانس میٹروں

کے ذریعہ ایکس ٹو سے رابطہ قائم کرتے تھے۔

عمران نے تیزی سے کمپاؤنڈ طے کی.... اور اپنی کار کی طرف بڑھا مگر دوسرے ہی لمحہ میں اسے رک جانا پڑا کیونکہ بلیک زیرو اس کی کار سے پشت ٹکائے کھڑا آنکھیں مل رہا تھا۔ یہ ایک صحت مند اور توانا جوان تھا۔ قد متوسط تھا اور اعضاء مضبوط تھے۔ وہ عمران کے قریب پہنچ جانے کے بعد بھی اسی طرح آنکھیں ملتا رہا۔

"او.... وو.... کیا ہوا ہے.... تمہیں۔!" عمران اس کا شانہ جھنجھوڑ کر بولا۔

بلیک زیرو بے ساختہ اچھل پڑا.... اور پھر فوجیوں کے سے انداز میں سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"جناب مجھے بے حد افسوس ہے۔!" اس نے کپکپاتی ہوئی سی آواز میں کہا۔ "تعاقب جاری نہ رہ سکا۔!"

"کیوں....؟" عمران کا لہجہ بہت سرد تھا۔

"وہ شاید اس سے واقف ہو گئے تھے کہ ان کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔!"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ واقف ہو گئے تھے۔!"

"میرے سر کے پچھلے حصے پر ایک دوسرا سر نمودار ہو گیا ہے۔!"

وہ آگے کی طرف جھک کر اپنا سر ٹٹولتا ہوا بولا۔ عمران نے اس کے سر میں ورم محسوس کیا۔

"یہ کیسے ہوا....!" اس نے پوچھا۔

"وہ صدر دروازے سے نکل کر کمپاؤنڈ میں نہیں آئے تھے.... بلکہ انہوں نے بغلی درا منتخب کیا تھا جو اس گلی میں کھلتا ہے۔!" بلیک زیرو نے ایک قریبی گلی کی طرف اشارہ کرتے ہو کہا۔ "مسز نعمانی ہوش میں نہیں تھی۔ دو آدمیوں نے اسے سہارا دے رکھا تھا اور تیسرا ان پیچھے تھا۔ جب وہ دروازے سے نکل گئے تو میں بھی آگے بڑھا۔ گلی کچھ نیم تاریک سی رہتی دو چار قدم ہی چلا ہوں گا کہ کسی نے پشت سے سر پر کوئی وزنی چیز ماری اور میں وہیں ڈھیر ہو بس پھر ابھی ہوش آیا ہے۔!"

"اوہ....!" عمران تشویش کن انداز میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"میں نے بہت احتیاط برتی تھی جناب....!" بلیک زیرو نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"پرواہ مت کرو.... کیا ان تینوں میں وہ آدمی بھی تھا جس کے اوپری ہونٹ میں

شگاف ہے۔!"

"جی ہاں.... تھا....!"

"چلو.... بیٹھ جاؤ....!" عمران نے کہا اور دوسری طرف کی کھڑکی کھول کر اسٹیئرنگ سنبھالتا ہوا بولا۔ "میں تمہیں مسز نعمانی کے مکان کے سامنے اتار کر آگے بڑھ جاؤں گا اور بیس منٹ تک اگلے موڑ پر تمہارا انتظار کروں گا۔ تمہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ گھر پہنچی یا نہیں۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

کار چل پڑی.... ان دونوں نے راستہ خاموشی سے طے کیا اور دس منٹ بعد عمران نے گاڑی روک دی۔ بلیک زیرو اتر گیا اور گاڑی پھر چل پڑی۔

اگلے موڑ پر عمران نے اسے سڑک سے اتار کر انجن بند کر دیا۔

یہاں سے مسز نعمانی کے مکان کا فاصلہ زیادہ سے زیادہ دو فرلانگ رہا ہوگا۔

عمران گاڑی ہی میں بیٹھا رہا۔ اب وہ احمقوں کی انجمن کے متعلق سوچ رہا تھا۔ روشی سے ملی ہوئی اطلاعات غلط نہیں ہو سکتی تھیں۔ کیونکہ عمران کو اس انجمن کے وجود کا علم پہلے ہی سے تھا۔ لیکن وہ دور ہی سے اس کے متعلق معلومات فراہم کرنا چاہتا تھا۔ بذات خود اس نے "دار الحمق" جانے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔

بلیک زیرو پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر واپس آ گیا.... اور آتے ہی اس نے کھڑکی پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "گھر تاریک پڑا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اندر کوئی بھی نہیں ہے۔!"

"اچھا بس....!" عمران نے کچھ دیر بعد کہا.... "تمہارا کام ختم ہو گیا۔!"

پھر اس نے مشین اسٹارٹ کی.... اور گاڑی سڑک پر لے آیا۔

"سنو....!" عمران نے گاڑی پھر روک کر کہا۔ لیکن انجن نہیں بند کیا بلیک زیرو تیزی سے آگے بڑھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمارا تعاقب فگارو کے قریب ہی سے شروع ہو گیا تھا۔!" عمران نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں....!" بلیک زیرو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں.... آں.... دیکھو.... تم ادھر سے پریڈ گراؤنڈ ہوتے ہوئے پیدل واپس جاؤ.... میں

تعاقب کرنے والوں کو دیکھ لوں گا۔!"

بلیک زیرو نے سڑک کے بائیں جانب والے نشیب میں چھلانگ لگائی اور تاریکی میں غائب ہو گیا۔

شہر کا یہ حصہ اس وقت سنسان پڑا تھا۔ دراصل یہ شہری آبادی سے دور تھا۔ یہاں چند چھوٹی موٹی کوٹھیاں تھیں اور ایک ٹی بی سینے ٹوریم.... چمڑا رنگنے کا ایک کارخانہ بھی تھا اور اس کے بعد پھر کوئی عمارت نہیں ملتی تھی۔ بائیں جانب چار فرلانگ لمبی پریڈ گراؤنڈ تھی اور پریڈ گراؤنڈ کے دوسرے سرے پر شہری آبادی کا کچھ حصہ تھا۔

عمران کی کار پھر فراٹے بھرنے لگی۔ اس کا خیال غلط نہیں تھا کہ اس دوران میں اس کا تعاقب ہوتا رہا تھا۔ جیسے ہی اس کی کار آگے بڑھی تقریباً ایک فرلانگ پیچھے کسی کار کی ہیڈ لائیٹس روشن ہو کر متحرک نظر آنے لگیں۔ دوسری کار کی رفتار بھی خاصی تیز تھی۔ عمران نے اس کی روشنی عقب نما آئینے میں دیکھی اور بائیں ہاتھ سے جیب میں چیونگم کا پیکٹ ٹٹولنے لگا۔

"شائیں....!" دفعتاً ایک گولی ہڈ کے کینواس کو پھاڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔ پھر دوسری.... پھر تیسری.... اور عمران نے اپنی گاڑی بائیں جانب والے نشیب میں اتار کر روک دی۔ پھر انجن بند کئے بغیر چپ چاپ نیچے اتر گیا۔ ویسے روشنیاں ضرور گل کر دی گئی تھیں۔

وہ بڑی تیزی سے سڑک کی طرف دوڑ رہا تھا۔ قبل اس کے کہ پچھلی کار وہاں پہنچتی عمران نے زمین پر لیٹ کر پوزیشن لے لی۔ ٹوسیٹر کے قریب سے گزرتے وقت نامعلوم آدمیوں نے اس پر تین فائر پھر گئے.... لیکن کار وہاں رکے بغیر آگے بڑھتی چلی گئی۔

دفعتاً عمران کے ریوالور سے شعلہ نکلا اور ایک زور دار دھماکے کے ساتھ وہ کار لنگڑانے لگی۔ پھر رک گئی اور تین سائے اس میں سے اچھل کر بھاگے۔ لیکن عمران نے بالکل لنگوروں کے سے انداز میں چار جستیں لگائیں اور ان کے سروں پر پہنچ گیا۔ ان میں سے ایک نے ٹھوکر کھائی مگر زمین پر گرنے سے پہلے ہی عمران کی گرفت میں آ گیا۔ یہ اور بات ہے کہ گرفت میں آنے والے کی سریلی سی چیخ سن کر اس کی کھوپڑی رقص کرنے لگی ہو۔

وہ کوئی عورت تھی۔ عمران کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور پھر وہ نکل ہی گئی ہوتی لیکن اتفاق سے دوبارہ اس کی کلائی عمران کے ہاتھ میں آ گئی۔

اس کے دونوں ساتھیوں کا کہیں پتہ نہ تھا۔ ان کے بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز بھی اب نہیں آرہی تھیں۔

"چھوڑ مجھے.... خبیث....!" عورت ہسٹریائی انداز میں چیخی۔

"خبیث چھوڑنے کے لئے نہیں پکڑتا....!" عمران آہستہ سے بولا۔ "اگر اب تم چیخیں تو اس خبیث کی ایک ہی گولی تمہیں ابدی نیند سلا دے گی۔!"

عورت خاموش ہو گئی اور عمران اسے اپنی گاڑی کی طرف کھینچنے لگا۔

"مجھے چھوڑ دو.... خدا کے لئے چھوڑ دو....!" عورت نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں مسز نعمانی تم بہت زیادہ نشے میں ہو۔ اگر میں نے چھوڑ دیا تو تم منہ کے بل زمین پر گرو گی اور پھر تمہارا یہ حسین چہرہ کسی کو دکھانے کے قابل نہ رہ جائے گا۔!"

"تم کون ہو....!"

"منی بائی کا طبلچی.... بس تم چپ چاپ چلی آؤ.... ورنہ مجھے ڈر ہے کہ یہیں تا دھن دھنانہ شروع ہو جائے۔!"

عمران نے ٹوسیٹر کا دروازہ کھول کر اسے اندر دھکیل دیا۔

⁂

جولیانا فٹنر واٹر ٹیبل لیمپ بجھانے ہی والی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی اس نے ریسیور اٹھا کر جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "ہیلو....!"

"ایکس ٹو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"لیس سر....!" جولیا بوکھلا گئی وہ سمجھی تھی شاید تنویر نے ٹھنڈی آہیں بھرنے کے لئے اسے فون کیا ہے۔

"دیکھو.... ریڈ کراس روڈ پر سینے ٹوریم کے قریب ایک کار کھڑی ہوئی ہے۔ اس کا ایک ٹائر پھٹ گیا ہے۔ معلوم کرو کہ وہ کس کی کار ہے۔ اس کے لئے تم تنویر خاور اور صفدر سے مدد لے سکتی ہو۔ بلکہ تم صرف انہیں اس کی اطلاع دے دو۔ وہ اس کا نمبر نوٹ کریں۔ اسٹیئرنگ وغیرہ پر انگلیوں کے نشانات تلاش کر سکیں تو بہتر ہے۔ تم مت جانا.... اور انہیں یہ بھی سمجھا دینا کہ احتیاط برتیں کیونکہ غفلت کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مجھے ان کی کھوپڑیوں کے سوراخ گننے پڑیں۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

"شب بخیر۔۔۔۔!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا جولیا کی پیشانی پر تفکر کا گہرا غبار چھا گیا تھا۔ اس نے خاور کے نمبر ڈائیل کر کے ایکس ٹو کا پیغام پہنچایا۔ پھر صفدر کو بھی اطلاع دی۔ اس کا دل نہیں چاہتا تھا کہ تنویر سے رابطہ قائم کرے مگر حکم حاکم مرگِ مفاجات مجبوراً اسے اس کے نمبر ڈائیل کرنے پڑے۔ ایکس ٹو کا پیغام سنتے ہی تنویر نے کہا۔ "خدا غارت کرے اس آدمی کو بھی چین نہیں ہے۔! جولیا سنو۔۔۔۔ کیا تم کبھی اس پر سنجیدگی سے غور نہیں کرو گی۔۔۔۔ کیوں ٹھکرا رہی ہو مجھے۔!"

"میں تمہاری کوئی بات نہیں سن رہی۔"

"اچھی بات ہے اب میں لکھ بھیجا کروں گا۔!"

جولیا نے مزید بکواس سے بچنے کے لئے سلسلہ منقطع کر دیا۔ تنویر اس کی جان کو آگیا تھا مگر جتنا زیادہ وہ عشق جتاتا اس کی نفرت بڑھتی جاتی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کونسی ایسی تدبیر اختیار کرے کہ اسے تنویر کی بکواس نہ سننی پڑے۔

وہ آرام کرسی پر دراز ہو کر ایکس ٹو کے متعلق سوچنے لگی۔ کیا وہ بھی اسے تنویر کی بکواس سے نہیں بچا سکے گا۔ اس نے اکثر سوچا تھا۔ ایکس ٹو سے اس کی شکایت کرے لیکن پھر نہ جانے کیوں ہمت نہیں پڑی۔ آخر وہ اس سے کہتی بھی کیا۔ کس طرح کہتی۔۔۔۔ بہرحال وہ عورت تھی۔

یہ سودا اب اس کے سر سے نکل چکا تھا کہ عمران ہی ایکس ٹو ہے۔ کیونکہ ادھر کئی بار اس نے عمران کی موجودگی میں فون پر ایکس ٹو کی آواز سنی تھی اور خود عمران تک ایکس ٹو کے پیغامات پہنچائے تھے اور یہ حقیقت ہے کہ عمران کے ایکس ٹو ثابت نہ ہونے پر اسے بے حد افسوس ہوا تھا۔ شکرال سے واپسی پر عمران نے اسے یہ باور کرانے کی کوشش شروع کر دی تھی کہ وہ ایکس ٹو نہیں ہے۔ لہٰذا وہ جب بھی اپنے ماتحتوں میں موجود ہوتا کسی نہ کسی کے لئے فون پر ایکس ٹو کا پیغام ضرور موصول ہوتا۔ یہ دراصل عمران کے پراسرار ماتحت بلیک زیرو کی آواز ہوتی جسے اس نے خاص طور پر ایکس ٹو کی طرح بولنے کی مشق کرائی تھی۔ اس طرح وہ اپنے بقیہ ماتحتوں کے شبہات رفع کرنے میں کامیاب ہوا تھا ورنہ شکرال میں قیام کے دوران ان سبھوں کو قریب قریب یقین ہی ہو گیا تھا کہ ایکس ٹو عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

یہ سب کچھ تھا۔۔۔۔ لیکن جولیا نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت نہیں گوارا کی تھی کہ جس طرح عمران کی بے نیازی پر غصہ آتا ہے ممکن ہے اسی طرح تنویر بھی اس پر جھنجھلاتا ہو۔

وہ عمران سے قریب ہونے کی کوشش کرتی اور عمران اس سے دور بھاگتا اس بُری طرح اس کی عشقیہ بوکھلاہٹوں کا مضحکہ اڑاتا کہ بعض اوقات وہ اس پر دانت بھی پیستی اور اس کی آنکھوں میں آنسو بھی تیرنے لگتے۔ یوں عمران کہتا کہ اس وقت وہ اخباری زبان کے مطابق "غم و غصہ کی تصویر بن کر رہ گئی ہے۔ اس پر وہ اور زیادہ چراغ پا ہوتی۔ لیکن قہرِ درویش بر جانِ درویش۔!

◆

عمران دانش منزل کے ساؤنڈ پروف کمرے میں ٹہل رہا تھا اور سامنے ایک خوش شکل عورت آرام کرسی پر نیم دراز تھی۔ اس کی عمر تیس سال سے زیادہ نہ ہو گی۔ متناسب الاعضاء ہونے کی بناء پر اس کی دلکشی میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا۔

دفعتاً عمران نے رک کر کہا۔ "مجھے اچھی طرح علم ہے کہ تم گونگی نہیں ہو ویسے یہ اور بات ہے کہ میری کار میں سوراخ کرنے والے ریوالور گونگے ہی رہے ہوں۔ کیونکہ میں نے ان وقت فائر کی آواز نہیں سنی تھی۔ جب سنسناتی ہوئی گولیوں اور میرے سر کے درمیان صرف آٹھ انچ کا فاصلہ تھا۔!"

"خدا کے لئے مجھے جانے دو۔۔۔۔!" عورت نے گلوگیر آواز میں کہا۔

"یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب تم مجھے سارے حالات سے آگاہ کر دو۔!"

"کیسے حالات۔۔۔۔!" عورت یک بیک بھڑ گئی۔ "میں اپنے چند دوستوں کے ہمراہ بغرض تفریح نکلی تھی۔ تم نے فائر کر کے ہماری کار کا ایک ٹائر پھاڑ دیا۔۔۔۔ اور پھر میرے دوستوں کو زدوکوب کرنے کے بعد مجھے زبردستی یہاں اٹھا لائے۔!"

"خوب۔۔۔ کیا تمہیں توقع ہے کہ تم کسی عدالت میں پیش ہو سکو گی۔!" عمران نے مسکرا کر کہا۔

"تم کون ہو۔۔۔۔!" مسز نعمانی نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں تمہیں یہاں اس لئے نہیں لایا کہ تمہارے سوالات کے جواب دوں گا۔ تم یہ بتاؤ کہ تم نے نگارو میں شرابیوں کی ایکٹنگ کیوں شروع کی تھی۔!"

"اگر اس سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تو میری وہ حرکت غیر قانونی نہیں کہی جا سکتی۔!"

"تم قانون کی بات نہ نکالو.... میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے یہ ڈھونگ کیوں رچا رکھا تھا۔!"

"میں اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتی۔!"

"اچھی بات ہے.... تمہیں یہیں اسی عمارت میں مرنا پڑے گا۔ میں جانتا ہوں کہ تم محکمہ خارجہ کے ایک ڈپٹی سیکریٹری کی اسسٹنٹ ہو.... اور اب محکمے کو اطلاع دیئے بغیر تم غائب ہو جاؤ گی اس طرح تمہاری ملازمت بھی جائے گی اور تم مجرم بھی قرار دی جاؤ گی۔!"

"آخر یہ سب کیوں ہوگا.... سنو تو سہی.... ٹھہرو....!"

عمران نے کوئی جواب دیئے بغیر دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔ خودکار دروازہ بند ہو کر مقفل ہو چکا تھا۔

عمران دوسرے کمرے میں آیا اور یہاں سے فون پر بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کیے۔

"ہیلو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"تم گھر پہنچ گئے ہو....!"

"یس سر....!"

"کوئی خاص بات....!"

"نہیں جناب.... میرا خیال تھا ممکن ہے میرا بھی تعاقب کیا جا رہا ہو۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اس بار ایسا نہیں ہوا۔!"

"ٹھیک.... اچھا سنو ان لوگوں کو علم تھا کہ تم ان کی نگرانی کرتے رہے ہو۔ آج انہوں نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ تم تنہا ہو یا تمہارے ساتھ کچھ اور آدمی بھی ہیں یہ ڈرامہ اسٹیج کیا تھا۔ مسز نعمانی قطعی نشے میں نہیں تھی بلکہ میرا خیال ہے کہ شاید ایک گھونٹ بھی اس کے حلق سے نہ اترا ہو۔ بہر حال وہ تمہیں بے ہوش کر کے وہیں کہیں چھپے رہے۔ غالبًا وہ آج تمہارا تعاقب کرنا چاہتے تھے۔"

"اوہ....!" بلیک زیرو بڑبڑایا۔ "تو مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی جناب۔ میں وہاں آپ کی گاڑی کھڑی دیکھ کر اس کے قریب رک گیا تھا۔ اگر اس کا شبہ بھی ہو گیا ہوتا تو آپ سے دور ہی رہنے کی کوشش کرتا۔!"

"پرواہ مت کرو..!" عمران نے کہا۔ "ہاں... اب تم ان کی نظروں میں آنے سے احتراز کرنا۔!"

"اس کام پر لیفٹیننٹ صدیقی کو مامور کردو....!"

"بہت بہتر جناب.... مگر کیا میک اپ سے کام نہیں چل سکتا۔!"

"نہیں.... تمہیں دوسرے کام بھی انجام دینے ہیں اور وہ کام پھر بتائے جائیں گے۔ فی الحال تم آرام کرو....!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے اپنے ٹیلی فون کے نمبر ڈائیل کیے۔

"روشی.... روشی....!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ مگر دوسری طرف سے روشی کی بجائے سلیمان کی آواز آئی۔

"ابے تو روشی ہے۔!" عمران دھاڑا۔

"وہ سونے کے لئے چلی گئی ہیں جناب....!"

"جگا دے.... فوراً....!"

کچھ دیر بعد دوسری طرف سے روشی کی بھرائی ہوئی سی آواز آئی۔

"کیا بات ہے.... تم سے خدا سمجھے میں سو گئی تھی۔!"

"اوہ.... روشی ڈیئر.... بہت ضروری بات ہے۔!"

"مگر تم مجھ سے بحث نہیں کرو گی۔!"

"بکو بھی.... مجھے نیند آ رہی ہے۔!"

"میں نے تمہارے لئے ایک بہترین اوز آرام دہ فلیٹ کا انتظام کر لیا ہے اور تمہیں اسی وقت وہاں منتقل ہونا ہے۔ مگر ٹھہرو.... تم نے اس بوڑھے احمق کو اپنا پتہ تو نہیں بتایا تھا۔!"

"نہیں.... کیوں....؟"

"میں بہت عرصہ سے اس انجمن کے چکر میں ہوں اور اتفاق سے اب ایک بہترین موقع ہاتھ آگیا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھی صاف صاف کہو....!"

"وہ تمہیں انجمن کا ممبر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تم ممبر بن جاؤ۔!"

"اوہ.... مگر اس کی کیا ضرورت ہے.... کیا وہ کوئی جرم کر رہے ہیں۔!"

"تمہارا خیال صحیح بھی ہو سکتا ہے۔ مجھے ان لوگوں پر شبہ ہے۔!"

"کس قسم کا شبہ....!"

"روشی ڈیئر وقت نہ برباد کرو.... میز کی نچلی دراز میں کچھ چابیاں ہیں ان میں ایک ایسی بھی ہے جس میں سرخ رنگ کا حلقہ پڑا ہوا ہے۔ اسے نکال کر اپنے سامان سمیت آٹھویں شاہراہ کی کریم بلڈنگ میں چلی جاؤ۔ فلیٹ نمبر گیارہ میں تمہارا قیام ہوگا۔ وہ چابی اسی کی ہے اور کل شام کو تمہارا "دارالحمق" پہنچنا بہت ضروری ہے۔!"

"لیکن میں دوسرے فلیٹ میں کیوں جاؤں....!"

"محض اس لئے کہ تمہارا مجھ سے کوئی تعلق ظاہر نہ ہو سکے۔!"

"میں سمجھ گئی.... اچھا.... اس فلیٹ میں کتنے کمرے ہیں۔!"

"تین .... بہت شاندار فلیٹ ہے۔ تم دیکھ کر خوش ہو جاؤ گی اور پاس پڑوس والے تمہیں شہزادی سمجھیں گے کیونکہ اس عمارت میں اس کے علاوہ اور کوئی فلیٹ اتنا شاندار نہیں ہے۔!"

"تم مجھے بیوقوف تو نہیں بنا رہے۔!"

"نہیں ڈیئر.... اگر یہ بات غلط ثابت ہو تو مجھے گولی مار دینا۔ اب دیر نہ کرو۔ اس فلیٹ میں فون بھی ہے۔ میں تمہیں اپنے کچھ پرائیویٹ نمبر بھی بتاؤں گا جن کے ذریعہ تم مجھ سے ہر وقت گفتگو کر سکو گی اور اب میں بھی کچھ دنوں تک اپنے فلیٹ کا رخ نہیں کروں گا۔!"

"اوہ.... تو کیا یہ کوئی بہت زیادہ اہم مسئلہ ہے۔!"

"ہاں ڈیئر.... اہم ترین.... بس اب تم وقت نہ برباد کرو۔ ایک گھنٹے بعد میں تمہیں وہیں فون کروں گا۔!"

"اچھا....!" روشی نے ایک طویل سانس لے کر کہا اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

* * *

دوسرے دن عمران اور صفدر سڑکیں ناپ رہے تھے۔ وہ پیدل ہی چل رہے تھے اور ان کے چہروں پر گھنی ڈاڑھیاں تھیں۔ لباس مزدوروں کا سا تھا۔ دونوں نے تقریباً پندرہ منٹ سے ایک دوسرے سے گفتگو نہیں کی تھی اور پیدل چلتے ہوئے تو تقریباً آدھ گھنٹہ ہو چکا تھا۔

بندرگاہ کے علاقہ میں وہ آئل اسٹیشن کے قریب رک گئے۔ یہاں اندرون ملک کے تیل کے چشموں سے پائپ لائنوں کے ذریعے تیل لایا جاتا تھا اور یہ واحد آئل اسٹیشن تھا جہاں سے ملکی تیل کی تقسیم ہوتی تھی۔

وہ دونوں فٹ پاتھ پر بیٹھ گئے۔ یہاں وہ تنہا نہیں تھے۔ فٹ پاتھ پر خاصی بھیڑ تھی اور یہ سب گودی کے مزدور تھے۔ جو خوانچہ فروشوں اور گشتی چائے والوں کے گرد بھیڑ لگائے ہوئے تھے۔ کچھ دیر بعد ایک مزدور ان کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ شائد عمران نے اسے اشارے سے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

"کیا خبر ہے۔!" عمران نے آہستہ سے پوچھا۔

"آج کمی نہیں ہوئی۔!" مزدور نے جواب دیا۔ "پورے چار ہزار گیلن کی اطلاع تھی۔ وہ سب پہنچ گیا۔!"

"کل.... کیا رہا تھا۔!"

"چار ہزار گیلن کی اطلاع تھی.... لیکن صرف ڈیڑھ ہزار گیلن یہاں تک پہنچا۔!"

"تب تو یہ پائپ لائن کی خرابی نہیں کہی جاسکتی۔!" عمران نے آہستہ سے کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ اب تک مجموعی طور پر پچیس ہزار گیلن تیل غائب ہو چکا ہے۔!"

"تم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہو کہ پچیس ہزار گیلن کی کمی ہے۔!"

"میں سنی سنائی بات نہیں کر رہا....!" مزدور نے جواب دیا.... "میں نے ریکارڈ دیکھا ہے۔!"

"اوہ.... تب تو تم بڑی ہوشیاری سے کام کر رہے ہو۔!"

"میرا نام چوہان ہے۔!" مزدور نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "اور آپ کیا فرماتے پھر رہے ہیں عمران صاحب۔!"

"کچھ نہیں.... میں تم بھیڑوں کی رکھوالی کا کتا ہوں....؟"

"لیکن یہ چکر کیا ہے۔!"

"چکر کے متعلق ایکس ٹو سے پوچھنا۔!" عمران نے جواب دیا۔ "اب تم جاؤ.... اس وقت مگر یہاں سے نہیں ہٹو گے جب تک کہ ایکس ٹو کی طرف سے تمہیں کوئی اطلاع نہ ملے۔!"

"آخر تم خواہ مخواہ میرے ہی پیچھے پڑ گئے ہو۔ کیا اس کام کے لئے دوسرے نہیں تھے۔ ارے

میرے کپڑوں سے اتنی بدبو آ رہی ہے کہ خدا کی پناہ....!“

”بھئی.... یہ ایکس ٹو کا انتخاب ہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔!“

”تو اب اور کیا دیکھنا ہے۔!“

”بہت کچھ.... تمہیں کسی ایسے آدمی کی تلاش ہونی چاہئے جو اس کمی کا سبب جانتا ہو۔!“

”عقل کے ناخن لو۔ عمران صاحب ایسا آدمی وہاں ملے گا جہاں سے تیل آتا ہے یا یہاں۔!“

”یہاں بھی مل سکتا ہے۔ جس منطق کو تم فکر کا ذریعہ بناتے ہو اسے دوسرے شاید قبول کرنے پر تیار نہ ہوں اور دوسروں کا طرز فکر تمہارے سوچنے کے انداز سے مختلف ہو سکتا ہے۔ اس لئے ایسے معاملات میں منطق کو دخل دینا.... حماقت ہی ہے۔!“

”اچھی بات ہے....!“ چوہان نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ پھر وہ اٹھا اور ایک طرف چلا گیا۔ عمران نے اسے ایک گلی میں مڑتے دیکھا اور صفدر سے بولا۔ ”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر یہ لوگ کام سے جان کیوں چراتے ہیں۔!“

”آج کل اسے بھی جولیا سے کچھ کچھ عشق ہو چلا ہے۔!“ صفدر نے ہنس کر کہا۔

”اگر ایکس ٹو اس عورت کو اسٹاف سے الگ کر دیتا تو بہتر تھا۔!“ عمران بڑبڑایا۔

”مگر عمران صاحب.... وہ تو آپ کے لئے پاگل ہو رہی ہے۔!“

”اس کا بڑا احسان ہے کہ وہ میرے لئے پاگل ہو رہی ہے۔!“ عمران مایوسانہ لہجے میں بولا۔ ”کاش میں دولت مند ہوتا اور اس کے لئے ایک عظیم الشان پاگل خانہ تعمیر کرا سکتا۔ پاگل خانہ تاج محل کے نمونے کا جسے آئندہ نسلیں دیکھتیں اور عش عش کرتیں.... دور دور سے لوگ عش عش کرنے کے لئے یہاں آتے۔!“

صفدر ہنسنے لگا۔ عمران اٹھ گیا تھا۔ وہ دونوں پھر ایک طرف چل پڑے۔

”آخر تیل کا کیا قصہ ہے۔!“ صفدر نے پوچھا۔

”تیل کا قصہ تیل والے جانیں۔ میں تو صابون بیچتا ہوں۔!“

”آہا.... تو آپ کو بھی علم نہیں ہے۔!“

”ایکس.... ایکس ٹو کا طریق کار یہی ہے کہ اس کے ماتحتوں کو پورے واقعہ کا علم ہرگز نہیں ہونے پاتا۔!“

”لیکن میرا خیال ہے کہ آپ سے کوئی نکتہ پوشیدہ نہیں رہتا۔!“

”ایک نکتہ.... آج تک مجھ سے بھی پوشیدہ ہی رہا ہے۔!“

”کیا....!“

”یہی کہ ایکس ٹو کسی عورت کی اولاد ہے یا بکری کی.... بالکل بکریوں کی طرح بولتا ہے۔!“

صفدر ہنسنے لگا پھر بولا۔ ”میرا خیال ہے کہ فون پر وہ اپنی آواز بگاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔!“

”خدا جانے....!“ عمران نے لاپرواہی سے کہا اور ایک گندی سی گلی میں گھس پڑا۔

یہاں بھانت بھانت کی بدبوئیں گونج رہی تھیں۔ صفدر نے ناک بند کر لی۔

”ہائیں.... یہ کیا اناڑی پن....!“ عمران نے اسے ٹوکا۔ ”یہ نہ بھولو کہ اس وقت تم اس طبقے کے ایک فرد کے بھیس میں موجود ہو جو انہیں بدبوؤں میں جنم لیتا ہے اور انہیں میں مر جاتا ہے۔ ہاتھ ہٹاؤ۔!“

”مجھے قے ہو جائے گی۔!“ صفدر گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا۔

”پرواہ مت کرو.... ہو جانے دو....!“ عمران نے سخت لہجہ میں کہا اور صفدر کی روح تک لرز اٹھی کیونکہ اس لہجے میں اسے شکرال والے عمران کی جھلکیاں محسوس ہوئی تھیں۔ دوسرے ہی لمحہ میں قطعی غیر ارادی طور پر اس کا ہاتھ ناک پر سے ہٹ گیا۔

”وہ پچھلی رات کار کا کیا قصہ تھا۔!“ عمران نے پوچھا۔

”جولیا نے اطلاع دی تھی کہ ریڈ کراس پر ایک ایسی کار کھڑی ہوئی ہے جس کا ایک پہیہ بے کار ہو گیا ہے۔ کار کا نمبر نوٹ کرنا تھا۔ میں اور تنویر وہاں پہنچے لیکن ہمیں کوئی ایسی کار نہیں مل سکی۔!“

عمران نے اس پر رائے زنی نہیں کی۔ صفدر بھی خاموش ہی رہا حقیقت تو یہ تھی کہ وہ گفتگو کے لئے ہونٹ کھولنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے منہ کھلنے پر یہ ساری بدبوئیں اس کے حلق کے نیچے اتر جائیں گی۔

خدا خدا کر کے گلی ختم ہوئی اور وہ ایک کشادہ سڑک پر آ نکلے.... کچھ دور چل کر عمران رک گیا۔

”اب میں ایکس ٹو کے حکم کے مطابق تمہیں ایک کام سونپتا ہوں۔!“

”ضرور.... ضرور....!“

”تمہیں اس فٹ پاتھ پر ان مزدوروں کے ساتھ سونا پڑے گا۔!“

"میرے خدا....!" صفدر اپنا سر سہلانے لگا۔ لیکن عمران اس کی طرف دھیان دیئے بغیر بولا۔ "اودھر دیکھو.... کیا تم ان مزدوروں میں اپنے کسی ساتھی کو پہچان سکتے ہو۔!"

صفدر نے فٹ پاتھ پر نظر آنے والے بے شمار مزدوروں پر نظر ڈالی.... ان میں بوٹ پالش کرنے والے معماروں کے معاون بڑھئی اور بوجھ اٹھانے والے.... ہر طرح کے مزدور تھے۔

"اوہ....!" صفدر نے تھوڑی دیر بعد آہستہ سے کہا۔ "میں نے پہچان لیا۔ وہ سرخ قمیض والا یقینی طور پر لیفٹیننٹ صدیقی ہے۔!"

"گڈ.... تمہاری اسی صلاحیت کی بناء پر ایکس ٹو تم سے اہم ترین کام لینا چاہتا ہے۔ بہر حال اب ایکس ٹو نہیں چاہتا کہ تمہاری موجودگی میں صدیقی یہ کام انجام دے۔ تم خود دیکھ رہے ہو کہ اس کا میک اپ کتنا ناقص ہے.... تم نے اسے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا۔!"

"اچھی بات ہے....!" صفدر نے اپنی تعریف پر خوش ہو کر کہا۔ "مگر کام کیا ہے۔!"

عمران دوسری طرف والی عمارت کی جانب اشارہ کر کے بولا۔ "یہاں ایک ایسا آدمی رہتا ہے جس کے اوپری ہونٹ پر بائیں جانب خفیف سا شگاف ہے۔ تمہیں اس پر نظر رکھنی ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ یہاں کس قسم کے آدمی آتے ہیں۔!"

"اطلاع دینے کی کیا صورت ہو گی۔!"

"وقتاً فوقتاً جولیا کو فون کرتے رہنا اور اسی سے تمہیں ہدایات بھی ملیں گی۔!"

"آخر ایکس ٹو نے ایک عورت کو ہمارا انچارج کیوں بنا رکھا ہے۔!" صفدر بولا۔

"یہ اسی سے پوچھنا.... اچھا میں چلا۔!" عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

❖

عمران مسز نعمانی کو ہر طرح ڈراتا دھمکاتا رہا۔ لیکن اس سے کچھ بھی نہ معلوم ہو سکا۔ وہ کسی قیمت پر بھی یہ بتانے پر تیار نہیں تھی کہ ان مشتبہ آدمیوں سے اس کے تعلقات کس قسم کے تھے۔ اگر وہ مرد ہوتی تو عمران اس پر تشدد بھی کر گزرتا۔ مگر وہ عورت تھی اور اس کا تعلق محکمۂ خارجہ سے تھا اور محکمۂ خارجہ سے تعلق ہونے کی بناء پر عمران کو تشویش ہوئی تھی۔ اگر وہ اس آدمی کے ساتھ نہ دیکھی جاتی جس کے اوپری ہونٹ پر خفیف سا شگاف تھا تو شاید عمران اس کی طرف دھیان دینے کی بھی ضرورت نہ محسوس کرتا۔ اس آدمی پر عرصہ سے عمران کی نظر تھی

اور وہ اسے کوئی غیر ملکی جاسوس سمجھتا تھا۔ وہ کافی دیر تک اس مسئلے پر غور کرتا رہا کہ مسز نعمانی کی زبان کسی طرح کھلوائی جائے .... آخر کار اس نے اس سے کہا۔ "تم ایک عرضی لکھو کہ تمہیں تین دن کی رخصت دی جائے۔!"

"میں نہیں لکھوں گی۔!" اس نے چڑچڑے پن کا مظاہرہ کیا۔

"ملازمت سے برطرف کر دی جاؤ گی۔!"

"مجھے پرواہ نہیں ہے۔!"

"پھر سوچ لو.... تمہارا اس طرح غائب ہو جانا ایک مجرمانہ فعل ہو گا۔ کیونکہ ان دنوں تم محکمے کے لئے ایک اہم کام انجام دے رہی تھیں اور اس کے کاغذات تمہاری ہی تحویل میں ہیں۔!"

"تم کیا جانو....!" مسز نعمانی یک بیک چونک پڑی۔

"میں کیا نہیں جانتا.... کیا تم اپنی پچھلی زندگی کے متعلق بھی کچھ سننا چاہتی ہو.... میرا خیال ہے کہ اگر مسٹر نعمانی کو تمہاری پچھلی زندگی کے کچھ حالات معلوم ہو جائیں تو وہ تمہیں طلاق بھی دے سکتے ہیں۔!"

"نہیں....!" دفعتاً مسز نعمانی کے چہرے پر زردی نظر آنے لگی۔

"میں غلط نہیں کہہ رہا۔ تم خود بھی اسے سمجھتی ہو۔!"

"تم آخر ہو کون....؟"

"کالا چور.... لیکن تم سے صرف اتنا ہی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تینوں کون تھے اور تم انہیں کب سے جانتی ہو۔ جان پہچان کیسے ہوئی تھی۔!"

"آخر کیوں پوچھنا چاہتے ہو۔!"

"اب میں اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں کروں گا۔!" عمران نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ "میں جا رہا ہوں اور تقریباً ایک ہفتے بعد میری واپسی ہو گی.... یہ بھی سن لو کہ اس کمرے کے مہمانوں کے لئے صرف قیام کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ طعام کا نہیں۔ اس لئے سوچتا ہوں کہ ایک ہفتہ بعد تم کس حالت میں ملو گی.... اچھا ٹاٹا.... مجھے یہ سب کچھ قطعی نہ سوچنا چاہئے۔!"

عمران جانے کے لئے اٹھا۔

"ٹھہرو....!" مسز نعمانی کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

”چلو ٹھہر گیا....!“

”میں احمقوں کی انجمن کی ممبر ہوں....!“ وہ آہستہ سے بولی۔

”ابھی تک تو تم اسی کا ثبوت دیتی رہی ہو۔!“ عمران نے اپنے لہجے میں بے یقینی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”پھر جب تمہیں یقین ہی نہ آئے تو بتانے سے کیا فائدہ....!“ مسز نعمانی ناخوش گوار لہجے میں بولی۔

”تم کہتی جاؤ.... دنیا میں بس اسی ایک انجمن کی کمی تھی۔ وہ یہاں کے لوگوں نے پوری کردی۔!“

”میں پتہ بتا سکتی ہوں پہلے تم تصدیق کرلو.... پھر میں بتاؤں گی۔ جن لوگوں کو اس کا علم نہیں ہے وہ مشکل ہی سے یقین کریں گے۔!“

”میں یقین کروں یا نہ کروں.... تم جو کچھ کہنا چاہتی ہو کہو! تمہارے بیان کی تصدیق کے لئے میرے پاس ذرائع موجود ہیں۔!“

”وہ بے پرواہ اور کھلنڈرے آدمیوں کی انجمن ہے۔ جو زبردستی احمق بن کر زندگی کو ایک نئے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کررہے ہیں۔ وہ شرم اور بے شرمی میں فرق نہیں کرتے۔ عزت اور ذلت دونوں ہی ان کے لئے بے معنی الفاظ ہیں۔ نہ انہیں غصہ آتا ہے اور نہ وہ غم کو پاس بھٹکنے دیتے ہیں۔ نئے ممبروں کو ان چیزوں کا عادی بنانے کے لئے انہیں بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ پچھلی رات ہم شرم اور بے شرمی کا فرق مٹا رہے تھے۔!“

”کیا مطلب....!“

”انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ شرابیوں کی ایکٹنگ شروع کردوں۔ مجھے اس کے تصور سے ہی گھن معلوم ہوئی۔ لیکن پھر کلب کے قوانین کے مطابق مجھے ان کے کہنے پر عمل کرنا ہی پڑا۔ مجھے بڑی شرم معلوم ہورہی تھی اس لئے میں نے شرابیوں کی طرح لڑکھڑا کر چلتے وقت آنکھیں بند کرلی تھیں۔!“

وہ بُری طرح جھینپ رہی تھی اور اس طرح رک رک کر بیان کررہی تھی جیسے اسے یادداشت پر زور دینا پڑ رہا ہو.... وہ کچھ دیر خاموش رہی پھر بولی۔ ”اب سوچتی ہوں کہ اگر وہ

آزمائش ہی تھی تو وہ دونوں بھاگ کیوں گئے۔!“

”کیسی آزمائش....!“ عمران نے پوچھا۔

”ہم ہوٹل سے نکل کر ایک گاڑی میں بیٹھے۔!“

”مگر گاڑی میں تو دو ہی آدمی تھے۔!“

”ہاں.... صدر صاحب اس وقت ہمارے ساتھ نہیں تھے۔!“

”صدر صاحب....!“

”ہاں.... انجمن کے صدر.... وہ دارالاحمق میں گدھے پر سوار رہتے ہیں۔!“

”یہ دارلاحمق کیا بلا ہے۔!“

”اس عمارت کا نام جہاں ہمارے اجتماعات ہوتے ہیں۔ اسے تم ایک قسم کا کلب سمجھ سکتے ہو۔!“

”کیا صدر وہی تھا جس کے اوپری ہونٹ پر شگاف سا ہے۔!“

”ہاں.... وہی.... وہ اس وقت کار میں موجود نہیں تھے۔ جب تمہاری گاڑی پر انہوں نے فائر کئے تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ تم بھی انجمن کے ایک نئے ممبر ہو۔ لہٰذا وہ تم پر نقلی پستول سے فائر کرکے دیکھیں گے کہ تمہیں غصہ آتا ہے یا نہیں۔!“

”اوہ....!“ عمران نے آنکھیں پھاڑ کر ہونٹ سکوڑ لئے اور پھر کچھ سوچتا ہوا سر ہلانے لگا۔

”لیکن.... اگر یہ محض آزمائش تھی تو وہ بھاگے کیوں....؟ اور شاید آپ انجمن کے ممبر بھی نہیں ہیں۔!“

”میری گاڑی کے مڈ میں تین سوراخ ہیں۔!“

”پھر میں کیا کروں.... مجھے تو کچھ بھی علم نہیں ہے کہ ایسا کیوں ہوا....؟“

عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ ”تم تین دن کی رخصت کیلئے ایک عرضی لکھ دو۔!“

”کیوں....؟ نہیں اب میں کسی کی باتوں میں آکر کچھ نہیں کرسکتی۔!“

”خیر.... مجھے امید ہے کہ یہ کمرہ تمہارے لئے زیادہ تکلیف دہ ثابت نہ ہوگا۔!“

”خدا کے لئے مجھے جانے دو....!“ مسز نعمانی گھگھیائی۔

”اس وقت تک تمہیں یہاں مقیم رہنا پڑے گا جب تک کہ مجھ پر حملہ کرنے والے ہاتھ نہ آجائیں۔!“

"میرا اس حملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔!"

"نہ ہو....!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔ "مگر اس کار سے ضرور تعلق تھا جس سے فائر کئے گئے تھے۔!"

"میرے خدا.... میں کس مصیبت میں پھنس گئی۔!" اس نے روہانسی آواز میں کہا۔

"انجمن تک تمہاری رسائی کیسے ہوئی تھی۔!" عمران نے پوچھا۔

"اوہ.... کاش وہ واقعہ پیش نہ آیا ہوتا.... یا میں وہاں موجود نہ ہوتی۔!"

"وہ خاموش ہو گئی اور عمران جواب طلب نظروں سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر حماقت کے آثار نہیں تھے۔

"ایک ماہ گزرا....!" وہ کچھ دیر بعد ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "میں جہانگیر پارک میں ایک لیڈر کی تقریر سننے گئی تھی۔ چونکہ مجھے دیر ہو گئی تھی اس لئے بہت پیچھے کھڑے رہنا پڑا۔ میرے قریب ہی ایک فیشن ایبل معمر آدمی بھی موجود تھا۔ تقریر کے دوران میں نے اسے کئی بار کراہتے سنا۔ پھر وجہ معلوم ہوئی تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ہمارے پیچھے کھڑے ہوئے آدمیوں کے درمیان ایک نوجوان عورت موجود تھی جو بار بار اس کا کان پکڑ کر اس زور سے کھینچتی تھی کہ بوڑھے کا پورا جسم ہل جاتا تھا.... لیکن وہ صرف کراہتا اور سسکیاں لیتا رہا۔ ایک بار بھی عورت کی طرف نہیں مڑا.... کچھ دیر بعد مجھے اس عورت پر غصہ آنے لگا جو اس شریف آدمی کو خواہ مخواہ بھرے مجمع میں ذلیل کر رہی تھی۔ بوڑھا دبی زبان سے کچھ بڑبڑاتا بھی جارہا تھا مجھے چین نہ پڑا اور میں نے بوڑھے سے کہا کہ میں نے اس عورت کو دیکھ لیا ہے جو اس کا کان کھینچ رہی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھ سکتا۔ کیونکہ لوگ اور زیادہ ہنسیں گے۔ جن لوگوں نے اس عورت کی حرکت دیکھ لی تھی وہ بُری طرح ہنس رہے تھے۔!"

مسز نعمانی سانس لینے کے لئے رک گئی اور پھر اس کے بعد کی داستان روشی کے بیان سے مختلف نہیں تھی۔ وہ بالکل روشی ہی کی طرح "دارالحمق" میں جا پہنچی تھی۔ اس کے بیان کے مطابق وہ بوڑھا بھی احمقوں کی انجمن کا ایک نیا ممبر تھا اور ایک پرانی ممبر اس کے صبر و ضبط کا امتحان لے رہی تھی۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر عمران نے کہا۔ "تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم فی الحال یہاں قیام

کرو۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ احمق تمہارے سلسلے میں کوئی عقل مندی کر بیٹھیں۔!"

"کیا....؟"

"وہ تمہیں قتل بھی کر سکتے ہیں۔!" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں....!" وہ خوف زدہ آواز میں بولی۔

"ہاں.... ورنہ تمہیں زندہ رکھنے کی صورت میں عام لوگوں کو اس کا بھی علم ہو سکتا ہے کہ احمق اکثر راہگیروں پر گولیاں بھی چلا بیٹھتے ہیں۔!"

مسز نعمانی اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی پھر بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "آخر ن لوگوں نے آپ پر فائر کیوں کئے تھے۔!"

تم خود بتاؤ.... ایسا کیوں ہوا ہوگا۔!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا اور اس نے پلکیں جھکالیں.... پھر آہستہ سے بولی۔ "میں کیا جانوں.... لیکن قرین قیاس ہے کہ آپ کوئی سرکاری جاسوس ہوں.... اور احمقوں کی انجمن مجرموں کا کوئی گروہ....!"

"تو پھر میں.... بتایئے.... میں کیا کروں.... اگر وہ مجرم ہیں تو انہوں نے مجھے اپنے جال میں پھانسنے کی کوشش کیوں کی تھی۔"

"ابھی تک مجھے ان کی ذات سے مالی نقصان بھی نہیں پہنچا۔!"

"ممکن ہے کہ وہ کسی دوسری طرح سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہوں۔!"

"کیا مطلب....!" وہ عمران کو گھورنے لگی۔

"کیا تم اپنے محکمے کی خبریں ان تک نہیں پہنچا سکتیں۔!"

"ہرگز نہیں.... ان لوگوں نے آج تک مجھ سے یہ بھی نہیں پوچھا کہ میرا ذریعہ معاش کیا ہے۔ میں کہاں رہتی ہوں اور میرے دوسرے مشاغل کیا ہیں۔!"

"خیر کچھ بھی ہو.... تم فی الحال وہی کرو جو میں کہوں۔ اسی پر تمہارے مستقبل کا انحصار ہو سکتا ہے۔!"

مسز نعمانی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے چہرے پر ذہنی انتشار صاف پڑھا جا سکتا تھا۔

* * *

دوسری صبح شہر کے اخبارات میں ایک سنسنی خیز خبر دیکھی گئی اور یہ خبر مسز نعمانی کے متعلق تھی۔ اس کی پراسرار گمشدگی پر محکمہ خارجہ نے تشویش ظاہر کی تھی اور اس کی طرف سے

اعلان کیا گیا تھا کہ مسز نعمانی کا نشان بتانے والے کو پانچ ہزار روپے بطور انعام دیئے جائیں گے۔ بعض نے یہ بھی لکھا تھا کہ اس کی تحویل میں بعض اہم کاغذات بھی تھے جو ابھی تک ڈپٹی سیکریٹری کو نہیں مل سکے۔ ان اخبارات نے خیال ظاہر کیا تھا کہ ممکن ہے وہ کاغذات ہی اس کی گمشدگی کا باعث بنے ہوں۔

یہ تمام خبریں عمران ہی کی ایماء پر شائع ہوئی تھیں۔ اس نے رات دانش منزل ہی کے ایک کمرے میں بسر کی تھی۔ صبح ہی صبح اس نے جولیانافٹنر واٹر کو فون کیا وہ دراصل یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اسے صفدر کی طرف سے کوئی پیغام ملا یا نہیں۔

”جی نہیں....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ”یہ تیل کا کیا قصہ ہے جناب۔!“

”اندرون ملک سے جو تیل آئل اسٹیشن کے لئے بھیجا جاتا ہے اس کی پوری مقدار شاذونادر ہی پہنچتی ہے۔!“

”کبھی پوری مقدار میں بھی پہنچ جاتا ہے۔!“ جولیا نے پوچھا۔

”شاذونادر کا یہی مطلب ہوتا ہے جولیا۔!“

”اوہ.... معاف کیجئے گا۔ میں ابھی سو کر اٹھی ہوں جناب دماغ ٹھیک نہیں ہے۔ تب پھر یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ پائپ لائن میں کوئی خرابی واقع ہو گئی ہو۔!“

”تمہارا خیال درست ہے۔!“

”پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے۔!“

”ہو سکتا ہے آئل فیلڈ ہی میں کوئی شرارت ہو رہی ہو۔ ایسا ممکن ہے تم دیکھ ہی رہی ہو کہ آج کی دنیا دو مختلف کیمپوں میں بٹ گئی ہے۔ ایک کیمپ کے جاسوس دوسرے کیمپ میں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اس کی جڑیں کھوکھلی کر سکیں۔ ہمارے تیل کا مسئلہ بھی مخالف کیمپ کے جاسوسوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرا سکتا ہے۔ دراصل ان دنوں ہم ایک معاہدے کے تحت اپنا تیل ایک دوست ملک کو دے رہے ہیں۔ اب تم خود سوچو کہ معاملات کیا ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ مخالف کیمپ کے جاسوس اس میں حارج ہونے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں گے۔!“

”جی ہاں.... میں نے بھی یہی سوچا تھا.... تو پھر کیا ہم اپنی تمام تر توجہ آئل فیلڈ کی طرف۔!“

”نہیں.... اس کی ضرورت نہیں ہے۔!“ عمران نے اسے جملہ پورا نہیں کرنے دیا۔ ”محکمۂ سراغ رسانی کے بہترین دماغ وہاں چھان بین کر رہے ہیں.... اور اپنا بھی ایک آدمی ان میں موجود ہے۔!“

”کون....؟“

”سارجنٹ نعمانی.... وہ بڑی خوش اسلوبی سے اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ ابھی تک اس نے جو اطلاعات بہم پہنچائی ہیں اُن سے میرے نظریئے کی تائید ہوتی ہے۔ وہاں کچھ مشتبہ لوگ موجود ہیں۔!“

”تب پھر یہاں آئیل اسٹیشن پر بھی ہوں گے۔!“

”ہو سکتے ہیں۔!“ عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ اسے صفدر کے متعلق تشویش ہو گئی تھی۔ کہیں وہ کسی حادثہ کا شکار نہ ہو گیا ہو کیونکہ وہ لوگ جن کی نگرانی پر اسے مقرر کیا گیا تھا بہت چالاک تھے۔ ان کی چالاکی کا جیتا جاگتا ثبوت خود عمران کی گاڑی کا ہڈ تھا جس میں اب بھی تین سوراخ موجود تھے۔

اس نے دانش منزل سے نکل کر ایک ٹیکسی لی اور اسی طرف روانہ ہو گیا۔ جہاں پچھلے دن صفدر کو چھوڑا تھا اس کے ذہن میں بیک وقت کئی مسائل ایک دوسرے سے الجھ رہے تھے۔ روشی کی داستان مسز نعمانی کی داستان.... اور اس آدمی کی شخصیت جس کے اوپری ہونٹ پر خفیف سا شگاف تھا۔

وہ کوئی معمولی آدمی نہیں تھا۔ لہٰذا اس کے خلاف کافی ثبوت مہیا کئے بغیر عمران کوئی کارروائی نہیں کر سکتا تھا۔ شہر میں اس کے کئی چھوٹے موٹے کارخانے تھے اور اعلیٰ حکام تک اس کی پہنچ تھی۔ دعوتوں اور پارٹیوں پر بے تحاشہ پیسے لٹاتا تھا۔ اکثر تقریبات میں سربراہ مملکت تک کو مدعو کر دیتا تھا۔ مگر احمقوں کی انجمن کا خرنشین صدر ہونا عمران کے لئے حیرت انگیز ضرور تھا۔ آخر اس انجمن کا مقصد کیا تھا؟

اس نے منزل مقصود سے کافی فاصلے پر ٹیکسی چھوڑ دی اور پیدل ہی چل پڑا۔

عمارت کے سامنے والے فٹ پاتھ پر اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن صفدر کہیں نہ دکھائی دیا۔ ویسے یہاں اس وقت بھی بہتیرے مزدور موجود تھے۔ عمران کی تشویش بڑھ گئی مگر وہ

اس کے متعلق کسی سے پوچھ گچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوٹھی کے پھاٹک پر لگی ہوئی نیم پلیٹ اسے منہ چڑا رہی ہو۔ نیم پلیٹ پر "اے ایچ رنگون والا" تحریر تھا۔ اس آدمی کے متعلق مشہور تھا کہ وہ دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں برما سے بھاگ کر آیا تھا اور پھر یہاں بھی آہستہ آہستہ اس کا کاروبار پھیلتا گیا تھا۔ جب آیا تھا کپڑے تھے اور جیبیں خالی۔ مگر پھر حیرت انگیز طور پر وہ مالدار ہوتا گیا۔ کروڑوں کا کاروبار چھوڑ کر بھاگ آیا تھا۔ لیکن خوش قسمتی برابر اس کا تعاقب کرتی رہی تھی۔ وہ صرف تھوڑے دنوں تک کنگال رہا اور اس کے بعد پھر دولت نے اس کا گھر دیکھ لیا۔

عمران کھڑا سوچتا رہا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ مگر پندرہ منٹ گزر جانے کے بعد بھی وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ سوال تو یہ تھا کہ وہ صفدر کو تلاش کہاں کرتا۔

ان حالات کے پیش نظر وہ یا تو کسی جنجال میں پھنس گیا تھا یا پھر اس شہر ہی میں نہیں تھا اور نہ ایکس ٹو کے عام احکامات کے مطابق اسے ہر تیسرے گھنٹے پر جولیانا فٹنر واٹر کو رپورٹ دینی چاہئے تھی۔

سارا دن اس نے صفدر کی تلاش میں گزار دیا.... اپنے ماتحتوں کو بھی ہدایت دی کہ وہ صفدر کو تلاش کریں.... لیکن نو بجے رات تک اسے امید افزا پورٹس نہیں ملیں.... پھر جولیا کا فون آیا۔

"جولیا اسپیکنگ سر....!" وہ کہہ رہی تھی۔ "نعمانی آپ سے رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کے پاس صفدر کے متعلق کوئی رپورٹ ہے۔!"

"صفدر کے متعلق رپورٹ..!" عمران نے حیرت سے دہرایا۔ "نعمانی تو آئل فیلڈ میں ہے۔!"

"جی ہاں.... آپ نے مجھے بتایا تھا.... نعمانی نے وہاں کے ریلوے اسٹیشن سے ٹرنک کال کی تھی۔ آپ سے آج کئی بار اس نے ٹرانس میٹر پر گفتگو کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اسے جواب نہیں ملا۔ اس لئے اسے مجبوراً مجھے ٹرنک کال کرنی پڑی.... تاکہ میں اس کا پیغام آپ تک پہنچا سکوں۔!"

"اوہ بہت اچھا شکریہ....!" عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا اور ساؤنڈ پروف کمرے میں آیا۔

مسز نعمانی اب بھی یہیں تھی اور بے خبر پڑی سو رہی تھی۔ اس کے ذل غپاڑے سے بچنے کے لئے عمران نے اسے مورفیا کا انجکشن دیا تھا۔

یہاں آکر اس نے ایک مخصوص قسم کے ٹرانس میٹر پر سارجنٹ نعمانی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ اس ٹرانس میٹر کی آواز صرف اسی ساخت کا ٹرانس میٹر کیچ کر سکتا تھا کسی دوسرے ٹرانس میٹر پر اس کے سن لئے جانے کا احتمال نہیں تھا۔!

کچھ دیر بعد اس نے سارجنٹ نعمانی کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "میں بیمار ہو گیا ہوں جناب بدقت تمام ریلوے اسٹیشن تک پہنچ کر جولیا کو فون کر سکا تھا۔ اس وقت میرے پاس دو اہم ترین اطلاعات ہیں۔ اول تو یہ کہ آج سے چھ ماہ قبل پائپ لائن خراب ہو گئی تھی۔ جس کی درستگی کے لئے اے ایس رنگون والا نامی ایک شخص کو ٹھیکہ دیا گیا تھا اور دوسری اطلاع یہ ہے کہ آج صفدر اے ایس رنگون والا کا تعاقب کرتا ہوا یہاں پہنچا ہے۔!"

"دونوں خبریں بڑی شاندار ہیں نعمانی....!" عمران نے ایکس ٹو کی آواز میں کہا۔ "میں تم سے بے حد خوش ہوں.... ہاں تو رنگون والا اب وہاں کس سلسلے میں گیا ہے۔!"

"غالباً اب پھر اسے پائپ لائن کی درستگی کے لئے ٹھیکہ دیا جائے گا۔!"

"اوہ.... تو ان کی دانست میں یہ پائپ لائن کی خرابی ہی ہے۔!"

"جی ہاں.... چیف انجینئر کا یہی خیال ہے۔!"

"اچھا تو اب چیف انجینئر پر بھی نظر رکھو....!"

"بہت بہتر جناب....!"

"کیا پوری پائپ لائن کی کھدائی کی تجویز زیر غور ہے۔!"

"نہیں جناب.... اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ پوری پائپ لائن تین سو میل لمبی ہے۔!"

"پھر....!"

"چیف انجینئر کا خیال ہے کہ خرابی اسی حلقے میں ہو سکتی ہے جسکی مرمت چھ ماہ قبل کرائی گئی تھی۔!"

"بہت اچھے نعمانی.... تم بہت قاعدے سے کام کر رہے ہو۔ اچھا دیکھو.... میں تمہاری مدد کے لئے صفدر کو وہیں چھوڑتا ہوں۔ اس سے کہہ دو کہ وہ رنگون والا کے ساتھ واپس نہ آئے اور اور دیکھو پائپ لائن کی درستگی کے لئے کھدائی شروع ہونے سے ایک دن پہلے مجھے اطلاع دینا۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

"اوور اینڈ آل....!" عمران نے کہا اور ٹرانس میٹر بند کر دیا۔

وہ گہرے تفکر میں ڈوبا ہوا تھا۔

وہ پھر ساؤنڈ پروف کمرے سے اس کمرے میں آیا جہاں فون تھا اور روشی کے نمبر ڈائیل کئے۔

"ہیلو.... روشی.... عمران اسپیکنگ....!"

"تم مجھے بتاتے کیوں نہیں کہ یہ کیا چکر ہے۔!" روشی نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

"چکر یہ ہے کہ میں اس انجمن کو فنا کر دینا چاہتا ہوں۔!"

"کیوں....!"

"میری موجودگی میں کوئی دوسرا اس انجمن کا صدر نہیں ہو سکتا۔ مجھ سے بڑا احمق اس شہر میں اور کون ہوگا۔!"

"صدر صاحب۔!" روشی بے تحاشہ ہنس پڑی۔ پھر بولی۔ "انہوں نے تو تین ماہ کی چھٹی لے لی ہے۔ لہٰذا آج نائب صدر کی خر نشینی کا جشن منایا گیا تھا۔ مجلس عاملہ کے ارکان کا خیال ہے کہ تین ماہ گزرنے کے بعد صدر صاحب استعفے دے دیں گے کیونکہ وہ دوسروں کا حق مار کر زیادہ دنوں تک خر نشین نہیں رہنا چاہتے.... اور عمران تمہارے لئے ایک سنسنی خیز خبر بھی ہے۔!"

"کیا....!"

"میں نے اندازہ لگایا ہے کہ خواتین ممبروں میں زیادہ تر محکمۂ خارجہ سے تعلق رکھنے والیاں ہیں۔!"

"گڈ.... یہ کام کی بات بتائی ہے۔!" عمران چہک کر بولا۔

"میں نہیں سمجھی....!"

"نہ سمجھنا ہی بہتر ہے ورنہ تم اپنے رویے میں بے ساختگی نہ پیدا کر سکو گی۔ اب تم کوشش کرو کہ تمہیں جلد از جلد ممبر بنا لیا جائے۔!"

"میں کل سے ہرگز نہیں جاؤں گی۔!"

"کیوں....؟"

"اس وقت تک نہیں جاؤں گی جب تک کہ تم مجھے اس کے مقصد سے آگاہ نہ کر دو۔!"

"نہیں روشی تم ایسا نہیں کر سکتیں.... تمہیں ہر حال میں ممبر بننا پڑے گا۔!"

"تم آخر مجھے بتاتے کیوں نہیں۔!"

"میں تم سے کبھی کوئی بات نہیں چھپاتا۔ لیکن ابھی نہ پوچھو.... کھیل بگڑ جائے گا۔ بس تم انجمن اور اس کی کارگزاریوں میں دلچسپی لیتی رہو۔!"

"تم مل کب رہے ہو۔!"

"انجمن کا خاتمہ کرنے کے بعد.... مجھ سے فی الحال دور ہی دور رہو۔ روشی جن لوگوں سے سابقہ پڑا ہے زیادہ محتاط اور چالاک ہیں۔ اگر کہیں راہ میں اتفاقاً مجھ سے ملاقات بھی ہو جائے تو اجنبیوں کی طرح میرے قریب سے گزر جاؤ۔!"

"اور سنو.... آج وہاں ایک عجیب و غریب احمق بھی نظر سے گزرا میں اس کی طاقت دیکھ کر لرز گئی تھی۔ اس نے نائب صدر کی خر نشینی کے بعد انہیں گدھے سمیت اٹھا لیا تھا اور تقریباً دو منٹ تک اسی طرح اٹھائے کھڑا رہا تھا۔!"

"مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے.... اگر کوئی کام کی بات بتا سکتی ہو تو بتاؤ۔!"

"جب مجھے یہی نہیں معلوم کہ معاملے کی نوعیت کیا ہے تو میں کام کی بات کیسے بتا سکوں گی۔!"

"صدر نے تین ماہ کے لئے چھٹی کیوں لی ہے۔!"

"آہا.... یہ بھی بڑا دلچسپ قصہ ہے۔ صدر صاحب کا مطالبہ تھا کہ گدھا بدلا جائے۔ موجودہ گدھا ان کی صحت کے لئے مضر ثابت ہو رہا ہے۔ مجلس عاملہ اس پر تیار نہیں ہوئی۔ اس کے ارکان کی متفقہ رائے تھی کہ انہیں صدر اور گدھے میں فرق نہ کرنا چاہئے۔ اگر گدھا بدلا جا سکتا ہے تو صدر بھی بدلا جا سکتا ہے۔ صدر صاحب نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔ انہوں نے چھٹی لے لی تاکہ گدھا اور صدر دونوں بدل دیئے جائیں۔ لیکن نائب صدر نے ہوتے ہی اعلان کر دیا کہ گدھا نہیں بدلا جائے گا۔!"

"وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ وہ گدھا خود ان سے زیادہ معزز ہے۔ کیونکہ انجمن کے پہلے صدر کی سواری میں رہ چکا ہے۔!"

"اونہہ.... ختم کرو....!" عمران بولا۔ "یہ میرے لئے کام کی بات نہیں ہے.... اچھا ٹاٹا۔!"

اس نے ریسیور کریڈل میں ڈال دیا اور ایک طویل انگڑائی لے کر سونے کے کمرے کی طرف چلا گیا۔

* * *

دوسری صبح جولیا نافٹنر واٹر کے توسط سے لیفٹیننٹ چوہان نے اسے اطلاع دی کہ آئیل اسٹیشن کے کچھ ذمہ دار لوگ حراست میں لے لئے گئے ہیں۔ ان پر الزام ہے کہ ان کی لاپروائیوں کی بناء پر تیل ضائع ہو جاتا ہے۔ عمران نے یہ خبر سنی لیکن وہ اس کے متعلق کچھ سوچنا ہی بیکار سمجھتا تھا۔ کیونکہ اس کا نظریہ شروع ہی سے یہ رہا تھا کہ صرف آئیل فیلڈ والے اس کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔

اس دن وہ دن بھر شہر کی سڑکیں ناپتا رہا۔ یونہی بے مقصد.... شام کو جولیا نافٹنر واٹر کے فلیٹ میں جا پہنچا۔

جولیا تنہا ہی تھی۔ اس نے عمران کو دیکھتے ہی منہ پھیر لیا۔

”میں یہ کہنے آیا تھا کہ ایک تجارت میں شرکت کرلو۔ میں پیاز اور بینگن امپورٹ کرنے جارہا ہوں۔!“

”تمہیں یہاں کس نے بلایا ہے۔!“ جولیا جھلا کر مڑی۔

”تمہارے تیور سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ شامت کھینچ لائی ہے۔!“

”یہاں سے چلے جاؤ....!“

”کیوں....؟“ عمران ایک آرام کرسی میں گرتا ہوا بولا۔

”کچھ نہیں میں تم سے نہیں ملنا چاہتی۔!“

”میں کب کہتا ہوں کہ ملو.... جہاں بیٹھی ہو وہیں بیٹھی رہو۔!“

وہ اب بھی اس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔

”میں نے صبح سے چائے نہیں پی۔!“

”تو پھر میں کیا کروں۔!“ جولیا نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔ ”کیا وہ عورت روشی تمہیں ایک کپ چائے بھی نہیں دے سکتی۔!“

”وہ عورت نہیں وہ میری خالہ ہے۔!“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں فضول بکواس سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ تم یہاں سے چلے جاؤ۔!“

”میں چائے پیئے بغیر نہیں جاؤں گا خواہ کچھ ہو۔!“

جولیا اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر بیٹھ گئی۔ عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔

”کیوں؟ کیا اب تمہارے کانوں تک میری آواز نہیں پہنچے گی۔!“

جولیا کچھ نہ بولی۔ عمران یہاں اس لئے نہیں آیا تھا کہ جولیا کے ساتھ وقت برباد کرتا وہ اسے اپنے ساتھ فگارو لے جانا چاہتا تھا۔ فگارو.... جہاں مسز نعمانی نے شرابیوں کی سی ایکٹنگ کر کے بلیک زیرو کو دھوکا دیا تھا۔ عمران کو شبہ تھا کہ فگارو میں بھی ان لوگوں کا کوئی آدمی ضرور ہوگا۔ ورنہ مصنوعی شراب کیسے مہیا کی جاسکتی۔!

اسے مسز نعمانی کے بیان کی صداقت پر شبہ بھی نہیں تھا.... کیونکہ اس نے اس رات اس میں ایسے آثار نہیں پائے تھے جن کا نشے کی حالت میں پایا جانا لازمی ہوتا ہے۔!

آج اس نے ارادہ کیا تھا کہ وہ وہاں چھان بین کرے گا.... اور اس کے لئے وہ جولیا کو ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ لیکن جولیا تو ہوا پر سوار تھی۔ عمران سوچ ہی رہا تھا کہ اسے کس طرح راہ پر لائے کہ فون کی گھنٹی بجی۔

جولیا نے اٹھ کر فون کا ریسیور اٹھایا۔

”ہیلو.... یس اٹ از جولیا نافٹنر واٹر.... اوہ.... اچھا....!“ اور پھر وہ فوراً ہی سلسلہ منقطع کر کے نمبر ڈائیل کرنے لگی۔ عمران نے پہلی ہی نظر میں محسوس کرلیا کہ وہ دانش منزل کے نمبر تھے۔ اس نے دو تین بار نمبر ڈائیل کئے اور پھر تھکے ہوئے سے انداز میں ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

دانش منزل سے جواب کون دیتا، عمران تو یہیں موجود تھا۔ بہر حال اس نے جولیا کے چہرے پر بات پڑھ لی کہ اس کے پاس ایکس ٹو کے لئے کوئی اہم اطلاع ہے۔

”کیا بات ہے۔!“ اس نے آہستہ سے پوچھا۔

”تم سے مطلب....!“ جولیا جھلا کر مڑی۔

”تم آخر اتنی چڑچڑی کیوں ہو گئی ہو۔!“

”تمہیں اس سے بھی کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔!“

”ہائیں.... کیا میں وہی عمران نہیں ہوں جس سے شکرال کے راستے میں۔!“

”خاموش رہو.... میں کچھ نہیں سننا چاہتی۔ میں تمہیں اپنا مضحکہ نہیں اڑانے دوں گی۔!“

"تمہاری مرضی....!" عمران نے لاپرواہی سے اپنے شانوں کو جنبش دی اور اٹھتا ہوا بولا۔

"میں کل اسی وقت پھر آؤں گا۔!"

"آج کی چائے ادھار رہی۔!"

وہ دروازے کی طرف بڑھا اور دفعتاً جولیا کے چہرے سے ظاہر ہونے لگا جیسے وہ اسے روکنا چاہتی ہو۔ ایک بار ہونٹ بھی ہلے.... مگر عمران تو کبھی کا باہر آچکا تھا۔

"اس نے دانش منزل پہنچنے میں دیر نہیں کی اور وہاں پہنچ کر خود ہی جولیا کے نمبر ڈائیل کئے۔!"

"ہیلو جولیا۔!" اس نے ایکس ٹو کی آواز میں کہا۔

"یس سر....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "میں کئی بار رنگ کر چکی ہوں۔!"

"ہاں.... میں موجود نہیں تھا۔ کوئی خبر....!"

"جی ہاں.... سارجنٹ نعمانی رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس کی ٹرنک کال پھر آئی تھی۔!"

"اچھا.... میں دیکھتا ہوں....!" عمران نے کہا اور ریسیور رکھ کر ساؤنڈ پروف کمرے میں آیا۔

لیکن وہاں سے اپنے ٹرانس میٹر والا صندوق باہر اٹھا لانا پڑا۔ کیونکہ مسز نعمانی جاگ رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ سارجنٹ نعمانی سے گفتگو کر رہا تھا۔

"پرسوں صبح سے پائپ لائن کی مرمت کے لئے کھدائی شروع ہو جائے گی جناب۔!"

"تمہیں یقین ہے۔!" عمران نے پوچھا۔

"مجھے یقین ہے جناب....!"

"کیا رنگون والا.... اب بھی وہیں موجود ہے۔!"

"جی ہاں.... وہ اپنی نگرانی میں کھدائی کرائے گا۔!"

"صفدر کہاں ہے....؟"

"یہیں ہے.... اور اس بنگلے میں مالی کی حیثیت سے کام کر رہا ہے جن میں رنگون والا نے قیام کیا ہے۔!"

"گڈ.... تم دونوں پر مجھے بے حد اعتماد ہے۔!"

"ہم شکر گزار ہیں جناب.. آپ جیسا قدردان آفیسر بھی مشکل ہی سے نصیب ہوتا ہے۔!"

"میں عمران کو تمہاری مدد کے لئے بھیج رہا ہوں۔!"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں.... مگر عمران وقت بہت برباد کرتا ہے۔!" سارجنٹ نعمانی نے کہا۔

"لیکن وہ آج تک کسی بھی معاملے میں ناکام نہیں رہا۔ اس کا اعتراف تمہیں بھی ہوگا۔!"

"میں معافی چاہتا ہوں جناب....!"

"کوئی بات نہیں.... یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ تم کسی بات کو بھی بے چون و چرا تسلیم نہیں کر لیتے۔ کسی بھی معاملے پر ہر پہلو سے بحث کرنی چاہئے اچھا اور کچھ کہنا ہے تمہیں۔!"

"نہیں جناب....!"

عمران نے ٹرانس میٹر بند کر دیا اور پھر جولیا کے نمبر ڈائیل کئے۔ دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا۔

"تم دو گھنٹے بعد.... دانش منزل پہنچ جاؤ.... تمہیں کچھ دنوں تک یہیں قیام کرنا پڑے گا۔!"

"بہت بہتر جناب....!" جولیا نے کہا۔ "مگر....؟"

"پوری بات سنو....!" عمران جھلا گیا۔ "یہاں ایک قیدی ہے۔ اس کی نگرانی کرنی پڑے گی۔ وہ باہر نہ جانے پائے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر یہاں لایا گیا تھا۔ مقصد یہ ہے کہ رہائی کے بعد اسے یہ نہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کہاں قید تھی۔!"

"میں سمجھ گئی.... جناب آپ مطمئن رہئے۔!"

"دانش منزل پہنچنے کے بعد ضرورت پڑنے پر تم مجھ سے ڈی سیون ساخت کے ٹرانس میٹر پر رابطہ قائم کر سکو گی۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

"اب سوا سات بج رہے ہیں۔ تم ٹھیک دو گھنٹے بعد یہاں پہنچ جاؤ۔ وہ ساؤنڈ پروف کمرے میں ہے۔ اکثر وہ شور بھی مچانے لگتی ہے۔ اس سے بچنے کے لئے تم اسے مورفیا کے انجکشن دے سکتی ہو۔!"

"تو وہ کوئی عورت ہے۔!"

"ہاں.... لیکن تم اس سے اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھو گی ویسے تم اسے پہچانتی ضرور ہوگی۔ وہ محکمہ خارجہ کے ایک ڈپٹی سیکریٹری کی پرسنل اسسٹنٹ ہے۔!"

◆

یہ سفر بہت زیادہ تھکا دینے والا ثابت ہوا تھا۔ عمران نے نیلی گرام کے چھوٹے سے اسٹیشن پر اتر کر اطمینان کا سانس لیا۔ حالانکہ سفر سات گھنٹے سے زیادہ کا نہیں تھا اور سردیوں کے دن تھے۔ لیکن دراصل اس ریگستان نے عمران کا حلیہ بگاڑ دیا تھا۔ جس سے گزر کر ٹرین یہاں تک پہنچی تھی۔

ابھی دس میل مزید طے کرنے تھے۔ اس نے کلائی کی گھڑی دیکھی اور اپنے ریت سے اٹے ہوئے بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

”دو گھنٹے اور....؟“ وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔

اطلاع کے مطابق دو گھنٹے بعد ایک بس اسے آئیل فیلڈ تک لے جاتی.... اسے یہاں ریلوے اسٹین پر اتنا پانی نہیں ملا تھا کہ وہ غسل کر سکتا۔ بہر حال چہرے پر کرکرانے والے ریت کے ذرات سے نجات مل گئی۔

اس علاقے میں تیل کے کنوئیں ہونے کی وجہ سے یہ ریلوے اسٹیشن قائم کیا گیا تھا۔ ورنہ ایسے اجاڑ ویرانے میں ریلوے اسٹیشن کا کیا کام۔

پھر بھی اس کا فاصلہ آئیل فیلڈ کالونی سے تقریباً دس میل تھا...... بعض ٹیکنیکل دشواریوں کی بناء پر اسٹیشن کالونی کے قریب ہی نہیں بنایا جا سکا تھا.... ریلوے اسٹیشن سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک آئیل اسٹیشن بھی تھا جسے ایک دس میل لمبی پائپ لائن تیل صاف کرنے کے کارخانے سے ملاتی تھی! اور یہی وہ آئیل اسٹیشن تھا جہاں سے بندرگاہ والے آئیل اسٹیشن کے لئے پائپ لائن کے ذریعے تیل روانہ کیا جاتا تھا۔

لیکن عمران نے اس وقت اس کی طرف دھیان بھی نہیں دیا...... ! تقریباً دو گھنٹے تک اسے کھیاں مارنی پڑیں...... اور پھر وہ بس میں بیٹھ کر کالونی کی طرف روانہ ہو گیا۔

اسے خدشہ تھا کہ کہیں اس گروہ کے کسی ایسے آدمی سے مڈ بھیڑ نہ ہو جائے جو اسے پہچانتا ہو! کیونکہ ایک بار وہ بلیک زیرو کی وجہ سے کم از کم تین آدمیوں کی نظروں میں تو آ ہی چکا تھا اور ان تین آدمیوں میں رنگون والا بھی شامل تھا۔

عمران سوچنے لگا کہ اسے میک اپ کے بغیر کالونی میں نہ داخل ہونا چاہئے مگر اب یہ ایک

مشکل کام تھا پہلے اس نے سوچا تھا کہ وہ اسٹیشن ہی پر میک اپ کر لے گا! وہ سمجھتا تھا کہ وہاں اونچے درجے کے مسافروں کے لئے (چھوٹا موٹا ہی سہی) ویٹنگ روم ضرور ہو گا...... لیکن وہاں تو خاک اڑ رہی تھی۔

ٹین کا ایک سائے بان تھا جس کے نیچے مسافروں سے زیادہ آزاد کتے نظر آتے تھے۔

وہ الجھن میں پڑ گیا...... کافی دیر تک الجھتا رہا...... لیکن پھر یک بیک اس نے چیخ کر بس کنڈیکٹر سے کہا!

”مجھے یہاں اترنا ہے۔!“

بس کی رفتار کم ہو گئی۔ لیکن بس کنڈیکٹر نے کہا۔ ”یہاں اس ویرانے میں کہاں اتریئے گا۔“

”اوہ یہاں اس تالاب کے کنارے دادا جان مرحوم کی قبر ہے.... فاتحہ کروں گا۔!“ عمران نے سر ہلا کر احمقانہ انداز میں کہا۔

”مگر.... پھر آپ کو کوئی بس یہاں سے نہیں ملے گی۔ یہ آخری راؤنڈ ہے۔“ بس کنڈیکٹر نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ ”اور کالونی یہاں سے تقریباً تین میل دور ہے۔!“

بس رک چکی تھی.... عمران اپنا سوٹ کیس سنبھال کر اترتا ہوا بولا۔

”بہت بہت شکریہ.... میں پیدل ہی چلا جاؤں گا۔ مگر دادا جان کو شکایت کا موقعہ دینا میرے بس سے باہر ہے۔!“

بس آگے بڑھ گئی.... اور جب تک وہ اگلی ڈھلان پر نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی عمران وہیں کھڑا رہا۔

سورج مغرب میں جھک رہا تھا اور اب دھوپ میں تمازت نہیں رہ گئی تھی۔ عمران اس تالاب کی طرف بڑھا جسے دیکھ کر وہاں اسے دادا جان مرحوم کی قبر پیدا کرنی پڑی تھی۔

گو تالاب کا پانی گدلا تھا۔ لیکن اس کی خنکی نے اسے پھر سے تروتازہ کر دیا۔ وہ تقریباً بیس منٹ تک نہاتا رہا۔ پھر دفعتاً خیال آیا کہ سورج غروب ہونے سے قبل ہی اسے میک اپ کر لینا چاہئے۔ ورنہ پھر اس کے لئے روشنی کہاں سے لائے گا۔!“

میک اپ بڑا شاندار رہا۔ وہ اب پروفیسروں کی سی وضع کا ایک سنجیدہ آدمی نظر آ رہا تھا۔ ٹھوڑی پر بھورے رنگ کی فرنچ کٹ ڈاڑھی تھی اور باریک مونچھیں.... آنکھوں پر ریم لیس فریم

کا چشمہ تھا۔۔۔۔ اور بائیں شانے سے ایک کیمرہ لٹک رہا تھا۔ اس نے سوٹ کیس اٹھایا اور چل پڑا۔

◆

روشی بہت جلدی میں تھی۔ اس لئے وہ اپنے ایک ملنے والے سے کترا کر سڑک سے گلی میں مڑ گئی۔ اسے دراصل دارالحمق پہنچنا تھا۔ کیونکہ آج وہ ممبری کا فارم پر کرنے والی تھی۔

وہ بوڑھا آدمی جس کی وساطت سے وہ وہاں تک پہنچی تھی۔ ہال میں موجود ملا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ روشی ممبر بننے کے لئے اتنی بے تاب نہیں تھی جتنی کہ ایک ممبر کے حیرت انگیز کمالات دیکھنے کے لئے بے چین تھی یہ وہی ممبر تھا جس کے متعلق اس نے عمران کو بتایا تھا کہ اس نے قائم مقام صدر کو گدھے سمیت اٹھا لیا۔

روشی آج سے دو دن پہلے یہاں آئی تھی اور اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ آج اپنی غیر معمولی طاقت کا مظاہرہ کرے گا۔

لیکن جب بوڑھے نے یہ بتایا کہ وہ اچانک بیمار پڑ گیا ہے تو روشی کو بڑی مایوسی ہوئی۔

بوڑھے نے کہا۔ "اب وہ کافی عرصہ تک ہمیں اپنے کمالات نہ دکھا سکیں گے۔!"

"کیوں۔۔۔۔!"

"میرا خیال ہے کہ وہ بہت زیادہ بیمار ہو گئے ہیں۔!"

"مجھے بہت افسوس ہے۔!"

"یہاں کے سارے احمق ان کے لئے مغموم ہیں۔!" بوڑھے نے جیب سے فارم نکالتے ہوئے کہا۔ "خیر اب آپ اسے بھر دیجئے۔!"

روشی فارم بھرنے لگی۔ اس میں، ہر قسم کی تفصیلات کے کالم تھے۔ لہٰذا روشی "پیشہ" کا کالم بھرتے وقت ہچکچائی۔۔۔۔ وہ سوچنے لگی تھی کہ یہاں وہ سچائی سے کام لے یا "فراڈ" کرے۔

شاید ایک منٹ گزر جانے ہی پر وہ فیصلہ کر سکی کہ اسے جھوٹ کو دخل نہ دینا چاہئے۔ فارم پر کرنے کے بعد اس نے اسے بوڑھے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "دیکھئے کوئی غلطی تو نہیں رہ گئی۔!"

بوڑھا اسے کچھ دیر تک دیکھتا رہا پھر بولا۔ "تو آپ محکمہ خارجہ سے تعلق رکھتی ہیں۔!"

"جی ہاں۔۔۔۔!"

"یہاں محکمہ خارجہ کی کئی خواتین ممبر ہیں۔ آپ انہیں جانتی ہیں۔ مسز نعمانی کو۔۔۔۔ وہ کئی دنوں سے نظر نہیں آئیں۔!"

"مسز نعمانی۔۔۔۔!" روشی کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "ہاں میں ان کی صورت آشنا ضرور ہوں۔ لیکن آج تک گفتگو کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔!"

"میرا خیال ہے کہ وہ ترقی پا کر کہیں اور چلی گئی ہیں ورنہ یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ یہاں نہ آتیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بیمار پڑ گئی ہوں۔!"

"پتہ نہیں۔۔۔۔ میں نے شاید کئی دنوں سے انہیں آفس میں بھی نہیں دیکھا۔!"

"وہ اختلاج قلب کی مریضہ تھی۔ لیکن اس انجمن میں داخل ہوتے ہی ان کی صحت بھی بہتر ہونے لگی تھی۔!"

"آہا کیوں نہیں۔۔۔۔!" روشی ہنس پڑی اور پھر بولی۔ "میں نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ کیلشیم کے انجکشن لینے کی بجائے احمقوں کی انجمن کی ممبر بن جاؤں۔!"

"اب آپ کو کیلشیم کے انجکشن نہیں لینے پڑیں گے۔!" بوڑھے نے سنجیدگی سے کہا اور روشی اس طرح مطمئن نظر آنے لگی جیسے سچ مچ کیلشیم کے انجکشن لینے والی تھی۔

دفعتاً اسے عمران کی ہدایت یاد آئی اور وہ چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگی۔ قائم مقام صدر صاحب گدھے پر سوار ہال میں چہل قدمی فرما رہے تھے اور کلب کی خواتین ممبر انہیں بُری طرح چھیڑ رہی تھیں۔ جب وہ بہت زیادہ جھینپ جاتے تو دانتوں میں انگلی دبا کر نظریں جھکائے ہوئے اس طرح مسکراتے کہ ان پر سے ہزاروں لڑکیوں کا کنوارا پن صدقے اتر جاتا۔

اچانک ایک نوجوان عورت ہال میں داخل ہوئی اور سیدھی صدر صاحب کے پاس چلی آئی۔ پہلے اس نے جھک کر ان کے گدھے کو سلام کیا پھر اپنا جوتا اتار کر اسے صدر صاحب کے چہرے کے قریب لے گئی۔ روشی کی توجہ اس وقت انہیں دونوں کی طرف تھی۔ یک بیک اسے کچھ شبہ ہوا اور وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

صدر صاحب کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ جوتے کے اندر کوئی چیز دیکھ کر مبہوت رہ گئے ہوں۔

پھر انہوں نے سر کو خفیف سی جنبش دی اور عورت نے جوتا پہن لیا۔

یہ بھی بڑی عجیب بات تھی کہ پھر وہ سیدھی اسی میز پر آئی جس کے قریب روشی اور اس کا

ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ بوڑھے نے مسکرا کر سر کو خفیف سی جنبش دی اور عورت کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

”یہ ہماری نئی ممبر مس روشی ہیں۔“ بوڑھے نے دونوں کا تعارف کرایا۔ ”اور یہ مسز گوہن۔!“

”بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر.....!“ روشی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

”مجھے بے حد افسوس ہوا ہے آپ سے مل کر.....!“ عورت نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ ”بھلا روشی بھی کوئی نام ہے..... اس نام کو سن کر ذہن میں کسی حاملہ بلی کا تصور ابھرتا ہے۔!“

”کیا.....؟“ روشی کو یک بیک غصہ آگیا۔

”صبر... صبر...!“ بوڑھا اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ ”مسز گوہن بہت پرانی احمق ہیں۔!“

یک بیک روشی کو یاد آگیا کہ دستور کے مطابق پرانے احمق نئے احمقوں کو غصہ ضرور دلاتے ہیں۔

وہ ہنسنے لگی۔ لیکن اس ہنسی میں اب بھی جھلاہٹ کی آمیزش تھی۔ بہر حال اس نے خوش مزاج بننے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کا نام بے حد حسین ہے کیا آپ مجھ سے شادی کرنا پسند کریں گی۔!“

”گڈ..... ویری فائین.....!“ بوڑھا آہستہ سے بڑبڑایا۔

عورت نے شرمیلے انداز میں کہا۔ ”ہٹو..... بے شرم۔!“ اور میز سے اٹھ گئی۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف جا رہی تھی۔ روشی بھی اٹھ کر اس کی طرف لپکی۔

”سنو تو..... سہی..... ڈارلنگ.....!“

آخر کار باہر نکلتے نکلتے اس نے اسے جا ہی لیا۔!

”تم خفا ہو گئیں پیاری۔!“ روشی اس کے شانے پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ ”اتنا ظلم نہ کرو ورنہ میں بے موت مر جاؤں گی۔!“

”ہٹو..... تم بے وفا معلوم ہوتی ہو۔!“ عورت نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

”میں تمہیں اپنے گھر لے چلوں گی ڈارلنگ.....!“ روشی اس کا ہاتھ پکڑتی ہوئی بولی۔

”میں تو ہرگز نہیں جاؤں گی..... تم مجھے خطرناک معلوم ہوتی ہو۔!“

”چلو ڈارلنگ..... ورنہ میں مر جاؤں گی۔ میں نے آج کتے کے پلے کے کباب تیار کئے ہیں۔ تمہیں بکری کے پیشاب کی چائے پلاؤں گی۔ چلو بھی ضد نہ کرو ورنہ میں یہیں خودکشی کرلوں گی۔!“

روشی نے ایک گزرتی ہوئی ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کیا۔ وہ ان کے قریب ہی آکر فٹ پاتھ سے لگ گئی۔

”چلو.....!“ روشی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ٹیکسی کی طرف کھینچا۔

”مجھے فرصت نہیں ہے۔!“ عورت نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”آہا..... تمہیں غصہ آرہا ہے..... ڈارلنگ.....!“ روشی ہنس پڑی۔

”نہیں..... تو.....!“ عورت بھی ہنسنے لگی۔ اتنی دیر میں روشی نے اسے پچھلی سیٹ پر دھکیل دیا اور خود بھی بیٹھ گئی۔ ساتھ ہی اس نے ڈرائیور کو عمارت کا پتہ بتایا۔

ٹیکسی چل پڑی..... اور مسز گوہن نے کہا۔ ”سچ مچ مجھے ایک ضروری کام درپیش تھا۔!“

”احمقوں کو اس کی پرواہ نہ ہونی چاہئے کہ کوئی کام کب ہوتا ہے۔!“ روشی نے کہا اور مسز گوہن خاموش ہوگئی۔ مگر کبھی اس کے چہرے پر بے بسی کے آثار نظر آتے اور کبھی آنکھوں سے جھلاہٹ جھانکنے لگتی۔

پندرہ منٹ بعد روشی اپنے نئے فلیٹ میں پہنچ گئی۔ پھر دروازہ مقفل کرنے کے بعد اس نے مسز گوہن کی طرف مڑ کر کہا۔ ”اب براہِ کرم اپنے جوتے اتار دو۔!“

”کیا مطلب.....!“ وہ اسے گھورنے لگی۔

”یہی مطلب کہ بعض اوقات نئے احمق بھی دور کی کوڑی لاتے ہیں۔!“

”تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!“

”اوہ..... نو نو..... ڈیئر..... تمہیں پھر غصہ آرہا ہے۔!“ روشی چڑانے والے انداز میں بولی۔ ”اگر تم خود جوتے نہ اتارو گی تو مجھے تشدد کرنا پڑے گا۔ اگر غل غپاڑہ مچاؤ گی تو پڑوسیوں سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ تم میری بہن ہو لیکن تمہارے دماغ میں فتور ہے۔ میری طرح تم بھی یوریشین ہو اس لئے پڑوسیوں کو فوراً یقین آجائے گا۔!“

مسز گوہن نے اپنا وینٹی بیگ کھولنا چاہا لیکن روشی نے بڑی پھرتی سے اس پر ہاتھ ڈال دیا اور

اسے چھین لینے میں کامیاب بھی ہوگئی۔

"میں جانتی ہوں کہ اس میں پستول ہوگا۔!" روشی نے ہنس کر کہا۔ "تم خواہ مخواہ وقت برباد کررہی ہو۔ میں تمہارے جوتے ضرور اتروا‌ؤں گی۔!"

اس نے وینٹی بیگ ایک طرف اچھال دیا اور مسز گوہن کا راستہ روک کر کھڑی ہوگئی۔

مسز گوہن دانت پیس کر بولی۔

"کیا تمہاری شامت آئی ہے۔!" روشی ہنس پڑی۔ "یہ بہت بُری بات ہے۔ تم انجمن کے نام پر دھبہ لگا رہی ہو۔!"

"انجمن کی بچی میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔!" یک بیک مسز گوہن اس پر جھپٹ پڑی۔ لیکن شاید روشی پہلے ہی سے اس کے لئے تیار تھی۔ اس نے الٹا ہاتھ اس کے منہ پر رسید کیا اور وہ دیوار سے جا ٹکرائی۔

"جوتے اتارو....!" روشی نے سرد لہجے میں کہا۔

وہ پھر جھپٹی اور اس بار منہ پر گھونسہ کھانے کے باوجود بھی لپٹ ہی پڑی۔ روشی جو عمران کی صحبت یافتہ تھی اس کی دھینگا مشتی کو کب خاطر میں لاسکتی تھی۔ ذرا ہی سی دیر میں مسز گوہن فرش پر تھی اور روشی اسے بُری طرح رگڑ رہی تھی۔ لیکن مسز گوہن نے نہ تو شور مچایا اور نہ اسے گالیاں ہی دیں۔ وہ اس کوشش میں تھی کہ کسی طرح اس کی گرفت سے نکل جائے۔ مگر یہ کسی طرح بھی ممکن نہ ہوا۔ روشی اسے رگڑتی ہی رہی اور آخر کار مسز گوہن کے ہاتھ ڈھیلے پڑگئے۔ روشی نے اسے سست ہوتے دیکھ کر اس کے بال مٹھیوں میں جکڑے اور تین چار بار اس کا سر فرش سے ٹکرا دیا۔

مسز گوہن بیہوش ہوچکی تھی۔ روشی نے نہایت اطمینان سے اس کے جوتے اتارے اور پھر دوسرے ہی لمحے میں اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ داہنے پیر کے جوتے میں کاغذ کا ایک ٹکڑا رکھا ہوا تھا جس پر تحریر تھا۔

"نئی عورت روشی سے ہوشیار رہو۔ یہ پہلے عمران کے ساتھ رہتی تھی جو اکثر پولیس کے لئے کام کرتا رہتا ہے اور وہ ہمارے چکر میں بھی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مسز نعمانی اسی کے قبضے میں ہے۔ ہر وقت ہوشیار رہو۔!"

روشی نے ایک طویل سانس لی اور بے ہوش عورت کی طرف دیکھنے لگی وہ سوچ رہی تھی کہ اب کیا کیا جائے۔

آج اس نے عمران کے بتائے ہوئے نمبر پر کئی بار رنگ کیا تھا۔ لیکن دوسری طرف سے کسی عورت کی آواز آئی تھی اور ہر بار روشی نے کچھ کہے بغیر سلسلہ منقطع کردیا تھا۔ ویسے اسے عمران پر غصہ بھی آیا تھا۔ نہ جانے کیوں وہ اسے برداشت نہیں کرسکتی تھی کہ عمران کا تعلق کسی عورت سے ثابت ہو حالانکہ اس نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ خود ان دونوں کے تعلقات دوستانہ تعلقات کے علاوہ اور کچھ ہوں۔

اس نے اس وقت پھر اسی نمبر پر رنگ کیا۔ لیکن پھر کسی عورت کی آواز آئی اور اس نے کچھ کہے بغیر سلسلہ منقطع کردیا۔ پھر اچانک اسے کیپٹن خاور کا نمبر یاد آگیا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ عمران کا ماتحت ہے اور اسے اس کا علم بھی تھا کہ آج کل عمران خود بھی اپنے ماتحتوں میں شامل ہوگیا ہے۔!"

اس نے کیپٹن خاور کے نمبر ڈائیل کئے اور اتفاق سے وہ مل ہی گیا۔

"میں روشی بول رہی ہوں کیپٹن....!"

"کون روشی۔!" دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

"اوہ....میں جو عمران کے ساتھ رہتی ہوں۔!"

"اچھا....اچھا....کیا بات ہے۔!"

"آج کل عمران جس کیس کے سلسلے میں مشغول ہے۔ اسی سے متعلق ایک شکار ہاتھ لگا ہے اور میں نے اس کے پاس سے ایک بہت ہی اہم تحریر برآمد کی ہے مگر اب سوچ رہی ہوں کہ اس شکار کا کیا بنے۔ اگر یہ اپنے آدمیوں میں واپس پہنچ گئی تو سارا کھیل بگڑ جائے گا۔!"

"کیا تم عمران کے فلیٹ سے بول رہی ہو۔!"

"نہیں....!" روشی نے کہا اور پھر اسے اپنا نیا پتہ بتاتی ہوئی بولی۔ "قبل اس کے کہ وہ ہوش میں آئے....!"

"ہاں ہاں میں سمجھتا ہوں۔!" خاور نے دوسری طرف سے کہا۔ "میں دس منٹ کے اندر ہی اندر وہاں پہنچ رہا ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔!"

روشی نے ریسیور رکھ کر اطمینان کا سانس لیا۔

◆

عمران کا قیام کالونی کے سب سے زیادہ مہنگے ہوٹل میں تھا۔ اس نے ڈی سیون ٹرانس میٹر پر سارجنٹ نعمانی سے رابطہ قائم کرلیا تھا اور اس طرح اسے صفدر کے متعلق بھی معلومات حاصل ہوگئی تھیں۔ صفدر اب بھی اسی بنگلے میں مالی کی حیثیت سے کام کررہا تھا جس میں رنگون والا اور اس کے ساتھی ٹھہرے تھے۔ اطلاع کے مطابق پہلے وہ تنہا ہی تھا مگر آج رات تک اس کے چھ ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔

دوسرے دن سے پائپ لائن کی کھدائی شروع ہونے والی تھی۔ عمران نے سارجنٹ نعمانی سے کہا۔

"میں تم سے کل صبح وہیں ملوں گا.... جہاں مرمت کے لئے کھدائی کی جائے گی۔!"

"وہاں شاید پرندہ پر نہ مار سکے عمران صاحب۔!"

"ایسا نہ کہو.... ورنہ مجھے پرندوں کا بھی انتظام کرنا پڑے گا۔!"

"جہاں کھدائی ہونے والی ہے اس جگہ کو خاردار تاروں سے گھیر دیا گیا ہے۔!"

"اوہ کسی مخصوص حصے کو....!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"ہاں.... مسٹر عمران یہ بات قابل غور ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس جگہ کا رقبہ زیادہ سے زیادہ سو گز ہوگا۔!"

"بہت دلچسپ.... پھر تم کس نتیجے پر پہنچے ہو۔!"

"نتیجے پر پہنچنا ایکس ٹو کا کام ہے۔!" نعمانی نے کہا۔

"مگر فی الحال تم ایکس ٹو سے رابطہ قائم نہ کرسکو گے۔ کیونکہ وہ دانش منزل میں نہیں ہے۔!"

"کچھ بھی ہو.... مجھے اتنا ہی کام کرنا ہے جتنا میرے سپرد کیا گیا ہے۔!"

"اچھی بات ہے۔!" عمران نے کہا اور ٹرانس میٹر بند کردیا۔

وہ صفدر کا پتہ پہلے ہی معلوم کرچکا تھا اور اب سوچ رہا تھا کہ اس سے بھی ملنا ہی چاہئے۔ ممکن ہے اس کے پاس اس سے بھی زیادہ اہم اطلاعات ہوں۔ جنہیں اس نے نعمانی کے ذریعہ ایکسٹو اور عمران تک پہنچانا مناسب نہ سمجھا ہو۔ وہ اس پارٹی میں عمران کے علاوہ اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر عمران ایکس ٹو نہیں ہے تو اس سے کم بھی نہیں ہے۔!

عمران تقریباً ساڑھے نو بجے اپنے کمرے سے نکل کر ڈائننگ ہال میں آیا چند لمحے کھڑا ادھر اُدھر دیکھتا رہا پھر صدر دروازے کی طرف بڑھا۔ پہلے اس نے سوچا تھا کہ رات کا کھانا کھائے بغیر باہر نہیں جائے گا۔ لیکن پھر یہی مناسب سمجھا کہ کالونی کے کسی چھوٹے ہوٹل میں جہاں ہر طبقے کے آدمی نظر آتے ہوں کھانا کھائے۔!

دروازے کے قریب پہنچ کر اس کی نظر دفعتاً بائیں جانب اٹھ گئی اور پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ وہیں ٹھٹھک گیا۔ قریب ہی ایک میز پر وہ آدمی تنہا تھا جس پر نظر پڑتے ہی عمران کے قدم رک گئے تھے۔ اس نے بھی عمران کو اس طرح رکتے اور خود کو گھورتے دیکھ لیا تھا۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ بالکل اسی انداز میں جیسے خود کو پیش آنے والے حادثے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کررہا ہو۔

عمران اس کی میز کی طرف بڑھا.... دوسرے آدمی کا داہنا ہاتھ جیب میں چلا گیا۔

"کیا ریوالور نکال رہے ہو.... پیارے۔!" عمران ایک کرسی کھینچ کر بیٹھتا ہوا بولا۔

"میرے خدا....!" دوسرے آدمی نے حیرت سے کہا۔ "آپ ہیں عمران صاحب اُف فوہ.... کیا میک اپ ہے اگر آواز بدلنے کی کوشش کرتے تو شاید میں اب بھی دھوکے ہی میں ہوتا۔!"

"مگر.... تم ابھی تک اناڑی ہو مسٹر صفدر....!"

"یقیناً....!" صفدر سر ہلا کر بولا۔ "میرے میک اپ میں کوئی خامی رہ گئی ہے۔ ورنہ آپ پہچانتے ہی کیوں۔!"

"آنکھیں....!" عمران آہستہ سے بولا۔ "تم اگر کوشش بھی کرو تو غور سے دیکھنے والوں کی نظروں سے نہیں بچ سکتے.... آنکھوں کی بناوٹ کو بدل دینا بہت مشکل کام ہے۔!"

"لیکن آپ یہ بھی کرلیتے ہیں۔!"

"نہیں.... اگر میں کسی وقت بھی خالی الذہن ہوجاؤں تو فوراً پہچان لیا جاؤں گا۔ میں اصل آنکھوں کو سکوڑے رہتا ہوں۔!"

"یہی کیا کم ہے.... میں شاید تین منٹ تک بھی ایسا نہ کرپاؤں۔!"

"ایشیا میں صرف ایک آدمی ہے جو آنکھوں کے میک اپ میں بھی قادر ہے۔!"

"کون.....!"

"کرنل فریدی۔!"

"ارے..... اس کا کیا کہنا۔!" صفدر سر ہلا کر بولا۔ "جگت استاد ہے۔ مگر میں نے سنا ہے کہ وہ کوئی معمر آدمی نہیں ہے۔!"

"معمر ہونے کے بعد وہ بھی ناکارہ ہو جائے گا۔!" عمران نے کہا اور پھر جلدی سے بولا۔ "ہاں تم یہاں کیا کر رہے ہو۔!"

"اُن کی نگرانی..... وہ کیبن نمبر پندرہ میں ہیں..... اس وقت میں ان کے متعلق بہت کچھ معلومات فراہم کر چکا ہوں۔ مجھے دراصل آپ ہی کا انتظار تھا۔ نعمانی سے معلوم ہوا تھا کہ ایکس ٹو آپ کو یہاں بھیج رہا ہے۔!"

"کیا وہ آٹھوں اسی کیبن میں ہیں۔!"

"نہیں..... رنگون والا ایک اسسٹنٹ انجینئر..... اور ایک لڑکی جو رنگون والا کے بیان کے مطابق اس کی لڑکی ہے۔!"

"قصہ دراصل یہ ہے کہ فیلڈ انجینئر یک بیک بہت زیادہ بیمار ہو گیا ہے۔ اب اس کی بجائے اس کا ایک اسسٹنٹ مرمت کی دیکھ بھال کرے گا۔ پچھلی رات انجینئر کی اچانک علالت نے انہیں بہت زیادہ سراسیمگی میں مبتلا کر دیا تھا۔ وہ اس خبر کے سنتے ہی پریشان ہو گئے تھے۔ لہٰذا پچھلی رات انہوں نے ایک پروگرام بنایا ہے..... یہ لڑکی جوان کے ساتھ کیبن میں موجود ہے۔ کل اسسٹنٹ انجینئر کو وہاں سے ہٹالے جائے گی۔!"

"اسسٹنٹ انجینئر بھی وہی ہے جو مرمت کی دیکھ بھال کرے گا۔ اس وقت یہ لڑکی رنگون والا کی لڑکی کی حیثیت سے اس سے متعارف کرائی گئی ہے حالانکہ یہ اس کی لڑکی ہرگز نہیں ہے۔!"

"تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ فیلڈ انجینئر ان سے ملا ہوا ہے..... اسی لئے اس کی علالت کی وجہ سے انہیں پروگرام میں تبدیلی کرنی پڑی ہے۔!"

"جی ہاں..... اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔!"

"اور کچھ.....؟"

"اب میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ لوگ کسی غیر ملک کے لئے کام کر رہے ہیں۔!"

عمران کچھ نہ بولا... اس نے اشارے سے ایک ویٹر کو بلا کر کہا۔ "دو آدمیوں کے لئے کھانا لاؤ۔!"

"میں کھا چکا ہوں.....!" صفدر بولا۔

"خیر ایک کے لئے سہی.....!"

"کیا لاؤں جناب.....!"

"بینگن کا بھرتا اور خمیری روٹیاں۔!"

ویٹر ہنسنے لگا... لیکن صفدر نے جلدی جلدی مینو پر نظر ڈال کر کچھ چیزیں لانے کو کہا۔ ویٹر چلا گیا اور صفدر نے مسکرا کر عمران کی طرف دیکھا جو ایک موٹی سی سیاہ فام عورت کو گھور رہا تھا۔

"خیریت..... عمران صاحب۔!" صفدر نے آہستہ سے پوچھا۔ "کیا اس عورت کے نصیب جاگنے والے ہیں۔!"

"اس کے نصیب بھی اتنے ہی موٹے ہوں گے۔ لہٰذا اگر جاگے بھی تو کیا فائدہ۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"اب آپ کیا سوچ رہے ہیں۔!"

"یہی کہ رنگون والا کی لڑکی شکل و شباہت میں کیسی ہو گی۔!"

"بہت حسین..... عمران صاحب۔ بس دیکھئے تو دیکھتے ہی رہ جایئے۔!"

"کیا دھوپ کا چشمہ لگا کر دیکھنے سے بھی یہی کیفیت ہو سکتی ہے۔!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔!" صفدر نے اتنی ہی سنجیدگی سے جواب دیا اور پھر جھینپے ہوئے انداز میں ہنسنے لگا۔

لیکن عمران کی سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا۔

"کیا رنگون والا کے ساتھیوں میں وہ دو آدمی بھی ہیں جو اس رات مسز نعمانی کے ساتھ تھے۔!"

"نہیں..... وہ ان چھ آدمیوں میں نہیں ہیں مگر.....!"

"مگر کیا....؟"

"ان میں ایک آدمی غیر معمولی طور پر طاقتور ہے.... اور وہ صورت سے بھی بہت زیادہ خطرناک معلوم ہوتا ہے۔ پچھلی رات اس نے تین آدمیوں کو ایک میز پر بٹھا کر میز سمیت اٹھالیا تھا۔ عجیب و غریب منظر تھا۔ میز اس کے دونوں ہاتھوں پر رکھی ہوئی تھی اور وہ اسے سر سے اونچا اٹھائے کھڑا تھا۔ اس کا قول ہے کہ کھانے سے قبل اس قسم کی ورزش بھوک خوب لگاتی ہے۔!"

عمران خاموش رہا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس تذکرے سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ رنگون والا کے بنگلے کے علاوہ بھی کہیں اور تمہارا قیام ہوگا۔!"

"ہاں ایک معمولی سے ہوٹل میں....!"

"مگر اتنی جلدی تمہیں بنگلے کی ملازمت کیسے مل گئی تھی۔!"

"کیسی ملازمت....!" صفدر ہنس پڑا۔ "میں تو بس یونہی وہاں جا گھسا تھا۔ شاید ان کی آمد سے پہلے بھی وہ خالی ہی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی نے بھی میری طرف دھیان نہیں دیا۔ ممکن ہے وہ سوچتے ہوں کہ مالی پہلے ہی سے رہا ہوگا۔!"

"صفدر کہیں تم حماقت تو نہیں کر بیٹھے.... یہ لوگ بے حد چالاک ہیں۔ میں نے اب تک یہی محسوس کیا ہے۔!" عمران نے کہا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"ارے ایسا بھی کیا۔!" صفدر جلدی سے بولا۔ "اگر یہ بات ہوتی تو اب تک میں نہ جانے کہاں ہوتا۔!"

"ہو سکتا ہے.... وہ اس آدمی کے چکر میں ہوں۔!"

"کس آدمی کے چکر میں۔!"

"عمران کے....!" عمران آہستہ سے بولا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ آپ سے واقف ہی نہیں ہیں۔!"

"یہ کیسے کہہ سکتے ہو۔!"

"کبھی تو تذکرہ آیا ہوتا.... نہیں وہ ہم سے قطعی بے خبر ہیں۔!"

"خیر دیکھا جائے گا۔!" عمران نے ایک طویل سانس کے ساتھ کہا اور خاموش ہو گیا۔ کیونکہ

ویٹر کھانے کی ٹرے اٹھائے ہوئے ان کی طرف آ رہا تھا۔

ویٹر کے چلے جانے پر عمران نے ایک قاب کا سرپوش ہٹایا اور ایک تحیر زدہ سی آواز کے ساتھ اس پر جھک پڑا۔ قاب خالی تھی یعنی اس میں کسی ترکاری یا سالن کی بجائے کاغذ کا ایک ٹکڑا رکھا ہوا تھا اور اس پر پنسل سے تحریر تھا۔

"تم دونوں خاموشی سے اٹھ کر بائیں جانب والے دروازے سے نکل جاؤ خطرہ ہے۔ تم پہچان لئے گئے ہو۔ دروازے سے نکلنے میں جلدی کرنا۔ مگر بہت احتیاط سے....ادھر اندھیرا ہے۔ دس قدم کے فاصلے پر ایک ٹرک موجود ہے۔ احتیاط سے اس پر بیٹھ جاؤ۔ ٹرک میں ہی ڈرائیو کروں گا۔ اگر میں اس وقت یہاں موجود نہ ہوتا تو صبح کہیں قریب ہی تمہاری لاشیں پائی جاتیں۔!"

"ہو گئی شادی۔!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور قاب صفدر کی طرف کھسکا دی۔

"یہ کیا مصیبت۔!" صفدر اسے پڑھ کر بڑبڑایا۔ "یہ شاید نعمانی کی تحریر ہے۔!"

"شاید کیوں....؟ کیا تمہیں یقین نہیں ہے۔!"

"نہیں اس کی اردو رائٹنگ آج تک میری نظروں سے نہیں گزری۔!" صفدر بولا۔

"یہی حال ادھر بھی ہے۔ میں بھی صرف اس کی انگریزی تحریریں ہی دیکھتا رہا ہوں۔!" عمران نے تشویش کن لہجے میں کہا۔ کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا۔

"چلو اٹھو....!"

"لیکن اگر یہ دھوکا ہوا تو....!" صفدر نے آہستہ سے کہا۔

"تو اس کی ذمہ داری سراسر تم پر ہوگی۔ تم نے اتنی بے احتیاطی سے کام کیوں لیا کہ انہیں تمہارے متعلق علم ہو گیا۔!"

"نہیں وہ نعمانی ہی ہوگا۔!" صفدر پھر بڑبڑایا۔

"کوئی بھی ہو۔!" عمران نے کہا۔ "یہاں بیٹھے رہنے میں بھی عافیت نہیں ہے۔ اگر یہ فریب ہے تو یہاں اس ہوٹل میں بھی لازمی طور پر ان کے آدمی موجود ہوں گے....اور پھر میری پرانی عادت ہے کہ میں ہمیشہ کھلی ہوا میں مرنا پسند کرتا ہوں۔!"

وہ دونوں اٹھے اور بائیں جانب والے آخری دروازے سے باہر نکل آئے۔ یہاں حقیقتاً اندھیرا تھا سامنے ہی انہیں ٹرک دکھائی دیا.... عمران نے صفدر کا ہاتھ دبا کر آہستہ سے کہا۔ "جیسے ہی

ٹرک حرکت میں آئے کود جانا۔!"

"اس سے فائدہ....!"

"بکواس مت کرو....!" عمران نے کہا اور اچھل کر ٹرک پر چڑھ گیا صفدر نے بھی اس کی تقلید کی۔ پھر جیسے ہی ٹرک حرکت میں آیا دونوں نے نیچے چھلانگیں لگادیں۔ ٹھیک اسی وقت قریب ہی سے دو فائر ہوئے وہ دونوں بال بال بچے اور انہوں نے ایک سمت دوڑنا شروع کردیا۔ عمران ٹرک سے اتر کر ویرانے کی طرف ہولیا صفدر اس کے علاوہ اور کرہی کیا سکتا تھا کہ بے چوں وچرا اس کا ساتھ دیتا رہتا۔

کچھ دیر بعد وہ ایک جگہ دم لینے کے لئے رکا۔ صفدر بُری طرح کانپ رہا تھا۔ عمران نے ویرانے کا رخ کرکے غلطی نہیں کی تھی۔ اگر وہ بستی کی طرف جاتے تو ان کا مارلیا جانا یقینی تھا۔ کیونکہ اس صورت میں وہ روشنی میں ہوتے ویرانے کے اندھیرے ہی نے انہیں بچایا تھا۔

"دیکھا تم نے....!" عمران بولا۔

"دیکھ لیا....!" صفدر نے جواب دیا۔ "مگر شاید ہم حماقت ہی کے مرتکب ہوئے ہیں۔!"

"کیوں....؟"

"میرا خیال ہے کہ ٹرک میں نعمانی ہی تھا۔ اگر ہم کود کر بھاگے نہ ہوتے تب بھی زندہ ہی رہتے۔!"

"چلو میں تمہیں ٹرک تک چھوڑ آؤں۔ مگر اپنی رسید سے ضرور مطلع کرنا۔!"

صفدر خاموش ہوگیا۔ عمران نے ایک بڑا سا پتھر تلاش کیا اور وہ دونوں اس پر بیٹھ گئے۔ عمران بیٹھتے ہی بولا۔ "اگر ہم ٹرک پر نہ بیٹھتے تو....ان کا نشانہ کبھی خطا نہ کرتا۔ ہمیں بیٹھتے دیکھ کر وہ مطمئن ہوگئے تھے۔ لیکن اگر ہم ٹرک پر بیٹھنے کی بجائے کسی دوسری طرف نکل جانے کی کوشش کرتے تو....انجام ظاہر تھا....ہماری جانب اٹھے ہوئے ریوالوروں کی سرخ زبانیں نچلی نہ بیٹھتیں۔!"

"تو وہ سارجنٹ نعمانی نہیں تھا۔!"

"نہیں یار....!" عمران جھنجھلا گیا۔ "اگر تمہیں نیند آرہی ہو تو اس کا علاج بھی میرے پاس موجود ہے۔!"

"نہیں میں جاگ رہا ہوں۔!"

"میرا خیال ہے کہ انہوں نے اس وقت بڑی عقل مندی سے کام لیا ہے۔ اس طرح انہیں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہاں صرف ہم ہی....دو آدمی نہیں ہیں بلکہ کچھ اور بھی ہوسکتے ہیں جن کی طرف سے ہمیں خط لکھا جاسکے۔!"

"پھر اب کیا ہوگا۔!"

"تم ایک بکری پال لو....اور میں شادی کرڈالوں۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ پھر یک بیک چونک کر بولا۔

"میں شائد قدموں کی آوازیں سن رہا ہوں۔!"

"نہیں تو....!" صفدر نے حیرت سے کہا۔ مگر پھر تھوڑی ہی دیر بعد اس نے بھی آوازیں سنیں جو بہت دور سے آتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔

"چلو....!" عمران اسے کھینچتا ہوا بولا اور دوسرے ہی لمحے میں وہ زمین پر چت پڑے ہوئے تھے۔

"یہاں سانپ بھی ہوسکتے ہیں۔!" صفدر نے آہستہ سے خوفزدہ آواز میں کہا۔

"یہ ستارے....!" عمران بولا۔ "کیا یہ آسمان سے چپکے ہوئے ہیں۔!"

"نہیں تو....!" صفدر نے کہا اور مضبوطی سے ہونٹ بند کرلئے پتہ نہیں وہ اپنی اس برجستہ 'نہیں تو' پر جھینپ گیا تھا۔ یا قریب ہوتی ہوئی آہٹوں کی بناء پر ایسا ہوا تھا وہ دونوں چپ چاپ پڑے رہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر انہیں تین آدمیوں کی پرچھائیاں نظر آئیں۔ عمران آہستہ آہستہ سینے کے بل رینگنے لگا۔ مگر صفدر سوچ رہا تھا ممکن ہے کہ یہ غیر متعلق لوگ ہوں ویسے اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ عمران کو کسی بات پر ٹوک سکتا۔

* * *

صفدر بُری طرح ہانپ رہا تھا۔ اس کے جسم پر کئی جگہ بڑی بڑی خراشیں آئی تھیں۔ جن سے خون رس رہا تھا۔ انہوں نے تقریباً آدھے گھنٹے میں اتنا راستہ طے کیا تھا اور اب رک گئے تھے۔ صفدر سوچ رہا تھا کہ اسے یہ رات ہمیشہ یاد رہے گی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عمران ان پتھریلے اور ناہموار راستوں پر اتنی دیر تک سینے کے بل رینگتا رہے گا۔

ان کے چاروں طرف اونچی نیچی چٹانیں بکھری ہوئی تھیں اور ذرا ہی سی غلطی انہیں موت کے منہ میں دھکیل سکتی تھی۔ وہ تینوں آدمی یقینی طور پر رگون والا ہی کے گروہ سے تعلق رکھتے

تھے۔ صفدر نے ان کی گفتگو سے یہی اندازہ لگایا تھا اور پھر انہیں ایک غار میں گھستے دیکھ کر عمران رک گیا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے صفدر سے پوچھا۔ ”تمہاری جیب خالی تو نہیں ہے۔!“

”ریوالور ہے میرے پاس....!“ صفدر نے جواب دیا۔

”میں سمجھا تھا شاید صبیحہ اور مسرت نذیر کی تصویریں بھی ہوں گی۔!“ عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔ ”خیر آؤ....!“

”کہاں۔!“

”وہیں جہاں وہ میرے بھائی گئے ہیں....!“

”ارے باپ رے....!“ صفدر کراہا۔

”میں ایسے مواقع پر اپنے باپ کو یاد کرنے کی حماقت نہیں کرسکتا۔“ اس نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ صفدر نے اسے غار میں داخل ہوتے دیکھا۔ طوعاً و کرہاً آگے بڑھا حالانکہ تھکن کی وجہ سے وہ بُری طرح نڈھال ہو رہا تھا۔

وہ چلتے رہے۔ یہ غار سرنگ کی سی بناوٹ رکھتا تھا۔ شاید دو منٹ بعد وہ پھر ایک کھلی جگہ پر کھڑے گہری گہری سانسیں لے رہے تھے اس سرنگ نما غار میں بڑی گھٹن تھی۔ اس سے نکلتے ہی کم از کم صفدر کو تو دسمبر کی سردی بھی خوشگوار معلوم ہوئی۔

”یہ ستارے کتنے حسین ہیں صفدر صاحب۔!“ عمران نے منہ اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔

اور صفدر کو اس پر بے تحاشا غصہ آگیا۔ گویا انہیں ستاروں کی تلاش میں اتنی مشقت برداشت کی گئی تھی۔ اسے غصہ تو آیا مگر وہ خاموش ہی رہا۔

”یہ شاعر لوگ اپنی محبوباؤں کے لئے ستارے توڑ لانے کا وعدہ کرتے ہیں۔ مگر میں اپنی کسی محبوبہ کے لئے آج تک امرود بھی نہیں توڑ سکا۔!“

”وہ لوگ کہاں گئے۔!“ صفدر نے جھنجھلا کر کہا۔

”آہا...! وہ لوگ صفدر صاحب.... وہ لوگ ادھر سے بھی آسکتے ہیں۔!“ عمران نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”اور پھر اس سرنگ نما غار میں گھسنے کی کیا ضرورت تھی۔ کتنی گھٹن تھی وہاں۔ دو تین منٹ ہی میں پسینہ آگیا تھا۔!“

”تو کیا اب آپ انہیں تلاش نہیں کریں گے۔!“

”کہاں تلاش کروں....!“ عمران نے بے بسی سے کہا۔

”تو اتنی محنت یونہی برباد ہوئی۔!“

”محنت کبھی برباد نہیں ہوتی۔ جتنی محنت کرو جسم میں اتنی ہی طاقت آتی ہے۔!“

”طاقت حاصل کرنے کے لئے ہم گھر پر ہی ورزش کرسکتے تھے۔ عمران صاحب۔!“ صفدر نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔

”کتنی خوش گوار رات ہے۔!“ عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ ”مجھے اس وقت ایک شعر یاد آنے کی کوشش کر رہا ہے۔

رات کا منظر سہانا ہے بہت
نیک مائی نیک بابا دے خدا کے نام پر

”دوسرا مصرعہ بڑھ گیا ہے۔!“ صفدر ہنستا ہوا بولا۔

”تم نے کھینچ کر سنا ہوگا.... مصرعہ بڑھ نہیں سکتا۔!“ اور پھر صفدر اس طرح اس کی تفریحی باتوں میں الجھ کر رہ گیا کہ نہ تو سردی کا احساس باقی رہا اور نہ یہی یاد رہ گیا کہ وہ یہاں کیوں آئے تھے۔ پھر یک بیک اسے ہوش آگیا اور وہ سنجیدگی اختیار کر کے بڑبڑایا۔ ”لاحول ولا قوۃ.... کیا مصیبت ہے۔!“

”لاحول ولا قوۃ.... مصیبت نہیں ہے۔ بلکہ اس سے شیطان بھاگتا ہے۔!“ عمران نے اس انداز میں کہا جیسے کسی ناسمجھ بچے کو سمجھا رہا ہو۔

”آپ دوسروں کو بھی پاگل بنادیتے ہیں۔!“ صفدر جھلا گیا۔

”دوسروں کو نہیں تو کیا خود کو پاگل بناؤں گا۔!“ عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔ ”کنفیوشش نے کہا تھا کہ جب آدمی پاگل ہو کر کتوں کو کاٹنے دوڑے تو فوراً ہی اس کی شادی کرادینی چاہئے۔!“

”کیا بات ہوئی....!“

”پتہ نہیں کنفیوشس نے کہا ہے تو کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوگی۔!“

”پھر الجھا رہے ہیں آپ... آخر یہاں سردی میں اس طرح کھڑے رہنے کا کیا مطلب ہے۔!“

”مطلب یہی ہے کہ ہم ٹانگیں رکھتے ہیں۔ اگر ٹانگیں نہ ہوتی تو ہم کیسے کھڑے رہ سکتے۔ لہٰذا

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔!"

"خدا سمجھے۔!"

"ہاں خدا سب کچھ سمجھتا ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اب خاموش رہو.... آہا.... نہیں.... اوپر چلو.....!"

وہ صفدر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچنے لگا۔

غار کے دہانے کے اوپر تھوڑی سی چڑھائی تھی.... وہ دونوں جدوجہد کے بغیر ہی اوپر پہنچ گئے۔

"تم اس طرف ٹھہرو.... اور میں ادھر جاتا ہوں۔!" عمران نے غار کے دوسرے دہانے کی طرف اشارہ کیا۔

"مقصد کیا ہے۔!"

"بنسری بجا کر ہاتھی پکڑیں گے۔!"

صفدر وہیں بیٹھ گیا.... اور عمران دوسرے سرے کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر بہت شدت سے بور ہو رہا تھا تقریباً پندرہ منٹ بعد اس کا دل چاہنے لگا کہ ایک بڑا سا پتھر اٹھا کر عمران کے سر پر دے مارے۔ دفعتاً عمران ہی اس کے سر پر پہنچ گیا وہ جھکا ہوا آیا تھا.... جیسے دیکھ لئے جانے کا خدشہ رہا ہو۔

"کیا وہ دونوں اُدھر ہی سے گزر کر گئے ہیں۔!" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"کون....!" صفدر نے حیرت سے کہا۔

"دو آدمی۔!"

"نہیں تو.... ادھر سے تو کوئی بھی نہیں گزرا....!"

"وہ دیکھو....!" عمران نے مخالف سمت میں ہاتھ اٹھا کر کہا۔

دور دھندلی پرچھائیاں نظر آ رہی تھیں۔ عمران نے صفدر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "وہ اسی غار سے نکل کر گئے ہیں۔ لیکن تمہارا بیان ہے کہ وہ تمہاری طرف سے نہیں گزرے۔!"

"ہرگز نہیں.... میں برابر ادھر ہی دیکھ رہا تھا۔!"

"اب یہاں ٹھہرنے کا مقصد تو نہیں پوچھو گے۔!"

"اوہ... تو یہ اتنی دیر تک غار ہی میں رہے تھے۔!"

"نہیں غار میں قدم رکھتے ہی کچھ فرشتے انہیں آسمان پر اٹھا لے گئے تھے۔!"

"مگر ہم تو تین آدمیوں کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں آئے تھے۔!"

"ایک آسمان ہی پر روک لیا گیا۔ دو پھر واپس بھیج دیئے گئے۔ آؤ....!"

عمران پھر نیچے اترنے لگا۔ صفدر سوچ میں ڈوبا ہوا اس کا ساتھ دے رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے خود کو پھر اسی سرنگ نما غار میں پایا۔ اب عمران نے ٹارچ بھی روشن کر لی تھی۔ غار قدرتی ہی تھا۔ ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ انسانی کاریگری کا رہین منت ہو۔ ویسے وہ بالکل سرنگ سے مشابہ تھا بائیں جانب ایک جگہ ایک پتلی سی دراڑ نظر آئی.... یہ ایسی ہی تھی کہ اس میں سے بمشکل تمام گزر سکتا تھا۔ عمران نے اس کے اندر روشنی ڈالی.... اس کا سلسلہ زیادہ دور تک نہیں تھا۔ شاید دس گز کے فاصلے پر راستہ مسدود ہو گیا تھا۔ مگر عمران پھر بھی اس میں گھس ہی گیا۔ صفدر جہاں تھا وہیں رہا۔ اب وہ بہت زیادہ اکتا گیا تھا۔ عمران کے دراڑ میں داخل ہو جانے کے بعد یہاں پھر اندھیرا ہو گیا تھا۔ اس لئے صفدر نے اپنی ٹارچ بھی نکال لی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ ہکا بکا رہ گیا کیونکہ دراڑ آہستہ آہستہ کشادہ ہوتی جا رہی تھی اور عمران اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر موجود تھا۔ اس کی پشت صفدر کی طرف تھی.... اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کسی چیز پر قوت صرف کر رہا ہو۔ دفعتاً وہ صفدر کی طرف مڑا جس کی ٹارچ روشنی میں اس کی آنکھیں چندھیا رہی تھیں۔ عمران نے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ لیکن اگر آگے بڑھتے وقت وہ اپنی آنکھیں کھلی نہ رکھتا تو اس کی ہڈیاں سرمہ ہو گئی ہوتیں۔ کشادہ ہوتے ہی نیچے بھی ایک کافی وسیع خلا پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے خلا میں روشنی ڈالی اور وہ سیڑھیاں ہی تھیں جنہیں دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"ادھر آنے کی ضرورت نہیں۔!" عمران آہستہ سے بولا۔

"بس نیچے اتر چلو....!"

صفدر نے جیسے ہی زینے پر قدم رکھا۔ عمران بھی ایک ہی جست میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ وہ زینے طے کرنے لگے۔ لیکن زینے ہلتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے اور وہ پتھر کے بھی نہیں تھے شاید کسی دھات سے بنائے گئے تھے اور ان کے نیچے اسپرنگ تھے۔

پھر جیسے ہی انہوں نے آخری زینہ چھوڑا۔ ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ اوپری خلا غائب ہو گئی اس کی بجائے انہیں ایک مسطح چھت نظر آئی۔

"بڑا شاندار میکنزم ہے۔!" عمران آہستہ سے بولا اور صفدر بدقت سن سکا۔ کیونکہ وہاں کچھ اس

قسم کی مسلسل آواز گونج رہی تھی جیسے ڈائینا مو چل رہا ہو۔

وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھے۔ صفدر نے ریوالور نکال لیا تھا.... اور پھر وہ وہاں جا پہنچے جہاں سے یہ آواز آرہی تھی۔ انہوں نے دروازے سے جھانک کر دیکھا.... اور ایک بہت زیادہ قوت والا بلب وہاں روشن تھا۔ انہیں صرف تین آدمی نظر آئے۔ دو مشینوں پر کام کررہے تھے اور تیسرا دور کھڑا انہیں تشویش آمیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

یہ تیسرا آدمی رنگون والا کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

دفعتاً عمران نے دروازے سے چھلانگ لگائی اور رنگون والا کے قریب پہنچ گیا۔ رنگون والا بوکھلا کر پیچھے ہٹا اور عمران جھک کر سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "صدر صاحب.... آپ کا گدھا حاضر ہے۔!"

رنگون والا ہکا بکا رہ گیا۔ کبھی وہ عمران کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی صفدر کے ہاتھ میں دبے ہوئے ریوالور کی طرف۔

"گدھے ٹرک پر سفر نہیں کیا کرتے۔ البتہ اگر مضبوط ہوں تو ٹرک میں جوتے ضرور جاسکتے۔!" عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

"تم کون ہو....!" رنگون والا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اب وہ اپنی حیرت پر قابو پاچکا تھا۔

"میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔!" عمران نے جواب دیا اور صفدر کی طرف اشارہ کرکے بولا۔ "لیکن یہ بہت خطرناک آدمی ہے۔!"

دفعتاً صفدر نے بقیہ دو آدمیوں کو للکارا.... "خبردار اپنے ہاتھ اوپر اٹھادو....!"

"دیکھا تم نے۔!" عمران مسکرا کر بولا۔ "کیسا بلبل کی طرح دہاڑتا ہے۔!"

بلبل کی طرح دھاڑنے پر صفدر کو ہنسی آگئی.... اور عمران غرایا "نہیں.... اسی طرح گرجتے برستے رہو۔ ورنہ یہ لوگ سمجھ جائیں گے کہ تمہارا ریوالور نقلی.... ارر.... ہپ....!" اس نے دنوں ہاتھوں سے اپنا منہ بند کرلیا۔ جیسے کوئی بات منہ سے نکلنے والی رہی ہو۔

شاید ان دونوں آدمیوں نے لفظ نقلی سن لیا تھا۔ کیونکہ دوسرے ہی لمحے میں ان کے ہاتھ جیبوں کی طرف گئے۔ مگر صفدر کے ریوالور سے ٹھیک اسی وقت یکے بعد دیگرے دو شعلے نکلے اور دونوں اچھل کر دور جاپڑے۔

رنگون والا بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ لیکن اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نہیں تھے۔ وہ

س وقت ایک انتہائی سرد مزاج آدمی معلوم ہورہا تھا۔

"آہا تو یہ ریوالور نقلی نہیں تھا۔!" عمران مسکرا کر بولا۔ "میں سمجھا تھا شاید تم بھی میری ہی طرح نقلی ریوالور لئے پھرتے ہو۔!"

"میں دراصل بہت احمق آدمی ہوں مسٹر رنگون والا اس لئے تمہاری انجمن کا ممبر بننا چاہتا ہوں۔ اب دیکھو یہ بے وقوفی نہیں تو اور کیا تھی۔ اچھے خاصے اصلی ریوالور کو نقلی کہہ کر تمہارے دو آدمیوں کا صفایا کرادیا.... نہ وہ ریوالور نکالنے کے لئے ہاتھ جیبوں کی طرف لے جاتے اور نہ یہ فائر کرتا۔ میرا دعویٰ ہے کہ تمہاری انجمن میں میری ٹکر کا ایک بھی احمق نہیں نکلے گا اور اگر نکل آئے تو نکل آنے دو.... کیا سمجھے۔!"

"ہاں.... آں....!" رنگون والا کسی سانپ کی طرح پھپھکارا۔ "میں عمران کو اچھی طرح جانتا ہوں۔!"

"جانتے ہونا.... ہاہا.... میں پہلے ہی جانتا تھا۔!" عمران نے مسرت کا اظہار کیا اور پھر صفدر سے بولا۔ "مسٹر رنگون والا کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دو۔!"

رنگون والا نے چپ چاپ اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیئے۔ صفدر نے ریوالور جیب میں رکھ کر ہتھکڑیاں نکالیں۔ دو آدمیوں کو تو وہ ٹھنڈا کر ہی چکا تھا۔ لہٰذا وہ صرف رنگون والا کے لئے اتنا محتاط نہیں ہوسکتا تھا کہ عمران کے ہاتھ میں ریوالور دے کر اس کے ہتھکڑیاں لگاتا۔ اسے اطمینان تھا کہ وہ دو ہیں اور رنگون والا تنہا ہے۔ اس نے جدوجہد کرنے کی کوشش کی تو اسے اچھا خاصا سبق دیا جاسکے گا۔!"

مشین پہلے ہی کی طرح اب بھی چل رہی تھی۔ اس کے بڑے بڑے پہیئے بہت تیزی سے گردش کررہے تھے۔

جیسے ہی صفدر نے اس کی کلائیوں پر ہتھکڑیاں رکھیں رنگون والا نے اس کے پیٹ پر اس زور سے گھٹنا مارا کہ وہ چیخ کر دوسری طرف الٹ گیا اور رنگون والا اسے پھلانگتا ہوا عمران پر جاپڑا۔ عمران پر کہنا غلط ہوگا کیونکہ عمران تو الگ کھڑا تھا اور رنگون والا منہ کے بل فرش پر گرا تھا۔ اب اٹھنے کی کوشش کررہا تھا۔ لیکن معلوم ہورہا تھا جیسے اب اس میں اٹھنے کی بھی سکت نہ رہ گئی ہو۔

عمران خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ لیکن صفدر دانت پیستا ہوا اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

یک بیک رنگون والا اٹھ کر بھاگا اور یہ حقیقت ہے کہ اس وقت عمران بھی بوکھلا گیا وہ سمجھا تھا شاید اسے کوئی اندرونی چوٹ آئی ہے۔ وہ دونوں بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ لیکن شاید اب اسے پاجانا آسان نہیں تھا۔ وہ تہہ خانے سے باہر آگئے سرنگ نما غار میں بھی اس سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی اور اب پھر ان کے سروں پر کھلا ہوا آسمان تھا۔ اندھیری رات سائیں سائیں کر رہی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ آس پاس تلاش کرتے رہے۔ مگر پتہ نہیں اسے زمین نگل گئی تھی یا آسمان کھا گیا تھا۔

وہ پھر سرنگ نما غار کی طرف واپس آئے۔ مگر ٹھیک اسی وقت انہوں نے بہت سے قدموں کی آوازیں سنیں۔ جو چاروں طرف سے آتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔

”چلو جلدی کرو۔!“ عمران نے کہا اور سینے کے بل لیٹ گیا وہ دونوں ایک بار پھر کیکڑوں کی طرح رینگنے لگے۔ دفعتاً کسی نے چیخ کر کہا۔ ”وہ دیکھو ادھر....“ اور ساتھ ہی ان دونوں پر کئی ٹارچوں کی روشنیاں پڑیں۔ عمران نے بڑی پھرتی سے ایک گڑھے میں چھلانگ لگا دی اور پھر صفدر اس پر گر پڑا۔ کئی گولیاں سنسناتی ہوئی سروں پر سے گزر گئیں۔ صفدر نے بھی یونہی اوٹ پٹانگ طور پر ایک فائر جھونک دیا۔

”یہ کیا کر رہے ہو....!“ عمران بڑبڑایا۔ ”تمہارے پاس کتنے راؤنڈ ہیں۔!“

”صرف.... جو چیمبر میں ہیں۔!“

”لاؤ ادھر دو فضول برباد نہ کرو۔!“ عمران نے ریوالور اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ شائد زندگی میں پہلی بار عمران کسی ایسے چکر میں پڑا تھا۔ پرانی عادت کے مطابق اس کی جیب بالکل خالی تھی۔ یعنی آج بھی وہ ہوٹل سے چلتے وقت اپنا ریوالور رکھنا بھول گیا تھا اور اس میں بھی صرف تین کارتوس تھے۔ وہ یقیناً ایک یادگار رات تھی جب عمران سچ مچ خود کو پاگل تصور کرنے لگا تھا۔ مجرم شکاری کتوں کی طرح ان کا تعاقب کر رہے تھے اور وہ کئی چٹانوں میں چھپتے چھپاتے اور کبھی دھوئیں سے گھبرائی ہوئی شہد کی مکھوں کی طرح کھلے میں نکل آتے۔ مگر شاید ان کی قضا ابھی دور تھی۔ کیونکہ ابھی تک تو یہی ثابت ہو تا رہا تھا گولیاں برس رہی تھیں مگر وہ محفوظ تھے۔

اسی بھاگ دوڑ میں صبح ہو گئی اور اجالا پھیلنے لگا۔ صفدر نے سوچا اب شامت آگئی اب اس ویرانے میں ان کا مار لیا جانا لازمی ہے۔ اچانک انہیں ایک بہت گہری کھائی سی نظر آئی اور وہ ڈھلان میں دوڑتے چلے گئے۔ اس وقت وہ شکاری کتے ان کی نظروں مین نہیں تھے۔ غالبًا وہ ادھر اُدھر

ہٹ رہے تھے۔ لیکن وہ دونوں ان کی آوازیں صاف سن رہے تھے جو کبھی دور ہو جاتی تھیں اور ی قریب سے آنے لگتی تھیں۔ اب وہ لوگ فائر نہیں کر رہے تھے۔ شاید اب ان کے کارتوس ی ختم ہو چکے تھے یہ اور بات ہے کہ عمران یا صفدر کو اس پر یقین نہ آیا ہو۔ صفدر سوچ رہا تھا ممکن ہے اجالا پھیل جانے کی وجہ سے انہوں نے اپنے ہاتھ روک لئے ہوں۔

تھوڑی ہی دیر بعد انہیں معلوم ہو گیا کہ یہاں پناہ نہ مل سکے گی۔ تعاقب کرنے والوں نے انہیں دیکھ لیا تھا اور وہ کھائی کو چاروں طرف سے گھیر رہے تھے۔

دفعتاً انہوں نے ایک قہقہہ سنا.... اوپر ایک دیو قامت آدمی ہنس رہا تھا۔

”اوہ.... یہ وہی ہے عمران صاحب۔!“ صفدر نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔ ”وہی جو حیرت انگیز طاقت کا مالک ہے۔!“ ادھر اس دیو قامت آدمی نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ ”نیچے مت جاؤ.... میں ان کی چٹنی بنائے دیتا ہوں۔!“

صفدر تو سچ مچ لرز گیا کیونکہ وہ ایک بہت بڑی چٹان اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر دوسرے ہی لمحہ میں وہ چٹان لڑھکتی ہوئی اُن کی طرف آ رہی تھی۔ بمشکل تمام وہ خود کو بچا سکے۔ صفدر تو چھلانگ لگاتے وقت گر ہی پڑا۔

”اوہ....!“ عمران آہستہ سے غرایا۔ ”اب دیکھو میں ان کی کیا درگت بناتا ہوں.... اب اندھیرا نہیں ہے۔ شاید انہیں یہ نہیں معلوم کہ میں نے تین گولیاں بہت احتیاط سے رکھ چھوڑی ہیں۔!“

”اچانک صفدر کو ایسا محسوس ہوا جیسے عمران کسی غضب ناک بھیڑیئے کی طرح پھول گیا ہو۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اوپر دیو قامت آدمی دوسری چٹان سنبھال رہا تھا۔ لیکن اس بار وہ خود بھی چٹان کے ساتھ ہی نیچے چلا آیا۔ کیونکہ عمران کی گولی اس کی پیشانی پر پڑی تھی۔

کتنی بھیانک چیخ تھی.... اور پھر اس چٹان کے نیچے اس کی ہڈیاں کڑکڑا کر رہ گئیں۔

اسکے بعد صفدر کو تو یہی محسوس ہوا جیسے عمران سچ مچ پاگل ہو گیا ہو۔ وہ چڑھائی پر دوڑا جا رہا تھا۔ اس پر پتھروں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ لیکن وہ کسی بندر کی طرح خود کو ان سے بچاتا جا رہا تھا۔ اس دوران میں اس نے ریوالور کے بقیہ دو چیمبر بھی خالی کر دیئے دو اور گرے مگر اب بھی ن کی تعداد ان سے چھ گنی تھی۔ یعنی وہ بارہ تھے۔

عمران کے اوپر پہنچتے ہی انہوں نے یلغار کر دی۔ اب صفدر بھی اوپر کی طرف بھاگ رہا تھا۔

وہاں پہنچ کر اسے تدبیر سوجھ گئی اور اس نے پتھر کے ٹکڑے اٹھا اٹھا کر ان کی کھوپڑی پر نشانہ بازی کی مشق شروع کر دی۔

اس طرح اس یلغار کا تو خاتمہ ہو گیا۔ لیکن چار آدمی صفدر پر بھی جھپٹ پڑے۔ اب وہ دونوں الگ الگ ان سے نپٹ رہے تھے۔ عمران پر متواتر حملے کرنے والوں میں رنگون والا بھی تھا۔

لیکن خالی ہاتھ نہیں تھا۔ اس کا خنجر اب تک کئی بار عمران پر اٹھ چکا تھا۔ لیکن یہ اور بات ہے کہ اس کے حملے سے خود اسی کے دو آدمی ہلاک ہو چکے ہوں۔

جب تیسرے پر اس کا خنجر آ پڑا تو اس کے آدمی اپنی کھوپڑیاں قابو میں نہ رکھ سکے۔

"اندھے ہو گئے ہو تم....!" ایک نے دہاڑ کر کہا۔

"اس کا باپ بھی اندھا تھا....!" عمران نے قہقہہ لگایا۔ "تم لوگوں کو یہ کتے کے پلوں سے زیادہ نہیں سمجھتا۔!"

رنگون والا نے پھر غصے سے بپھر کر عمران پر حملہ کیا اور اس کے ایک آدمی کی چیخ دور تک سناٹے میں لہراتی چلی گئی۔ پھر یک بیک اس کے آدمی اسی پر الٹ پڑے۔

"ارے تم بھی آؤ....!" عمران نے دونوں ہاتھ ہلا کر صفدر پر حملہ کرنے والوں کو مخاطب کیا۔ "یہ رنگون والا پاگل ہو گیا ہے۔!"

"وہ ادھر پلٹے.... اور انہوں نے بھی اسے خود اپنے ہی ساتھیوں پر خنجر سے حملہ کرتے دیکھا۔ اب ایک اور آدمی بھی اس کی دیوانگی کا شکار ہو چکا تھا۔

وہ لوگ صفدر کو چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور صفدر چپ چاپ کھسک کر عمران کے پاس پہنچ گیا۔ وہ چاروں الگ کھڑے تھے لیکن جیسے ہی رنگون والا نے پانچویں پر ہاتھ صاف کیا وہ بھی بے قابو ہو گئے اور عمران نے کہا۔ "واقعی تم بڑے کمینے ہو رنگون والا.... یہ لوگ تمہارے لئے خون اور پسینہ ایک کرتے رہے ہیں۔!"

رنگون والا کے منہ سے گالیوں کا طوفان امڈ پڑا۔ شاید اس میں اتنی سکت نہیں رہ گئی تھی کہ وہ دیر تک باقی بچے ہوئے سات آدمیوں کا مقابلہ کر سکتا۔ دفعتاً وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ ساتوں آدمی اس کے پیچھے دوڑنے لگے۔ عمران اور صفدر ان ساتوں کے پیچھے تھے۔

"یہ کیا ہو گیا....؟" صفدر بولا۔

"ایک نفسیاتی لمحہ.... ایسی تفریح روز روز میسر نہیں آتی۔ ذرا تیزی سے دوڑو۔!"

"کہیں وہ اسے مار نہ ڈالیں....!"

"میں انہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا۔ مگر وہ کم بخت کتنی تیزی سے دوڑ رہا ہے۔!"

پھر انہوں نے اسے سرنگ نما غار میں گھستے دیکھا۔ لیکن ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب نہوں نے تعاقب کرنے والوں کو پلٹتے دیکھا وہ اس طرح بھاگ نکلے تھے جیسے ملک الموت نے ان کا تعاقب شروع کر دیا ہو۔ ساتھ ہی وہ چیخ بھی رہے تھے....!" بھاگو.... بھاگو....!"

"یہ کیا معاملہ ہے؟" عمران رک گیا۔ پھر اس نے بھی انہیں کی طرح اپنی پوری قوت سے دوڑنا شروع کر دیا۔ صفدر پھر بوکھلا گیا۔ اس کے علاوہ چارہ ہی کیا تھا کہ وہ بھی وہی کرتا جو عمران کر رہا تھا۔

"یہ کیا پاگل پن ہو رہا ہے....!" صفدر نے دوڑتے ہوئے کہا۔

"دیکھو.... وہ لوگ رکنے کا نام ہی نہیں لیتے.... حالانکہ غار بہت پیچھے رہ گیا ہے۔!"

دفعتاً صفدر منہ کے بل گر پڑا.... اور عمران بھی گرتے گرتے بچا.... وہ دھماکہ ہی ایسا زبردست تھا کہ زمین کانپ گئی تھی۔ بڑی بڑی چٹانیں کاغذ کی دھجیوں کی طرح فضا میں اڑ گئی تھیں۔ انہیں ان اڑتے ہوئے پتھروں سے بچنے کے لئے پھر دوڑنا پڑا۔

پھر وہ ایک اونچی چٹان پر جا چڑھے.... صفدر ہانپ رہا تھا۔ انہوں نے ایک جگہ دھوئیں کے کثیف بادل مسلط دیکھے وہ سرنگ نما ہی ہو سکتی تھی۔

"اڑا دیا.... سب برباد کر دیا...." صفدر ہانپتا ہوا بولا۔!

"ہاں ان کے اس طرح بھاگتے ہی مجھے شبہ ہوا تھا کہ ممکن ہے وہاں انہوں نے پہلے ہی سے ڈائنامائیٹ لگا رکھا ہو۔!"

"مگر.... وہ سب تھا کیا....!" صفدر نے پوچھا۔

عمران نے کوئی جواب نہ دیا وہ بہت زیادہ فکر مند نظر آنے لگا تھا۔

* * *

تین دن تک گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اور خود سیکرٹ سروس کے ممبروں کو بھی اصل کا علم نہ ہو سکا۔ دار الحمق کے سارے ممبر چن چن کر گرفتار کئے گئے۔ مسز نعمانی ایکس ٹو کے سے آزاد کر دی گئی۔ لیکن پھر پولیس نے اسے گرفتار کر لیا۔ مسز گوہن جو کیپٹن خاور کی

نگرانی میں تھی پہلے ہی پولیس کے سپرد کی جاچکی تھی۔

چوتھے دن سیکرٹ سروس کے ممبر دانش منزل میں ایکس ٹو کی تقریر کے منتظر تھے۔ ٹرانسمیٹر سے ایک ہلکا لاؤڈ اسپیکر منسلک کردیا گیا تھا۔ ٹھیک دس بجے ایکس ٹو کی آواز آئی۔ جو کہہ رہا تھا۔ ”عمران کا ابھی تک پتہ نہیں چل سکا۔ یہ حقیقت ہے کہ اس نے تنہا یہ کارنامہ انجام دے ڈالا۔ میں صفدر اور سارجنٹ نعمانی سے بھی بے حد خوش ہوں۔ انہوں نے بڑی چالاکی سے اس گروہ کی سراغ رسی کی ہے۔ میں اپنے سارے ماتحتوں سے ایسی ہی کارگزاریوں کی توقع رکھتا ہوں۔!“

پھر اس نے آئیل فیلڈ کے واقعات دہرانے شروع کئے۔ صفدر ایک ایک بات پر سر ہلاتا جارہا تھا۔ کچھ دیر خاموش رہ کر ایکس ٹو پھر بولا۔ ”رنگون والا کو اچھی طرح علم ہوگیا تھا کہ عمران اس کے چکر میں ہے۔ لیکن وہ مطمئن تھا کہ وہ اس کے خلاف ثبوت مہیا نہ کرسکے گا۔ لہٰذا وہ نہایت اطمینان سے کام کرتا رہا۔ اگر اسے یہ معلوم ہوجاتا کہ کسی دن یہاں کے آئیل اسٹیشن پر تیل کی پوری مقدار پہنچ گئی ہے تو اس کا اطمینان رخصت ہوجاتا۔ میں نے کوشش کی تھی کہ یہ راز کسی پر نہ ظاہر ہونے پائے۔ عموماً یہی مشہور کیا جاتا رہا کہ تیل کی پوری مقدار کسی دن بھی یہاں نہیں پہنچی۔ پھر میں نے انتظام کیا کہ یہاں کے آئیل اسٹیشن کے کچھ ذمہ دار آفیسر گرفتار کرلئے جائیں۔ ان گرفتاریوں نے اسے اور بھی اطمینان دلا دیا۔ پائپ لائن کی مرمت محض ایک ڈھونگ تھا۔ وہ ایک بار کھدائی کرکے یہ مشہور کردیتے کہ پائپ لائن میں شگاف پڑ گیا تھا۔ اب اس کی مرمت کردی گئی ہے پھر شائد کچھ دنوں تک پوری مقدار میں تیل آتا رہتا اور ہوسکتا ہے کہ اس کے بعد پھر کمی شروع ہوجاتی۔ قصہ دراصل یہ تھا کہ انہوں نے پائپ لائن سے ایک کنکشن اور لگا رکھا تھا۔ اس کے ذریعہ تیل دوسری طرف لے جاکر ضائع کردیا جاتا تھا۔ اس کنکشن کو کنٹرول کرنے کے لئے انہوں نے ایک غار میں مشینیں لگائی تھیں۔ مقصد صرف یہ تھا کہ ہم اپنے ایک دوست ملک کو تیل نہ دے سکیں۔ جس جگہ انہوں نے کھدائی کا ارادہ کیا تھا دراصل وہیں انہوں نے کنکشن لگا رکھا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ وقتی طور پر انہوں نے وہاں سے کنکشن ہٹا دینے کا ارادہ کیا ہو۔ لیکن اگر ان کا یہی ارادہ تھا تو ہمیں یہی سمجھنا چاہئے کہ رنگون والا کو علم ہوگیا تھا کہ کسی دن تیل کی پوری مقدار بھی پہنچ گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں پوری نئی پائپ لائن کی کھدائی کا مسئلہ درپیش ہوجاتا۔ بہرحال یہ قصہ ہی ختم ہوگیا۔

فیلڈ انجینئر بھی ان غیر ملکی ایجنٹوں سے ملا ہوا تھا۔ اسے گرفتار کرلیا گیا ہے۔ مگر رنگون والا کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔ اس نے اس زمین دوز کارخانے کو ڈائنامائیٹ سے اڑا دیا۔ میرے خیال سے تو اس کی ذہنی حالت ان آخری لمحات میں ایسی نہیں رہ گئی تھی کہ اسے اپنی حفاظت کا ہوش ہوتا۔ اسے وہاں سے نکلنے کی مہلت ہی نہ مل سکی ہوگی.... اور پھر وہ ڈائنامائیٹ اتنا طاقتور تھا کہ اس نے تقریباً چار فرلانگ کے رقبے میں تباہی پھیلائی ہے۔!“

کچھ دیر کے لئے خاموشی چھا گئی۔ پھر ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز دوبارہ آئی۔

”اب احمقوں کی انجمن کا حال سنو! یہ کئی بڑے حکام کی سرپرستی میں چل رہی تھی۔ لیکن ان بے چاروں کو اس کے مقصد کا علم نہیں تھا۔ وہ تو اسے رنگون والا کی جدت طبع سمجھے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ نئے ڈھنگ کی تفریح ہے۔ جس کا مقصد بے فکری کے ساتھ وقت گزارنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ رنگون والا ویسے بھی انہیں ہر طرح سے خوش کرتا رہتا تھا۔ وہ کچھ بھی سمجھتے رہے ہوں لیکن حقیقتاً یہ انجمن صرف ان عورتوں کے لئے بنائی گئی تھی جو اہم ترین سرکاری دفاتر میں کام کرتی ہوں۔ وہ انہیں انجمن تک پہنچانے کے لئے طرح طرح کے دلچسپ اور ہنسانے والے طریقے اختیار کرکے مثال کے طور.... پر....!“

مثال کے طور پر اس نے بتایا کہ روشی اور مسز نعمانی کس طرح دارالحمق تک پہنچی تھیں۔ اس نے ان دونوں کے نام نہیں ظاہر کئے۔ بلکہ دو عورتوں کی داستانیں بیان کیں۔ پھر بولا۔ ”عورتیں عموماً ہنسنے ہنسانے پر جان دیتی ہیں اور احمقوں سے تو بڑی دلچسپی ہوتی ہے۔ بشرطیکہ وہ ان کے شوہر نہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ انجمن کے ممبر عورتوں کی تعداد بڑھانے میں حیرت انگیز طور پر کامیاب ہوئے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ ان کے ذریعے حکومت کے راز معلوم کئے جائیں۔ خصوصیت سے محکمہ خارجہ کی عورتوں پر زیادہ دھیان دیا گیا تھا اور ان کی تعداد نسبتاً زیادہ تھی۔ مگر یہی احمقوں کی انجمن ان کے لئے موت کا پیغام بن گئی۔ عمران جیسے احمق کو وہ پہلے ہی سے کھٹک رہی تھی۔ پھر جب اس کی ایک دوست بھی انجمن کی طرف متوجہ کی گئی تو اس نے باقاعدہ طور پر ان کے خلاف تحقیقات شروع کردیں۔ ویسے رنگون والا پر تو میری نظر بہت پہلے سے تھی۔ میں نے عمران کو آئیل فیلڈ میں تحقیقات کے لئے تنہا بھیجا تھا۔ خیال یہ تھا کہ یہ معاملات جلدی اور آسانی سے نہ طے ہوں گے۔ لہٰذا عمران کی رپورٹ ملنے کے بعد میں تم لوگوں کو بھی یہاں سے بھیجوں گا۔ مگر

غیر متوقع طور پر حالات کچھ سے کچھ ہو گئے۔ عمران اور صفدر کو تنہا مقابلہ کرنا پڑا.... انہیں اتنی مہلت بھی نہ مل سکی کہ نعمانی ہی کو اپنی مدد کے لئے بلا سکتے۔ عمران غائب ہو گیا ہے۔ پتہ نہیں اب وہ کس چکر میں ہے۔ اگر تم میں سے کسی کو کہیں دکھائی دے تو مجھے فوراً مطلع کرنا۔!"

◆

عمران نے ٹرانس میٹر بند کردیا۔ اس نے روشی کے نئے فلیٹ سے اپنے ماتحتوں کو مخاطب کیا تھا۔

"تو یہ قصہ تھا۔!" روشی نے طویل سانس لے کر کہا۔

"ہاں.... اور اب مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے....!" عمران جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔

"مگر کلب میں بہتیری ایسی عورتیں بھی تھیں جن کا تعلق کسی سرکاری محکمے سے نہیں تھا۔!" روشی نے کہا۔

"ہاں.... وہ یا تو باقاعدہ طور پر رنگون والا کے لئے کام کرتی تھیں یا پھر وہ انجمن کے اصل مقصد سے واقف ہی نہیں تھیں۔ کام کرنے والیوں میں مثال کے طور پر مسز گوہن پیش کی جا سکتی ہے۔!"

"لیکن تم نے یہ کیوں کہا ہے کہ عمران غائب ہو گیا۔!"

"بس یونہی.... تھوڑی سی تفریح کے لئے۔ جولیانا فٹنر واٹر مجھے تلاش کرنے کے لئے زمین و آسمان ایک کر دے گی۔!"

"تو تم آج کل اس کے چکر میں ہو۔!" روشی غصیلے لہجے میں بولی۔

"ہاں میرے ایک خالو عرصہ سے کنوارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان سے اس کی شادی کرادوں تاکہ وہ میری خالہ ہو جائے.... مگر وہ سمجھتی ہے کہ تم میری خالہ ہو۔!"

روشی میز سے رول اٹھا کر اس کی طرف جھپٹی اور عمران "ٹاٹا" کہتا ہوا فلیٹ سے باہر نکل گیا۔

(ختم شد)

عمران سیریز نمبر 21

شفق کے پجاری

(مکمل ناول)

◆

قریب وجوار کے شہروں میں شاہ دارا ہی ایسا شہر تھا جسے عمران نے اچھی طرح نہیں دیکھا تھا... یوں تو کئی بار اُس کا یہاں آنا ہوا تھا لیکن کبھی شہر دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا! ان دنوں وہ قریب قریب بے کار تھا لہٰذا اس نے سوچا کہ شاہ دارا ہی دیکھ ڈالا جائے۔

وہ تنہا آیا تھا اور یہاں کے سب سے زیادہ شاندار ہوٹل اڈلفیا میں اس کا قیام تھا۔ اڈلفیا میں یہ اس کی پہلی رات تھی... اور وہ ڈائننگ ہال میں اپنی میز پر تنہا تھا... اس کے چہرے پر حسبِ معمول حماقتوں کی آندھیاں چل رہی تھیں۔

تقریباً سات بجے ایک ویٹر اس کی میز کے قریب آیا اور سلام کر کے آرڈر کا منتظر تھا کہ عمران نے احمقانہ انداز میں اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا اور بال بچوں کی بابت دریافت کرنے لگا۔ ویٹر اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً اس نے جھک کر آہستہ سے پوچھا "کیا آپ یہاں پہلی بار تشریف لائے ہیں جناب...!"

"ہاں بھئی... بالکل پہلی بار...!"

"کسی بڑے ہوٹل میں ٹھہرنے کا اتفاق بھی پہلی ہی بار ہوا ہے...!"

"اررر..." عمران ہنس کر بولا "نہیں... ہاں... مطلب یہ کہ...!"

"ویٹروں کے سلام کے جواب پر مصافحہ نہیں کیا کرتے...!" ویٹر نے بزرگانہ انداز اختیار کرتے ہوئے کہا۔ "آپ بُرا نہ مانئے گا ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کو ہوٹل کے آداب سے

آگاہ کریں۔ انہیں خصوصیات کی بناء پر اڈلفیا دور تک مشہور ہے۔ ہم ویٹروں میں کوئی بھی نان میٹرک نہیں ہے اور ہیڈ ویٹر نہ صرف گریجویٹ بلکہ لندن کے جیفریز ہوٹل کا تربیت یافتہ بھی ہے۔!"

"آپ سب سے مل کر بے حد خوشی ہوئی۔" عمران چہک کر بولا۔ اور ایک بار پھر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا پھر دفعتاً اسے بائیں ہاتھ سے پکڑ کر ہکلانے لگا۔ "مم... معاف کیجئے گا... مم... بالکل گدھا ہوں... اررر... یعنی... کہ... ٹھیک ہے... اب مجھے بھوک لگ رہی ہے... نہاری اور تنوری روٹیاں...!"

"نہاری اور تنوری روٹیاں...!" ویٹر نے حیرت سے دہرایا اور پھر ایسا منہ بنایا جیسے اس فرمائش پر اسے گہرا صدمہ پہنچا ہو۔

"اگر نہاری... نہ ہو تو... چنے کی دال...!"

"ٹھہریئے... آپ تشریف رکھئے... میں خود ہی آپ کے لئے کھانے کا انتخاب کروں گا۔!"

"ویری گڈ... بہت خوب...!" عمران پھر خوش ہو گیا اور آہستہ سے رازدارانہ لہجے میں بولا۔ "بس منی کی ماں مجھے بھی اسی لئے اچھی لگتی ہیں کہ...!"

ویٹر جا چکا تھا۔ عمران نے جملہ پورا کرنے کی بجائے چھت کی طرف دیکھ کر آنکھ ماری اور کرسی کی پشت سے ٹک گیا۔

ہال کی ساری میزیں قریب قریب انگیج ہو چکی تھیں۔ یہاں ماحول بہت پُر سکون تھا۔ کسی طرح کی بھی بد نظمی یا بے ربطی کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ لوگ آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے۔ قہقہے لگاتے وقت بھی ان کی آوازیں اونچی نہ ہوتیں۔

عمران بور ہو رہا تھا... آج ہی شام کو وہ یہاں پہنچا تھا۔ لیکن اب اس کا دل نہیں چاہتا تھا کہ وہ کہیں باہر جائے۔

کچھ دیر بعد ایک ویٹر اس کی میز پر پلیٹیں لگانے لگا... یہ وہ ویٹر نہیں تھا جس سے کچھ دیر قبل عمران کی گفتگو ہوئی تھی۔

ویٹر میز کے پاس سے ہٹ گیا اور عمران نے ایک قاب کا ڈھکن اٹھایا... اس میں چاول تھے۔ عمران کھانے کی شروعات چاولوں سے کرنے کا عادی نہیں تھا اس نے دوسری قاب کا

ڈھکن اٹھایا اس میں ترکاری تھی۔

معمول کے مطابق روٹیوں کے بعد اس نے چاول کی طرف ہاتھ بڑھایا اور جب وہ قاب سے پلیٹ میں چاول لے رہا تھا چمچہ کسی ایسی چیز سے ٹکرایا جس نے اُسے قاب کی تہہ تک پہنچنے سے روک دیا۔ عمران نے چمچہ ایک طرف رکھ کر اُسے انگلی سے ٹٹولا اور پھر دوسرے ہی لمحہ میں وہ چیز اس کی چٹکی میں دبی ہوئی باہر آگئی۔

یہ مومی کاغذ کا ایک چھوٹا سا لفافہ تھا اور اس کے اندر رکھا ہوا کاغذ کا ٹکڑا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے اُسے ایک پلیٹ کے نیچے دبا دیا۔

لیکن اب یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ کھانا کھاتا رہتا.... کرسی کی پشت سے ٹک کر اس نے پلیٹ کے نیچے سے نکالا.... وہ گوند سے چپکا دیا گیا تھا اور اس بات کا خاص خیال رکھا گیا تھا کہ اندر رکھے ہوئے کاغذ تک بھاپ یا پانی کا اثر نہ پہنچ سکے۔

اس نے لفافہ کو کھول ڈالا۔ کاغذ کے ٹکڑے پر انگریزی میں ٹائپ کی ہوئی عبارت تھی۔

"سروش محل کے شمالی پھاٹک پر جاؤ۔ پھاٹک سے شمال مشرق کی طرف سو قدم پر جو جھاڑیاں ہیں ان میں ایک بیڑی اور ایک چھوٹی سی مشین ملے گی۔ بیٹری کا تار مشین کے سرخ لٹو سے کنکٹ کر کے اُسے دائیں جانب گھما دینا۔ پھر وہاں سے جتنا تیز دوڑ سکتے ہو دوڑ کر عمارت سے نکل جانے کی کوشش کرنا۔

پجاری

* * *

عمران نے اس عبارت کو تین چار بار پڑھنے کے بعد لفافے سمیت جیب میں رکھ لیا۔

سروش محل شاہ دارا کی ایک بہت مشہور عمارت تھی عمران نے اس کا نام پہلے بھی سنا تھا۔

وہ اس لفافے کے متعلق غور کرنے لگا۔ شاید یہ کسی اور کے دھوکے میں اس تک پہنچا تھا۔ ں کی معلومات کے مطابق سروش محل ایک متمول خاندان کی ملکیت تھا۔

وہ سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اس کے کسی شناسا نے اسے قوف بنانے کی کوشش کی ہو۔

ویٹر برتن سمیٹ لے گیا۔ عمران نے بہت غور سے اس کے چہرے کا جائزہ لیا تھا۔ لیکن

ے کوئی غیر معمولی بات نہیں نظر آئی۔ وہ اس خط سے بالکل ہی بے تعلق معلوم ہوتا تھا۔

عمران نے سوچا کہ ممکن ہے کسی نے اس کی لاعلمی میں یہ حرکت کی ہو۔

وہ کچھ دیر تک وہیں بیٹھا رہا۔ پھر اٹھ کر ہوٹل سے باہر آیا۔ وہ بہت کچھ سوچ رہا تھا۔ اگر اس ے کسی شناسا کا مذاق نہیں تھا تو پھر کیا ضروری تھا کہ کسی اور کے دھوکے میں اسی کے پاس یہ تحریر پہنچتی۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی وہ ایسے اتفاقات سے دوچار ہو چکا ہے۔ مگر اس کی نوعیت ی دوسری تھی۔ نہ جانے کیوں یہ اسے کسی ڈرامے کا ریہرسل سا معلوم ہوا تھا۔ اور پھر یہ تجویز کسی "پجاری" کی طرف سے تھی۔ بھلا پجاریوں کو "بیٹری اور مشین" سے کیا سروکار۔

اُس نے سوچا کہ اگر وہ اس کے کسی شناسا کا مذاق ہے تو اسے ضرور بیوقوف بننا چاہئے۔ آخر وہ تفریح ہی کے لئے تو یہاں آیا تھا اور بیوقوف بننا ہی اس کی سب سے بڑی تفریح تھی۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی حماقتیں الٹا دوسروں ہی کو بیوقوف بنا دیتی ہوں۔

اس نے ایک ٹیکسی کی اور سروش محل کی طرف روانہ ہو گیا.... لیکن اسے علم نہیں تھا کہ وہ کن راستوں سے گزر رہا ہے۔ شاہ دارا کی راہوں میں وہ اجنبی تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد ٹیکسی شہر کے باہر پہنچ گئی۔ سروش محل شہر سے تقریباً دو ڈھائی میل کے فاصلے پہ تھا۔

"مجھے عمارت سے تقریباً ایک فرلانگ ادھر ہی اتار دینا۔" عمران نے ڈرائیور سے کہا۔ "اور پھر وہیں میری واپسی کے منتظر رہنا۔!"

"بہت بہتر جناب.... تب تو میرا خیال ہے کہ اب آپ اتر جائیے۔ یہاں سے ایک ہی فرلانگ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ وہ جو روشنیاں نظر آرہی ہیں۔ وہی سروش محل ہے۔!"

"اچھی بات ہے۔ روک دو....!"

ٹیکسی رک گئی۔ عمران نے دس کا ایک نوٹ ڈرائیور کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ ایک طرف کا کرایہ ہوا۔ واپسی کا کرایہ شہر پہنچ کر ادا کروں گا۔!"

یہ ایک طرف کا کرایہ اصل کرایہ کے دوگنے سے بھی زیادہ تھا۔ لہٰذا ڈرائیور دم واپسیں تک اس کا انتظار کر سکتا تھا۔

عمران ٹیکسی سے اتر کر روشنیوں کی طرف چل پڑا۔ جو زیادہ دور نہیں تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے خود کو ایک اونچی دیوار کے نیچے پایا۔

وہ وہیں ٹھہر کر سمتوں کی طرف غور کرنے لگا لیکن.... یہ ایک مشکل کام تھا۔ تحریر سے تو یہی مترشح تھا کہ عمارت کے کئی پھاٹک ہوں گے۔ مگر فی الحال اُن میں سے ایک بھی عمران کی نظر میں نہیں تھا۔ کسی ایک پر پہنچنے کے بعد ہی وہ سمت کا تعین کر سکتا تھا۔ تحریر کے مطابق ا شمالی پھاٹک پر پہنچنا تھا۔

وہ دیوار کے نیچے نیچے ایک طرف چل پڑا۔ شاید یہ اصل عمارت کے گرد چار دیواری تھی و چلتا رہا اس کا اندازہ تھا کہ چہار دیواری کئی میل کے رقبے میں پھیلی ہوئی ہے۔ بالآخر وہ ایک پھاٹک تک پہنچ ہی گیا۔ پھر اسے اتفاق ہی کہنا چاہئے کہ سمت بھی شمال ہی نکلی۔ یعنی وہی اس عمارت کا شمالی پھاٹک تھا۔

عمران شمال مشرق کی طرف مڑ کر آگے بڑھتا ہوا اپنے قدم گننے لگا۔ ٹھیک سو قدم چلنے کے بعد وہ ان جھاڑیوں کے قریب پہنچ گیا جن کے متعلق اس پراسرار خط میں تحریر تھا۔

اس نے جیب سے ٹارچ نکالی اور جھاڑیوں میں گھس پڑا.... پھر دوسرے ہی لمحے میں اس پر یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ اس کے کسی شناسا کا مذاق نہیں تھا۔

اسے وہ بیٹری بھی مل گئی اور وہ مشین بھی جس سے بیٹری کا تار منسلک کر دینے کی ہدایت خط میں موجود تھی۔ اور پھر اب اسے وہ تار بھی نظر آیا جو بیٹری سے نکل کر جھاڑیوں کے باہر چلا گیا تھا۔ عمران اسی پر نظر جمائے ہوئے باہر نکل آیا۔ اس تار کا سلسلہ پھاٹک تک چلا گیا تھا۔ لیکن اس کے آگے کا حال عمران کو نہ معلوم ہو سکا کیونکہ پھاٹک بند تھا۔

وہ سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے.... یہ تو ایک انتہائی خطرناک کھیل معلوم ہوتا تھا اور یہ کسی بہت ہی چالاک آدمی کی حرکت تھی اور شاید اسے اس کام کے لئے کسی احمق ہی کا انتخاب کرنا تھا جو کم از کم اس مشین کی اصلیت سے ناواقف رہا ہوگا۔ مشین میں چاروں طرف ڈائنامائیٹ کی نلکیاں فٹ تھیں اور اس کے تار کے آخری سرے پر بھی غالباً ایسی ہی ایک مشین رہی ہوگی جو پھاٹک سے گزر چہار دیواری کے اندر تک چلا گیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مشین کا سرخ پیچ گھماتے ہی دھماکے ہوتے۔ ایک چہار دیواری کے اندر اور دوسرا ان جھاڑیوں میں جس سے خود پیچ گھمانے والے کے پرخچے اڑ جاتے۔

ظاہر ہے کہ اصل مجرم نے اس کام کے لئے کسی ایسے ہی آدمی کا انتخاب کیا ہوگا جس کے لئے یہ مشین ایک نئی چیز رہی ہوگی اور اس کے دھوکے میں ہدایات عمران کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہدایات پہنچانے والے کو صرف اتنا ہی بتایا گیا ہو کہ وہ ایک بیوقوف سا آدمی ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ وہ بیوقوف آدمی اڈلفیا میں قیام کرنے والوں ہی میں سے ہو۔

اس نے بیٹری سے تار الگ کیا اور اسے سمیٹتا ہوا پھاٹک تک لیتا چلا گیا۔ پھر نیچے جھک کر دروازے کے نیچے سے اُسے اندر پھینک دیا۔ اسے خدشہ تھا کہ کہیں اس کی عدم موجودگی میں وہی آدمی نہ پہنچ جائے جس کے لئے وہ پیغام تھا۔ ہو سکتا تھا کہ سازش کرنے والے کو اپنی یا ویٹر کی غلطی کا احساس ہو گیا ہو۔

پھر اس نے اس تار کو بھی نکال دیا جو بیٹری کو مشین سے منسلک کرتا تھا۔ اُس نے سوچا ممکن ہے وہ بیوقوف آدمی ہی آ جائے۔ ظاہر ہے کہ وہ ہدایات کے مطابق سرخ پیچ گھما دیتا اور خود اس کے پرخچے اڑ جاتے۔

اتنا کر لینے کے بعد عمران ٹیکسی کی طرف چل پڑا۔ ڈرائیور اسٹیئرنگ پر جھکا ہوا اونگھ رہا تھا۔ عمران نے اُسے جھنجھوڑا اور اندر بیٹھتا ہوا بولا ”اب مجھے سروش محل کے اُس پھاٹک پر لے چلو جس سے آمد و رفت رہتی ہے۔!“

گاڑی اسٹارٹ ہوئی اور آگے بڑھ گئی۔ فاصلہ زیادہ نہیں تھا وہ پلک جھپکتے ہی مشرقی پھاٹک پر پہنچ گیا۔ اسی پھاٹک سے آمد و رفت رہتی تھی۔ مگر اب پھاٹک بند ہو چکا تھا دربان ٹیکسی کے قریب آ گیا۔

”نواب صاحب ہیں۔!“ عمران نے اپنے لہجے میں وقار پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”جی حضور.... مگر اب وہ سونے کے کمرے میں ہوں گے اور ہمارے لئے سخت آرڈر ہے کہ ہم نو بجے کے بعد پھاٹک ہرگز نہ کھولیں۔!“

”یہ بہت ضروری ہے میں ایک خاص آدمی ہوں۔ یا تو مجھے اندر جانے دو یا میرا کارڈ بھجوا دو۔!“

دربان نے اس کے چہرے پر ٹارچ کی روشنی ڈالی اور سوئچ آف کرتا ہوا بولا۔ ”مجھے کسی دوسرے خاص آدمی کا علم نہیں ہے.... جس کے لئے کہا گیا تھا وہ اندر ہی ہے۔!“

”تم میرا کارڈ پہنچا دو۔!“

"صاحب میں حکم کے خلاف کیسے کر سکتا ہوں ویسے ٹھہریئے میں سیکریٹری صاحب کو فون کرتا ہوں۔ وہ پھاٹک کے بائیں جانب والے کیبن میں چلا گیا لیکن دوبارہ پھاٹک پر آنے میں دیر نہیں لگی۔ اس نے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کا قفل کھولتے ہوئے کہا "اندر آجایئے.... سیکریٹری صاحب آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ مگر واضح رہے کہ میں پٹھان ہوں اور میری زندگی کا بیشتر حصہ فوج میں گزرا ہے۔!"

"واضح رہے گا۔!" عمران نے جھک کر پھاٹک میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ کیبن کے فون پر نواب رفعت جاہ کے سیکریٹری سے باتیں کر رہا تھا۔

"میں پرنس آف ڈھمپ ہوں۔!" عمران نے پروقار لہجے میں کہا۔

"ڈھمپ" دوسری طرف سے متحیرانہ آواز آئی۔ "میں نے اس ریاست کا نام آج تک نہیں سنا جناب۔!"

"تمہاری خوش قسمتی ہے کہ آج تم سن رہے ہو۔ ہم نواب رفعت جاہ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"کیا یہ ملاقات نواب صاحب کے لئے متوقع ہوگی۔" سیکریٹری نے پوچھا۔

"ہم زیادہ گہری اردو نہیں سمجھ سکتے۔ اگر ہم اپنی زبان بولنا شروع کر دیں تو تم اپنے کانوں کے پردے پھاڑ ڈالو گے۔ ملاقات تو ہم سمجھ گئے لیکن یہ متوقع کیا بلا ہے۔!"

"مطلب یہ ہے کہ.... نواب صاحب آپ کو پہچانتے ہیں یا نہیں۔!"

"نہیں پہچانتے تو اب پہچان لیں گے.... تم ہمارا پیغام ان تک پہنچا دو۔!"

"وہ استراحت فرما رہے ہیں۔!"

"استراحت کسے کہتے ہیں۔!"

"یعنی کہ آرام فرما رہے ہیں۔!"

"یعنی بھی شامل ہے آرام میں۔!" عمران نے کہا۔

"آپ صبح ملئے گا جناب....!"

"کیا نواب رفعت جاہ کی لاش صبح ہم سے گفتگو کر سکے گی۔!"

"کیا مطلب....!"

"مطلب یہ کہ رات کے کسی حصے میں یہ عمارت لازمی طور پر خاک کا ڈھیر ہو جائے گی۔!"

"اوہ.... ذرا ٹھہریئے.... میں ابھی حاضر ہوا....!" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

عمران نے بھی ریسیور رکھ دیا اور جیب میں چیونگم کا پیکٹ تلاش کرنے لگا۔ اس کی پیشین گوئی نے نواب رفعت جاہ کے سیکریٹری کو اس درجہ سراسیمہ کر دیا کہ وہ اسے دیکھنے کیلئے پھاٹک پر آ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اُس نے قدموں کی آہٹیں سنیں جو رفتہ رفتہ قریب آ رہی تھیں یہ کم از کم دو آدمی تھے۔ عمران نے چیونگم کو دانتوں میں دبائے ہوئے سوچا کہ یہاں خوف کے آثار پائے جا رہے ہیں جس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ کوٹھی کے افراد اپنے خلاف کسی قسم کی سازش کا شبہ ضرور رکھتے ہیں۔

عمارت سے آنے والے دو آدمی عمران کے قریب پہنچ کر رک گئے۔

چوکی دار نے کیبن میں رکھی ہوئی لالٹین کی بتی اونچی کر دی تھی۔ آنے والوں میں سے ایک نے بے ساختہ "ارے" کہہ کر اپنے ہونٹ سکوڑ لئے اور عمران نے دوسرے کی نظر بچاتے ہوئے اسے آنکھ مار کر کہا۔ "تم لوگ اس وقت پرنس آف ڈھمپ کی خدمت میں باریابی کا شرف حاصل کر رہے ہو۔!"

جس نے عمران کو دیکھ کر حیرت ظاہر کی تھی دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ لیکن دوسرے آدمی نے جھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ "آپ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔!"

"میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ عمارت خاک کا ڈھیر نہ ہونے پائے اور نواب رفعت جاہ بصد جاہ و حشم سروش محل کی زینت بنے رہیں۔!"

"سبحان اللہ کیا کلام ہے۔ پہلے آدمی نے سر ہلا کر داد دی لیکن عمران کی طرف نہیں مڑا۔

"اگر آپ نے سیدھی طرح گفتگو نہ کی تو ابھی پولیس کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔!"

"ارے.... ارے.... سیکریٹری صاحب" پہلا آدمی جس نے عمران کو دیکھ کر حیرت ظاہر کی تھی بول پڑا۔ "آپ گستاخی فرما رہے ہیں۔ شہزادہ عالی وقار کی شان میں۔ میں انہیں پہچانتا ہوں۔ اف فوہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ان کے قدم یہاں تک آئے ہیں اب سب ٹھیک ہو جائے گا۔!"

”کیا مطلب....!“ سیکریٹری اسے گھورنے لگا۔

”آپ ان سے پوچھئے تو کہ کیوں تشریف لائے ہیں۔!“

”ہم اس لئے تشریف لائے ہیں۔“ عمران نے اکڑ کر کہا ”تشریف نہیں لائے بلکہ ہمیں ایک ٹیکسی لائی ہے۔ بہر حال ہم یہ بتانے آئے ہیں کہ اس عمارت میں ایک ایسا ڈائنا مائیٹ موجود ہے جو اسے ننھے ننھے سنگریزوں میں تبدیل کردے گا۔!“

”میرے خدا....!“ پہلا آدمی اچھل پڑا۔ لیکن سیکریٹری کی آنکھوں سے بے یقینی جھانکتی رہی۔

”اگر یقین نہ ہو تو ہمارے ساتھ شمالی پھاٹک کی طرف چلو۔!“ عمران پھر بولا۔

”کیا تم انہیں پہچانتے ہو۔!“ سیکریٹری نے اپنے ساتھی سے پوچھا۔

”اچھی طرح جناب....!“ اس نے جواب دیا۔

”یہ ڈھمپ کون سی ریاست ہے.... کہاں ہے.... میں نے تو آج تک اس کا نام نہیں سنا۔!“

”آج تو تم سن رہے ہو۔ آج سے پہلے نہ سنا ہوگا۔“ عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ ”ڈھمپ کی کہانی بہت لمبی ہے۔ ہو سکتا ہے ہم کہانی شروع کردیں اور ادھر دھماکہ ہو جائے۔!“

”میرا خیال ہے پھاٹک کی طرف ضرور چلئے۔!“ سیکریٹری کے ساتھی نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

”لیکن اگر کوئی الٹی سیدھی بات ہوئی تو اس کی تمام تر ذمہ داری تم پر ہوگی۔!“ سیکریٹری بولا۔

”میں ذمہ داری سے نہیں گھبراتا۔ آپ مجھ پر اعتماد کیجئے۔!“ اس کے ساتھی نے کہا۔

”اچھی بات ہے لیکن میں تین مسلح محافظوں کو بھی ساتھ لے چلوں گا۔!“

”ہماری طرف سے تین سو کی اجازت ہے۔!“ عمران بولا۔

سیکریٹری نے کیبن کے فون پر کسی کو مخاطب کر کے تین مسلح محافظوں کے لئے کہا اور ان کا انتظار کرنے لگا۔ اس کا ساتھی اب بھی عمران کو گھورے جا رہا تھا۔ لیکن اب عمران اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ ویسے عمران بھی اسے وہاں دیکھ کر متحیر ضرور ہوا تھا۔ وہ سارجنٹ ہدہد تھا۔ اس کا اس زمانہ کا ماتحت جب وہ محکمہ سراغ رسانی کے شعبہ کار خاص کا آفیسر تھا۔

محکمے کے لئے ہدہد کی ناکارگی ضرب المثل کی سی حیثیت رکھتی تھی اور اس کا اسی وقت تبادلہ

یا تھا جب عمران نے شعبہ کارِ خاص کی آفیسری کو خیر باد کہا تھا۔ اس کے بعد سے پھر آج ران کو اس کی شکل دکھائی دی تھی۔

کچھ دیر بعد تین باوردی اور مسلح محافظ وہاں پہنچ گئے۔

”چلئے جناب....!“ سیکریٹری نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ شاید اسے یہ ناوقت بھاگ دوڑ گراں زر رہی تھی۔ وہ شمالی پھاٹک پر آئے اور عمران نے اس تار کی طرف اشارہ کیا جو ڈھیر کی شکل ں پھاٹک کے نیچے پڑا ہوا تھا اور پھر اس کی ٹارچ کی روشنی اس سمت رینگ گئی جدھر اس کا سرا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔

”اور وہ بیٹری جس کے ذریعے ڈائنا مائیٹ کام میں لایا جاتا۔ پھاٹک کے باہر جھاڑیوں میں وجود ہے۔“ عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ ”ہم نے تار اس سے الگ کر کے یہاں اندر ں دیا تھا۔ تاکہ ہماری عدم موجودگی میں کوئی اسے استعمال نہ کرنے پائے۔!“

سیکریٹری کچھ نہ بولا۔ ویسے اب وہ لوگ تار کو نظر میں رکھے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ وڑی دیر بعد وہ اصل عمارت کے قریب پہنچ کر رک گئے یہاں تار ایک بدرو میں داخل ہو کر ئب ہو گیا تھا۔

سیکریٹری کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور ہدہد آہستہ سے بولا ”دیکھا جناب میں نہ کہتا تھا۔!“

تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ ڈائنا مائیٹ تک پہنچ گئے جو نواب رفعت جاہ کی خواب گاہ میں رکھا ا تھا۔ ان کی مسہری پر پڑی ہوئی چادر فرش تک لٹک رہی تھی۔ اس لئے اس کے اتفاقاً دیکھ یے جانے کا بھی امکان نہیں تھا۔

نواب رفعت جاہ حیرت سے عمران کو دیکھ رہے تھے لیکن وہ کچھ بولے نہیں۔ ویسے عمران ے ان کی آنکھوں میں بے یقینی صاف پڑھ لی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اسے بھی سازش ا ایک حصہ سمجھ رہے ہوں۔

باہر کی جھاڑیوں میں بھی انہوں نے بیٹری اور ڈائنا میٹ دیکھے عمران نے انہیں بتانا شروع ۂ اسے استعمال کرنے والا بھی کس طرح ذلیل ہو جاتا۔

”میں اب یہ کیس پولیس ہی کے سپرد کردوں گا۔!“ نواب رفعت جاہ آہستہ سے بڑبڑائے۔ لے۔ ”مگر آپ کو کیسے علم ہوا کہ یہاں ڈائنا مائیٹ رکھے گئے ہیں۔!“

"اگر سازش کرنے والے دھوکہ نہ کھاتے تب بھی ہمیں کسی نہ کسی طرح علم ہو جاتا۔ ہم ہوا میں جرائم کی بو سونگھ لیتے ہیں۔ نواب صاحب....!"

"صاف صاف کہئے جناب.... ورنہ ہو سکتا ہے کہ آپ کسی بڑی پریشانی کا شکار ہو جائیں۔!"

"ناممکن....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "دنیا کی سب سے بڑی پریشانی ہے کثیر الاولاد ہونا۔ لیکن ہم نے ابھی تک شادی ہی نہیں کی اور نہ اولاد کے ڈر سے کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لئے سب ٹھیک ہے۔!"

"دریں چہ شک.... سبحان اللہ.... کیا نکتہ بیان فرمایا ہے شہزادہ عالی وقار....!" ہد ہد نے برجستہ کہا اور نواب صاحب اس کی طرف گھوم پڑے۔

"کیا تم انہیں جانتے ہو....!"

"یقیناً حضور والا.... اگر میں ان سے واقف نہ ہوتا تو یہ بھلا آپ کی خواب گاہ میں کیے داخل ہو سکتے۔!"

"یہ کہاں کے شہزادے ہیں۔!"

"شہزادے.... جناب.... شمال کی طرف.... اونچے اونچے پہاڑوں کے درمیان.... جہاں برفانی چوٹیاں....!" ہد ہد بات کو خواہ مخواہ طول دینے لگا تھا کہ عمران بول پڑا۔ "ہم والئی ڈھمپ کے سب سے بڑے نورِ نظر ہیں.... بلکہ لختِ جگر بھی۔!"

"ڈھمپ.... میں نے اس ریاست کا نام پہلی بار سنا ہے۔!"

"چلئے خیر سُن لیا۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "بہتیرے ایسے بد نصیب بھی ہیں جنہیں شاید زندگی بھر سننا نصیب نہ ہو۔ ویسے ہم آپ سے اس مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ تنہائی میں تھوڑا سا وقت دیں گے۔!"

"کس مسئلے پر....!" نواب رفعت جاہ اُسے گھورتے ہوئے بولے۔

"یہی مسئلہ.... یعنی کہ پجاریوں والا.... جی ہاں۔!"

"تم انہیں اچھی طرح جانتے ہو....!" رفعت جاہ نے ہد ہد سے پوچھا۔

"جج.... جناب والا.... اچھی طرح.... آپ مطمئن رہئے.... شش.... شہزادہ عالی وقار.... عقل سکندر و ارسطو رکھتے ہیں.... مم.... مطلب یہ کہ....!"

"آیئے میرے ساتھ....!" نواب صاحب کہتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ وہ ایک کمرے میں آئے۔ رفعت جاہ کے ساتھ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں آیا تھا۔

"ہمارا قیام اڈلفیا میں ہے نواب صاحب....!" عمران نے کہا۔

"تشریف رکھئے۔!" نواب صاحب نے ایک بار پھر اسے نیچے سے اوپر تک گھورتے ہوئے کہا۔

عمران ایک کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "ہم رات کا کھانا کھا رہے تھے کہ ایک قاب میں ایک پجاری نظر آیا۔!"

"کیا مطلب....!"

عمران نے جیب سے وہی کاغذ نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا جس نے اسے اس وقت یہاں آنے پر مجبور کیا تھا۔ رفعت جاہ اُسے پڑھنے لگے۔ عمران بہت غور سے ان کے چہرے کا جائزہ لے رہا ہے۔ اس نے محسوس کیا کہ چہرے کا رنگ پھیکا پڑتا جا رہا ہے۔

"یہ.... یہ کاغذ....!" وہ تھوک نگل کر بولے۔ "آپ کو کہاں ملا تھا۔!"

"چاول کی قاب میں....!"

"میں کیسے یقین کر لوں....!"

"اگر آپ یقین نہ کریں گے تو ہم روتے روتے مر جائیں گے۔ لہٰذا اس سے قبل ہی ہمیں یہاں سے کھسک جانا چاہئے تاکہ ہماری تجہیز و تکفین کا بار آپ پر نہ پڑے۔!"

عمران کرسی سے اٹھ گیا۔

"آپ اتنی آسانی سے نہیں جا سکیں گے جناب....!" رفعت جاہ نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ.... تو کیا آپ ہمارے لئے اونٹ گاڑی منگوائیں گے۔" عمران نے حیرت سے کہا۔ "کیونکہ دنیا میں وہی ایک دشوار ترین سواری ہے۔!"

"آپ میرا مذاق اڑانے کی کوشش نہ کیجئے....!" رفعت جاہ کا لہجہ اور سخت ہو گیا۔ "آپ اس وقت تک میرے باڈی گارڈز کی نگرانی میں رہیں گے جب تک کہ پولیس نہ آجائے۔!"

"اگر پولیس نے ہمیں پہچاننے سے انکار کر دیا تو کیا ہوگا۔!"

"یہ آپ ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں۔!"

"ہم سے بڑی زبردست غلطی ہوئی رفعت جاہ۔!" عمران نے پُر وقار لہجے میں کہا "ہمیں چاہئے تھا کہ ہم مشین کا سرخ لٹو گھما دیتے۔!"

"کیا آپ پولیس کی موجودگی میں بھی یہ جملہ دہرا سکیں گے۔!"

"کیوں نہیں.... کیوں نہیں.... لیکن آپ براہِ کرم پولیس والوں کو ہدایت کر دیجئے گا اپنی سرخ ٹوپیاں اتار کر ہمارے سامنے آئیں گے۔ ہمیں صرف سرخ ٹوپیوں سے وحشت ہوتی ہے نواب صاحب.... ہام.... خیر.... لیکن پولیس کے آنے سے پہلے ہی اگر آپ پجاری کا راز ہم پر ظاہر کر دیں تو بہتر ہے۔!"

"میں اب اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔!"

"اف فوہ.... ہم سچ مچ بڑی مصیبت میں پھنس گئے۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ہم نے سنا تھا کہ شاہ دارا میں تلی ہوئی نمکین مونگ پھلیاں بکثرت ملتی ہیں اس لئے ہم نے یہاں قدم رنجہ فرمایا تھا.... مگر ہیہات....!"

نواب رفعت جاہ نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی کا بٹن دبایا اور دوسرے ہی لمحے میں دو مسلح پٹھان کمرے میں داخل ہو کر خاموشی سے کھڑے ہو گئے۔

"تم ان پر نظر رکھو....!" رفعت جاہ نے ان سے کہا اور کمرے میں چلا گیا۔

پٹھان دروازے پر جم گئے ان کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔ عمران کرسی پر بیٹھا بے چینی سے پہلو بدلتا رہا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کے ساتھ یہ برتاؤ کیا جائے گا۔ اس کا مطلب تو یہی تھا کہ رفعت جاہ کے لئے اس قسم کا کوئی واقعہ غیر متوقع نہیں تھا لیکن شاید وہ سازش کرنے والوں کی شخصیتوں سے واقف نہ تھے ورنہ وہ اتنے بدحواس نہ نظر آتے۔

عمران نے دونوں پٹھانوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ پتھر کے بتوں کی طرح خاموش کھڑے رہے۔ تقریباً پون گھنٹے تک اسے وہیں بیٹھے رہنا پڑا۔ پھر اطلاع ملی کہ پولیس آگئی ہے جس ملازم نے اطلاع دی تھی اسی نے بتایا کہ عمران کو ہال میں طلب کیا گیا۔

"ہماری بڑی توہین کی جارہی ہے ہم تو رفعت جاہ پر ہتک عزت کا مقدمہ چلائیں گے۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن اسے ہال تک جانا ہی پڑا کیونکہ دونوں پٹھان قضائے مبرم کی طرح سر پر سوار تھے۔

ہال میں نواب رفعت جاہ دو سب انسپکٹروں اور پانچ باوردی کانسٹیبلوں سمیت نظر آئے۔ عمران بڑی لاپرواہی سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ پولیس والے اُسے بُری طرح گھور رہے تھے۔ کیونکہ اب عمران کے چہرے پر اچھی طرح حماقت برسنے لگی تھی وہ کبھی اس کی طرف دیکھتے اور کبھی نواب رفعت جاہ کی طرف۔

"آپ کہاں کے شہزادے ہیں جناب....!" ایک سب انسپکٹر نے اس سے پوچھا۔

"شاید ہم کسی یتیم خانے کے ہیں۔" عمران نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔ "جسے دیکھئے یہی سوال لئے چلا آرہا ہے۔ ڈھمپ کا شہزادہ ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہم ہر ایک کو ڈھمپ کا جغرافیہ سمجھاتے پھریں۔!"

"آپ براہِ کرم سوالات کا جواب دیتے وقت محتاط رہئے۔!" سب انسپکٹر خشک لہجے میں بولا۔

"ہم پیدائشی محتاط ہیں۔ سنا ہے کہ بہت احتیاط سے پیدا کرائے گئے تھے۔" عمران نے جواب دیا۔ اس کی حماقت آمیز سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا تھا۔

"آپ کا نام مع ولدیت.... وسکونت.... بتایئے.... آپ کا تحریری بیان ہوگا۔ اگر آپ یہ نہ ثابت کر سکے کہ آپ کسی ریاست کے شہزادے ہیں.... تو....!"

"ہاں ہم جانتے ہیں کہ اس صورت میں ہمیں بہت دھوم دھام کے ساتھ رخصت کر دیا جائے گا.... سیکریٹری.... اوہ لاحول.... ولا.... یہاں کہاں ہے ہمارا سیکریٹری۔!"

"جی نہیں.... آپ کو حوالات کی ہوا کھانی پڑے گی۔" سب انسپکٹر نے جھلا کر کہا۔

عمران نے چاروں طرف دیکھا اور بڑے پُر وقار انداز میں بولا۔ "ہمیں حوالات میں رکھنے کا مطلب یہ ہوگا کہ....!"

دفعتاً کھٹا کے کی آواز آئی اور ایک خنجر سامنے والے دروازے میں پیوست نظر آیا۔ وہ بائیں جانب والی کھڑکی سے آیا تھا۔ کچھ دیر کے لئے ہال کی فضا پر قبرستان کا سا سناٹا مسلط ہو گیا۔ پھر سب سے پہلے نواب رفعت جاہ اپنی جگہ سے اٹھے اور جھپٹ کر کھڑکی بند کر دی جس سے خنجر آیا تھا۔ پولیس والوں نے بھی کرسیاں چھوڑ دیں لیکن عمران بدستور بیٹھا رہا۔ اس نے صرف ایک بار ہی اس خنجر کی طرف دیکھا تھا اور اب اس طور بیٹھا کان کھجا رہا تھا۔ جیسے کسی نے بہت ہی

بھونڈے قسم کا مذاق کیا ہو۔

نواب رفعت جاہ نے خنجر دروازے سے نکال لیا تھا اور اب اس کاغذ کی تہیں کھول رہے تھے.... جو خنجر کے دستے سے لپٹا ہوا تھا۔

دونوں سب انسپکٹر ان کے قریب ہی کھڑے تھے۔ دفعتاً عمران نے کہا۔

"اگر یہ خنجر کسی کے سینے میں پیوست ہو جاتا تو.... لیکن آپ لوگوں کا اطمینان قابلِ داد ہے۔ کم از کم ڈھمپ میں تو ایسا نہیں ہوتا۔!"

ایک سب انسپکٹر نے کھانس کر بُرا سا منہ بنایا اور کانسٹیبلوں پر بگڑنے لگا۔ "ہائیں تم لوگ کھڑے منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ دیکھو نکل کر جانے نہ پائے۔!"

دوسرا سب انسپکٹر جو شاید اس سے جونیئر تھا کانسٹیبلوں کو ساتھ لے کر باہر نکل گیا.... اور نواب رفعت جاہ اس عبارت کو پڑھتے رہے جو خنجر والے کاغذ پر انگریزی حروف میں ٹائپ کی گئی تھی۔ پڑھ چکنے کے بعد بھی اُسے مٹھی میں دبائے رہے لیکن ساتھ ہی وہ عمران کو بھی گھورے جا رہے تھے۔

"کیا بات ہے....؟" سب انسپکٹر نے کہا اور رفعت جاہ چونک پڑے ان کے چہرے کی جھریاں کچھ اور گہری معلوم ہونے لگی تھیں۔ ان کی عمر ساٹھ کے لگ بھگ رہی ہو گی۔ جسم اب بھی بہت اچھا تھا۔ اگر چہرے پر جھریاں نہ ہوتیں تو وہ پچاس سے زیادہ معلوم نہ ہوتے۔ ویسے وہ روزانہ شیو کرنے کے عادی تھے۔

"ٹھہریے....!" انہوں نے آہستہ سے کہا۔ "اب اگر یہ بات آپ لوگوں کے سامنے آ گئی ہے تو میں شروع ہی سے بتاؤں گا۔!"

نواب رفعت جاہ خاموش ہو گئے تھے۔ ان کی آنکھوں سے گہری تشویش ظاہر ہو رہی تھی۔

دفعتاً سب انسپکٹر نے انہیں ٹوکا۔

"میں منتظر ہوں جناب....!"

"او ہاں.... دیکھئے....!" وہ پھر چونک پڑے۔ "میں دراصل یہ سوچ رہا تھا کہ اس طلسم ہوشربا کی داستان کو کہاں سے شروع کروں.... میں نے سیکس روہمر کے پر اسرار ناول بھی پڑھے ہیں۔!"

"فومانچو کی خالا بھی پڑھی ہے آپ نے....!" عمران نے جھک کر پوچھا۔

"آپ براہِ کرم خاموش رہئے۔" نواب رفعت جاہ نے غصیلی آواز میں کہا۔

"تب پھر آپ نے ممانی کی فومانچو.... اوہ.... فومانچو کی ممانی کیا پڑھی ہو گی۔"

"خاموش رہئے....!" سب انسپکٹر نے بھی عمران کو للکارا۔

عمران جیب میں چیونگم کا پیکٹ تلاش کرنے لگا اور رفعت جاہ بولے سیکس روہمر کے پُر اسرار ناولوں ہی کی طرح یہ بھی ایک پُر اسرار داستان ہے۔ لیکن شاید بیسویں صدی کا ذہن اسے قبول نہ کرے۔ لیکن اب جب کہ حالات ایسی شکل اختیار کر چکے ہوں تو مجھے زبان کھولنی ہی پڑے گی۔!"

لیکن اگر اسی رفتار سے کھلتی رہی تو شاید ہمیں ایک ماہ تک یہیں بیٹھا رہنا پڑے گا۔" عمران نے اپنی آنکھوں کو گردش دے کر کہا۔

"آپ پھر بولے....!" سب انسپکٹر غرایا۔

عمران نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ رفعت جاہ نے پھر وہی داستان شروع کر دی۔

"مجھے دراصل فن مصوری کے نوادرات جمع کرنے کا شوق ہے۔ میرے پاس بہتیرے شہور مصوروں کے اوریجنل کارنامے ہیں۔ دور دور سے لوگ انہیں دیکھنے آتے ہیں۔ پچھلے ں ایک جرمن بھی یہاں آیا تھا جو بہت روانی کے ساتھ سنسکرت بول سکتا تھا۔!"

"سنسکرت غالباً کھائی جاتی ہے۔!" عمران تشویش کن لہجے میں بڑبڑایا۔ لیکن نواب رفعت س کی طرف دھیان دیئے بغیر کہتے رہے۔ "اس جرمن نے مجھے تین تصویروں کے لئے دس روپے کا آفر دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ میں نے انکار کر دیا ہو گا۔ وہ شفق کے تین مناظر تھے اور من کا کہنا تھا کہ وہ اس کے فرقے کے کسی مذہبی پیشوا کی تخلیق تھے وہ خود کو شفق کا پجاری تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ اس نے اس شفق پرست فرقے کے ڈانڈے کہاں ملائے تھے۔ بہرحال اتنا بتا سکتا ہوں کہ وہ بھی آفتاب پرستوں یا ستارہ پرستوں کی طرح شفق کا پجاری ں نے کافی دیر تک مجھے اپنے مذہب کے متعلق بتایا تھا۔ قصہ مختصر وہ ان تینوں تصویروں کو س لئے خریدنا چاہتا تھا کہ وہ اس کے کسی مذہبی پیشوا کی بنائی ہوئی تھیں۔ میرے انکار پر نے مسکرا کر کہا تھا کہ وہ کبھی نہ کبھی صحیح حق داروں تک پہنچ ہی جائیں گے۔ میں نے پوچھا وہ

کس طرح اس نے کہا کہ نہ جانے کتنے ہاتھوں سے گزرتی ہوئی وہ تصویریں مجھ تک پہنچی ہوں گی۔ اسی طرح وہ میرے ہاتھوں سے بھی گزر کر کسی اور تک پہنچیں گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد وہ کسی شفق پرست ہی کے ہاتھ لگیں۔!"

کچھ دیر کے لئے کمرے کی فضا ساکت ہو گئی۔ عمران سر جھکائے سوچ رہا تھا اور وہ دونوں اُسے گھور رہے تھے۔ دفعتاً دوسرا سب انسپکٹر کمرے میں داخل ہوا۔

"ایک بھی مشتبہ آدمی نہیں مل سکا۔" اس نے دم لئے بغیر کہا۔ پھر نواب رفعت جاہ کو مخاطب کر کے کہا۔ "آپ کے سارے محافظ عمارت کے چاروں طرف موجود ہیں۔ انہوں نے نہ کسی کو اندر آتے دیکھا اور نہ باہر جاتے دیکھا۔!"

رفعت جاہ صرف ایک ٹھنڈی سانس لے کر رہ گئے۔ پھر اس اطلاع پر تبصرہ کیے بغیر انہوں نے اپنی داستان دوبارہ چھیڑ دی۔ "میں نے اس وقت اس کے خیال کو کوئی اہمیت نہ دی تھی مگر اب ادھر تین ماہ سے مجھے تھوڑی بہت تشویش ضرور ہو گئی ہے مجھے ان تصاویر کے متعلق اکثر گمنام خطوط موصول ہوئے ہیں لکھنے والا اپنے دستخط کے بجائے "شفق کا پجاری" لکھتا ہے۔ ان خطوط میں طرح طرح کی دھمکیاں ہوتی ہیں۔ اور ان دھمکیوں کے ساتھ انہیں تین تصویروں کا مطالبہ ہوتا ہے جن کے دام اس جرمن نے دس ہزار لگائے تھے۔ میں دراصل ابھی تک یہی سمجھتا رہا کہ کوئی مذاق کر رہا ہے۔ میرے احباب میں بہتیرے ایسے حضرات ہیں جنہیں میں نے یہ واقعہ سنایا تھا۔ لہٰذا یہ بھی ممکن تھا کہ میرے دوستوں میں سے کوئی شفق کے پجاریوں کی آڑ لے کر مجھ سے ایک خطرناک قسم کا مذاق کر بیٹھا۔!"

"جی ہاں.... ہو سکتا ہے....!" سب انسپکٹر نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلا کر کہا۔

"اس لئے میں نے اس کی اطلاع پولیس کو نہیں دی تھی۔!"

"نہیں جناب آپ کو اطلاع دینی چاہیئے تھی۔ اگر وہ مذاق ہی ثابت ہوتا تو آپ بڑی آسانی سے اسے درگزر کر سکتے تھے۔!"

"ہاں.... آں....!" نواب صاحب سر ہلا کر بولے۔ "لیکن یہ مجھے اچھا نہیں لگا تھا کہ پولیس اس کے متعلق میرے دوستوں سے پوچھ گچھ کرتی پھرتی۔ مگر ہاں اب جب کہ سر دش محل میں ڈائنامائیٹ پائے جانے لگے ہیں۔ میں کس طرح اپنی زبان بند رکھ سکتا ہوں۔ خیر بہرحال اب اس خط کو ملاحظہ فرمایئے جو ابھی خنجر کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے۔!" رفعت جاہ نے خط سب انسپکٹر کی طرف بڑھا دیا۔

عمران اب کرسی کے ہتھے کو انگلیوں سے کھٹکھٹا رہا تھا۔ دفعتاً اس نے سر اٹھا کر کہا۔ "کیا ہم بھی اس خط کو دیکھ سکتے ہیں۔!"

سب انسپکٹر جو خط پڑھ چکا تھا۔ نواب رفعت جاہ کی طرف دیکھنے لگا۔

"ہاں.... آپ اسے پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد براہِ کرم اپنی پوزیشن صاف کرنے کی کوشش کیجئے گا۔ ورنہ میں آپ پر بھی اس سازش میں حصہ لینے کا شبہ ظاہر کروں گا ظاہر ہے کہ آپ اس صورت میں لازمی طور پر حراست میں لئے جائیں گے۔!"

عمران نے کچھ کہے بغیر سب انسپکٹر کے ہاتھ سے وہ خط لیا۔ یہ خط بھی ٹائپ ہی کیا گیا تھا۔ اور عبارت یوں تھی۔

"اب تمہیں ہوش میں آجانا چاہیئے۔ دیکھو ہم اس طرح تمہارے پلنگ کے نیچے ڈائنامائیٹ پہنچا سکتے ہیں۔ آج تو بس تمہاری تقدیر ہی یاور تھی کہ میرا ابتدائی خط ایک غلط آدمی کے ہاتھ لگ گیا مگر کب تک اُسے آخری وارننگ تصور کرو۔ ایک ہفتے کے اندر اندر وہ تینوں تصاویر ہمیں مل جانی چاہئیں۔ ورنہ انجام کے تم خود ذمہ دار ہو گے....!" (پجاری)

عمران نے اُسے بلند آواز میں پڑھا اور رفعت جاہ کی طرف دیکھنے لگا۔

"میرا.... خط ایک.... غلط.... آدمی کے ہاتھ.... لگ گیا....!"

سب انسپکٹر نے بُرا سا منہ بنائے ہوئے رک رک کر کہا اور پھر عمران سے بولا "غلط آدمیوں کو صحیح کرنا ہمارا کام ہے۔!"

"سبحان اللہ.... کیا صفت پیدا کی ہے۔" عمران چہک کر بولا۔ "آپ تو شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ کبھی ڈھمپ بھی آیئے۔!"

"میں آپ کو حراست میں لے رہا ہوں۔" سب انسپکٹر غرایا۔

"کم از کم ڈھمپ میں تو ایسا نہیں ہوتا۔" عمران نے اپنے شانوں کو جنبش دی۔

پھر نواب رفعت جاہ کو مخاطب کر کے بولا۔ "آپ تو ہمارے ساتھ وہ برتاؤ بھی نہیں کر رہے جو سکندر نے پورس سے کیا تھا.... خیر ہم بھی یاد کریں گے.... لیکن آخر ہمیں

حراست میں کیوں لیا جارہا ہے....!"

"کیوں کہ آپ فراڈ کررہے ہیں جناب....!" سب انسپکٹر بول پڑا۔

"تم خاموش رہو.... ہم تم سے گفتگو نہیں کررہے۔!" عمران نے غصیلی آواز میں کہا اور سب انسپکٹر سچ مچ اس گیدڑ بھبھکی میں آگیا۔ غالباً اب وہ یہی سوچ رہا تھا کہ عمران کے بیان میں کچھ نہ کچھ صداقت ضرور ہے۔ ورنہ وہ اس طرح اکڑ کر بات نہ کرتا۔

"میں الجھن میں ہوں....!" نواب رفعت جاہ اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے۔

"دنیا کی ساری الجھنیں رفع ہوجاتی ہیں بشرطیکہ آدمی عقل.... کلیم.... نہیں کیا کہتے ہیں اُسے.... اوہ.... سلیم.... سلیم.... بشرطیکہ آدمی عقل سلیم رکھتا....!"

"کیا آپ اس جملے کی وضاحت فرمائیں گے۔!" نواب رفعت جاہ کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"حقیقت یہ ہے نواب صاحب....!" عمران نے ہنس کر جھینپے ہوئے انداز میں کہا۔ "ہم خود بھی عقل سلیم کے معنی نہیں جانتے بس ویسے ہی اس وقت استعمال کر بیٹھے ہیں لیکن ہمیں یاد پڑتا ہے کہ کچھ لوگ ہمیں کنور سلیم بھی کہتے ہیں۔!"

"چھوڑیئے جناب....!" سب انسپکٹر نے نواب صاحب سے کہا۔ "آپ جو کچھ بھی کہیں۔ فوری طور پر اس کی تعمیل کی جائے گی۔"

"ہوں.... ٹھہریئے...." نواب رفعت جاہ تشویش کن لہجے میں بولے۔ "میرا خیال ہے کہ ابھی انہیں حراست میں نہ لیجئے۔!"

"آپ کی مرضی.... مگر دیکھئے.... یہ معاملہ بہت سنگین ہے ڈائنامائیٹ میرے خدا.... پیچ گھمانے والا بھی فنا ہوجاتا.... اور آپ کا جو حشر ہوتا۔ اُف فوہ....!"

وہ خاموش ہوکر خواہ مخواہ اپنے چہرے پر اس طرح رومال پھیرنے لگا جیسے پسینہ خشک کررہا ہو۔

"رپورٹ آپ درج کرلیجئے اور ان کا بیان لکھ لیجئے۔ لیکن یہ فی الحال محل ہی میں رہیں گے۔!"

نواب صاحب نے خاموش ہوکر عمران کی طرف دیکھا جو چیونگم کا پیکٹ پھاڑ رہا تھا.... اس کے انداز سے یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس نے اس دوران میں ہونے والی گفتگو کا ایک لفظ بھی سنا ہو۔

کچھ دیر بعد عمران کا بیان تحریر کیا جانے لگا۔ بیان دیتے وقت اس سے کوئی حماقت سرزد نہیں ہوئی ویسے سب انسپکٹر اُسے بار بار گھورنے لگتا تھا۔ بیان ختم ہوجانے کے بعد سب انسپکٹر نے اس سے کہا۔ "آپ کو اسی وقت میرے ساتھ اڈلفیا تک چلنا پڑے گا۔!"

"کیوں....؟" عمران نے پوچھا۔

"میں وہاں آپ کے بیان کی تصدیق کروں گا۔!"

"ممکن ہے.... ہم چل سکیں گے....!"

"آپ صرف ایک شرط پر انہیں یہاں سے لے جاسکتے ہیں۔" نواب رفعت جاہ بولے۔

"کس شرط پر جناب.... فرمایئے....!"

"آپ انہیں واپس لے کر یہیں آئیں گے۔ میں اپنا اطمینان کیے بغیر انہیں ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔!"

"آپ مطمئن رہئے.... میں انہیں یہیں چھوڑ جاؤں گا۔" سب انسپکٹر نے جواب دیا۔

"شکریہ۔" نواب رفعت جاہ بولے۔ "اگر یہ حضرت مجرموں ہی میں سے ہیں تو میں انہیں بطور یرغمال رکھوں گا۔ میں نے ان واقعات کو باقاعدہ رپورٹ اس لئے بھی نہیں دی تھی کہ میں یسے آدمیوں سے نپٹنا جانتا ہوں.... بوڑھا ضرور ہوگیا ہوں مگر اب بھی جسم میں اتنی جان رکھتا ہوں کہ دو چار کو بیک وقت ٹھکانے لگا سکوں۔!"

"ٹھکانے.... لگانے کی مشین ہم نے آج تک نہیں دیکھی۔" عمران مسکرا کر اٹھتا ہوا بولا۔ "چلئے انسپکٹر صاحب۔!"

◆

اڈلفیا میں سب سے پہلے اس ویٹر کی تلاش ہوئی جس نے عمران کی میز پر کھانا لگایا تھا۔ وہ جلد ہی مل گیا۔ اس نے اعتراف کیا کہ کھانا اسی نے عمران کی میز پر لگایا تھا۔

"لیکن" اس نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ "کشتی میں میں نے کھانا نہیں لگایا تھا۔ بلکہ وہ کشتی مُں لگا ہوا ہی مجھے ملا تھا۔"

"کھانا کشتی میں کس نے لگایا تھا۔!" سب انسپکٹر نے سوال کیا۔

”ویٹر نمبر تیرہ نے جناب۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ غلطی سے میرے حلقے کی میزوں میں سے ایک کا آرڈر لے بیٹھا ہے۔ لہٰذا میں نے کشتی اس کے ہاتھ سے لے لی۔“

”ویٹر نمبر تیرہ کہاں ہے۔“ سب انسپکٹر نے پوچھا۔

”ٹھہریئے اسے ابھی بلواتا ہوں۔“ منیجر نے ایک طویل سانس لے کر کہا اور میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔ چپڑاسی اندر آیا اس سے ویٹر نمبر تیرہ کو بلانے کے لئے کہا گیا۔

”مگر جناب معاملہ کیا ہے۔“ منیجر نے کچھ دیر بعد پوچھا۔ ”کیا اس کھانے کے متعلق کوئی شکایت ہے۔!“

”مجھے افسوس ہے کہ میں اس کے بارے مین کچھ نہ بتا سکوں گا۔!“

سب انسپکٹر نے خشک لہجے میں جواب دیا اور منیجر ایک طویل سانس کے ساتھ کرسی کی پشت سے ٹک گیا۔

کچھ دیر بعد چپڑاسی نے آکر اطلاع دی کہ ویٹر نمبر تیرہ غائب ہے۔

”غائب ہے....!“ منیجر آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ ”مگر کیوں غائب ہے کیا اس کی ڈیوٹی ختم ہو چکی تھی۔!“

”نہیں صاحب.... وہ سپروائزر صاحب سے اجازت حاصل کئے بغیر کہیں چلا گیا ہے۔!“

”میں ویٹر نمبر تیرہ کے متعلق ضروری معلومات چاہتا ہوں۔“ سب انسپکٹر غرایا۔

”بہت بہتر جناب....!“ منیجر نے کہا اور چپڑاسی سے کہا کہ وہ سپروائزر کو بھیج دے عمران بھی وہاں موجود تھا۔ لیکن وہ ایک لفظ بھی نہیں بولا ویسے اب اس کے چہرے پر حماقت ہی حماقت نظر آرہی تھی۔

سپروائزر نے منیجر کے کمرے تک پہنچنے میں تقریباً دس منٹ لئے۔ وہ ایک دبلا پتلا منحنی سا آدمی تھا۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں اور گالوں کی ہڈیاں بد نمائی کی حد تک ابھری ہوئی تھیں اور وہ شاید صرف ناک ہی سے سانس نہیں لے سکتا تھا کیوں کہ اس کے ہونٹ عموماً کھلے رہتے تھے۔

”ویٹر نمبر تیرہ کہاں ہے۔“ منیجر نے اُسے کڑی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”قصور اس کا بھی نہیں ہے جناب....!“ سپروائزر ناک کے بل بولا۔ ”یہاں یونین بنانے

اجازت دے کر مالکان نے سخت غلطی کی ہے جناب....!“

”میں تم سے کیا پوچھ رہا ہوں۔“ منیجر غرایا۔ ”یونین وغیرہ کا قصہ کسی دوسرے وقت کے ئے اٹھا رکھو....!“

”وہ مجھ سے پوچھ کر نہیں گیا۔ یہ سرکشی یونین ہی نے سکھائی ہے.... ابھی کیا ہے.... گے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔“ اس نے سب انسپکٹر کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا جیسے یونین بنانا بھی کوئی جرم ہو۔

”وہ ڈیوٹی پر تھا....؟“ سب انسپکٹر نے پوچھا۔

”جی ہاں.... جناب....!“

”اس کی ڈیوٹی کے اوقات ان دنوں کیا تھے۔!“

”چھ سے بارہ بجے رات تک....!“

”یہاں کب سے کام کر رہا تھا۔“

”پچھلے ہفتے سے....!“

”کیا وہ۔!“ منیجر یک بیک چونک کر بولا۔ ”کیا وہ کوئی نیا آدمی تھا۔“

”جی ہاں.... اپنا پچھلا نمبر تیرہ بیمار پڑ گیا ہے اس لئے اسے عارضی طور پر اس کی جگہ رکھا گیا ہے۔!“

”اوہ....!“ منیجر پھر ایک طویل سانس لے کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا۔ اس کی آنکھوں سا الجھن کے آثار تھے۔

”ویٹر کا نام اور پتہ....؟“ سب انسپکٹر نے اپنی پاکٹ ڈائری کے ورق الٹتے ہوئے کہا۔

ویٹر کے نام اور پتے کے لئے سپروائزر کو تقریباً سات یا آٹھ منٹ تک غائب رہنا پڑا۔

نام اور پتہ مل جانے کے بعد بھی سب انسپکٹر نے سپروائزر اور اس ویٹر کا پیچھا نہیں چھوڑا جس ، عمران کی میز پر کھانا لگایا تھا۔ اس نے منیجر سے کہا ”میں ان دونوں کو تھانے بھجوا رہا ہوں۔“

”کیوں جناب.... نہیں....!“ سپروائزر نے خوف زدہ آواز میں کہا۔

”جب تک کہ اس ویٹر نمبر تیرہ کا پتہ نہیں چلے گا تو تم لوگ حراست میں رہو گے۔!“

ویٹر بھی گڑگڑانے لگا.... سپروائزر بھی خوف زدہ نظر آرہا تھا لیکن اس نے اپنی زبان بند

کرلی تھی۔

شاید منیجر کو اس پر غصہ آگیا اور اس نے ذرا سخت لہجے میں اس پکڑ دھکڑ کی وجہ دریافت کی۔

"آپ براہِ کرم خاموش رہئے" سب انسپکٹر گرجا۔ "ورنہ مجھے دوسرا راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔ آپ کا یہ ہوٹل قتل اور غارت گری کی سازشوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ کیا آپ اس سے بے خبر ہیں۔!"

"کیا مطلب....!" دفعتاً منیجر کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

"کچھ نہیں.... بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ سب انسپکٹر اٹھتا ہوا بولا۔ منیجر کے کمرے کے باہر کانسٹیبل موجود تھے۔ انہوں نے سپروائزر اور ویٹر کو سنبھال لیا۔

"آہا...." عمران کمرے سے باہر آکر بولا۔ "ہم اپنا سامان بھی کیوں نہ لیتے چلیں۔ کیونکہ اب ہمارا قیام مستقل طور پر سروش محل میں رہے گا۔"

"اوہ.... ہاں....!" سب انسپکٹر یک بیک چونک پڑا جیسے وہ عمران کے متعلق بھول ہی گیا ہو۔

"ٹھہرئیے ادھر آیئے....!" وہ دوبارہ منیجر کے کمرے کی طرف بڑھتا ہوا بولا.... کمرے میں پہنچ کر اس نے منیجر سے قیام کرنے والوں کا رجسٹر طلب کیا.... وہ دراصل عمران کا صحیح نام اور پتہ دیکھنا چاہتا تھا۔ مگر عمران اپنی جگہ قطعی مطمئن تھا کیونکہ اُس نے اپنا نام کنور سلیم درج کرایا تھا۔ البتہ پتے میں ڈھمپ کی بجائے اپنے شہر کا نام دیا تھا۔

سب انسپکٹر رجسٹر پر نظر جمائے ہوئے سر ہلاتا رہا۔ پھر اسے بند کر کے عمران کی طرف مڑا۔ لیکن کچھ کہے بغیر باہر نکل آیا۔ عمران بڑے پروقار انداز میں چلتا ہوا اس کے ساتھ اڈلفیا کی کمپاؤنڈ تک آیا۔

"ارے ہم پھر بھول گئے ہمیں یہاں سے اپنا سامان لینا تھا۔" اس نے کہا۔

"ابھی نہیں" سب انسپکٹر کا لہجہ درشت تھا۔ وہ چلتے ہوئے پولیس کار تک آئے۔

"آپ نے رجسٹر والے پتے میں اپنی ریاست کا حوالہ نہیں دیا۔" سب انسپکٹر نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں.... ہم عام طور پر یہ نہیں ظاہر کرتے کہ ہم ڈھمپ کے شہزادے ہیں اگر ایسا کریں تو ہمارا زندہ رہنا محال ہو جائے۔!"

"کیوں....!" سب انسپکٹر نے کار اسٹارٹ کردی۔

"لڑکیاں پھر کہتی ہیں ہمیں آٹوگراف کے لئے اور دستخط کرتے کرتے ہمارے ہاتھ دکھ جاتے ہیں۔!"

"صورت ایسی ہی ہے آپ کی۔!" سب انسپکٹر نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔

"نہیں.... صورت سے تو ہم بالکل چغد معلوم ہوتے ہیں۔" عمران نے اتنی سنجیدگی سے کہا کہ سب انسپکٹر قہقہہ کسی طرح نہ روک سکا۔

"اب ہم سروش محل سے پہلے کوتوالی چلیں گے۔ کیا ڈی۔ ایس۔ پی سٹی کوتوالی میں اس وقت موجود ہوگا۔!"

"کیوں.... کیوں....!" سب انسپکٹر نے حیرت سے کہا۔

"بس یونہی.... ابھی تک ہمارے ساتھ بہت بدتمیزیاں کی گئی ہیں۔ شاہی آداب کا خیال نہیں رکھا گیا اب ہم ضلع بھر کے آفیسروں کے سلیوٹ لیتے پھریں گے تاکہ کسی طرح ہمارے دل کو قرار آئے۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر ہمیں.... خودکشی ہی کرنی پڑے گی۔"

سب انسپکٹر اس انداز میں ہنس رہا تھا جیسے وہ کسی دیوانے کی بکواس سن رہا ہو۔

کچھ دیر بعد اس نے کہا "میں نہیں سمجھ سکتا کہ نواب رفعت جاہ یک بیک اتنے نرم کیوں پڑگئے تھے۔!"

"اوہ... یہ ہم جانتے ہیں شاہ کو شاہ پہچانتا ہے۔ آپ لوگ تو صرف چوروں کو پہچاننا جانتے ہیں۔!"

"کیا آپ مجھ پر کسی قسم کی چوٹ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔!"

"نہیں.... ہم کنفیوشس کے قائل ہیں اور کنفیوشس کے زمانے میں سب انسپکٹر نہیں ہوا کرتے تھے۔"

"اچھا اب آپ براہِ کرم خاموش رہئے۔!"

عمران خاموش ہو گیا۔ کار سنسان سڑکوں پر دوڑتی رہی غالباً اب وہ سروش محل ہی کی طرف جا رہی تھی۔

کچھ دیر بعد عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "کاش ہم اس وقت ڈھمپ میں ہوتے۔"

"اب بہت جلد ڈھمپ پہنچ جائیں گے۔ فکر نہ کیجئے۔" سب انسپکٹر نے مسکرا کر کہا۔ "میں تو

اسی وقت پہنچا دیتا مگر نہ جانے کیوں نواب صاحب ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔!"

"خیر پھر سہی۔۔۔۔!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ کار سروش محل جانے والی سڑک پر دوڑتی رہی۔

"نواب رفعت جاہ کے تو درجنوں بچے ہوں گے۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں وہ لاولد ہیں انہوں نے شادی نہیں کی تھی۔" سب انسپکٹر نے جواب دیا۔

"ارے تو اتنی بڑی عمارت میں تنہا رہتے ہیں۔" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"نہیں بہتیرے بھانجے بھتیجے ہیں ایک چچا بھی ہے۔"

"خیر۔۔۔۔ خیر۔۔۔۔ ہم دراصل یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ وہاں ہمارا دل تو نہ گھبرائے گا۔"

"قطعی نہیں شہزادے صاحب۔۔۔۔!" سب انسپکٹر نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

عمران خاموش ہی رہا۔ پتہ نہیں وہ اب مصلحتاً خاموش ہو گیا تھا یا یہ نیند کا دباؤ تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سروش محل کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئے۔

رفعت جاہ ابھی تک سوئے نہیں تھے اس بار عمران نے ان کے رویہ میں کافی تبدیلی محسوس کی۔ اس نے انہیں سب انسپکٹر سے کہتے سنا۔ "بھئی میری عقل خبط ہو گئی تھی۔ یہ بیچارے تو میرے محسن ہیں۔"

"آپ خود بیچارے۔" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "ہمارے ڈھمپ میں بیچارہ یتیم کو کہتے ہیں۔!"

"اوہ مجھے افسوس ہے۔" رفعت جاہ بولے۔

"ابھی ہمارے حضور ابا باحیات ہیں۔ اس لئے ہم بیچارے نہیں ہو سکتے آئندہ ڈھمپ کے کسی باشندے کو بغیر تحقیق بیچارہ نہ کہئے گا۔!"

سب انسپکٹر عمران کو بکواس کرتے ہوئے چھوڑ کر چلا گیا۔

"اب بتایئے جناب۔۔۔۔!" رفعت جاہ ایک طویل سانس لے کر بیٹھتے ہوئے بولے۔

"کیا بتائیں۔۔۔۔ ہم اگر کچھ کہیں گے تو آپ کے شبہات میں ترقی ہو گی۔"

"نہیں کچھ تو فرمایئے۔!"

"آپ فراڈ ہیں۔!" عمران نے بڑی سادگی سے کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔!"

"فراڈ کا مطلب ہے دھوکے باز کہئے تو عربی، فارسی، سندھی، مکرانی اور بنگالی میں بھی مطلب بتائیں۔"

"آپ ہوش میں ہیں یا نہیں۔" رفعت جاہ کو غصہ آ گیا۔

"شفق پرستی قسم کے کسی مذہب کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔" عمران بولا۔ "کیونکہ خود شفق علیحدہ سے کوئی وجود نہیں رکھتی۔ زمانہ قدیم میں مظاہر پرستی ہوتی تھی۔ لیکن صرف ان مظاہر کو معبود بنایا جاتا تھا جو انسانی زندگی پر کسی نہ کسی طرح اثر انداز ہو سکیں۔ مثلاً چاند اندھیرا دور کرتا ہے۔ اس لئے اُس کی پوجا کی جاتی تھی۔ سورج سے حرارت اور روشنی ملتی ہے اس لئے اسے معبود بنایا گیا تھا۔ ستارے اندھیری راتوں میں رہنمائی کرتے ہیں اس لئے ان کی پرستش کی جاتی تھی۔ ہم دنیا کے سارے مذاہب پر تھوڑی بہت نظر رکھتے ہیں۔ لیکن ہمیں آج سے پہلے شفق پرستوں کے وجود کا علم نہیں تھا۔"

"آپ نے مجھے فراڈ کیوں کہا۔" رفعت جاہ کی آواز اب بھی غصیلی ہی تھی۔

"ممکن ہے بے خودی میں کہہ دیا ہو آپ کچھ خیال نہ کیجئے گا۔!"

"میں آپ پر ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ کروں گا۔!"

"نہیں ایسا نہ کیجئے گا۔!" عمران نے غم ناک لہجے میں کہا۔ "ورنہ اگر عدالت میں بھی ہم پر بے خودی طاری ہو گئی تو ہم پھانسی پر چڑھا دیئے جائیں گے۔!"

نواب رفعت جاہ کو اس جملے اور کہنے کے انداز پر بے ساختہ ہنسی آ گئی۔

"آخر آپ ہیں کیا بلا۔۔۔۔!" انہوں نے ہنسی پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"بلائے بے درماں۔۔۔۔!" عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔ "لیکن ہم سوچ رہے ہیں کہ آپ بھی بڑے دل گردے والے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر کسی اور کی خواب گاہ میں ڈائنا مائیٹ برآمد ہوتا تو وہ ہفتوں بیہوش پڑا رہتا۔!"

"میری زندگی ہمیشہ ہی سے ہنگامہ آفریں رہی ہے۔" نواب رفعت جاہ نے جواب دیا۔

"آپ وہ تینوں تصویریں انہیں دے کر اپنا پیچھا کیوں نہیں چھڑاتے۔!"

"ہاں ہاں۔۔۔۔!" اس لمبی "ہاں" کے ساتھ رفعت جاہ کو پھر غصہ آ گیا اور وہ گرج کر بولے "میں تمہیں بطور یرغمال رکھوں گا۔ سمجھے۔۔۔۔؟ اگر میرے خاندان والوں میں سے کسی کو بھی

ذرہ برابر گڑ بڑ نہ پہنچا تو میں تمہاری ہڈیاں تک پیس ڈالوں گا۔!"

"اور اس پسے ہوئے کنور سلیم کو چٹنی کہیں گے۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"کان کھول کر سن لو۔" نواب رفعت جاہ برابر گرجتے رہے "میرے جسم میں اب بھی اتنی قوت ہے کہ تم جیسوں کو تنہا ٹھیک کر سکوں۔!"

"ہمارے ابا حضور بھی ہمیں آج تک ٹھیک نہیں کر سکے۔ اگر آپ ہمیں ٹھیک کر سکیں تو ہم بے حد ممنون ہوں گے۔ ورنہ خدشہ ہے کہ مرتبہ ولی عہدی سے کھسکا دیئے جائیں۔ اس صورت میں یقیناً ہماری چٹنی بن جائے گی.... کیونکہ نہ تو ہم سے نوکری ہو سکتی ہے اور نہ ہم ترکاریاں بیچ سکتے ہیں۔ مگر.... ہام.... نواب صاحب ہمیں بڑی حیرت ہے کہ اتنا ہنگامہ ہو گیا لیکن آپ کے خاندان والوں میں سے ایک آدمی بھی نہ دکھائی دیا۔!"

"کیا اب تم میرے نجی معاملات میں بھی دخیل ہونا چاہتے ہو۔" نواب رفعت جاہ بگڑ کر بولے۔

"پھر ہم یہاں کس لئے تشریف رکھتے ہیں۔ ہم تو سمجھتے تھے شاید ہم سروش محل میں بالکل اپنے گھر کی طرح رہیں گے۔"

"اس خیال میں نہ رہنا... میں تم سے اگلواؤں گا کہ تم کون ہو اور تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے۔!"

"کتنی دیر سے اگل رہے ہیں کہ ہم شہزادہ ذی جاہ پستول الملک خنجر الملت اور اس کے علاوہ جل اشعراء بھی کیونکہ شاعری بھی کرتے ہیں.... اور مزید ڈیڑھ درجن خطابات کے ساتھ سلیم الدین مستقبل کے والئے ڈھمپ ہیں۔"

"میں کہتا ہوں راہ پر آجاؤ۔ ورنہ تمہارا انجام بہت بُرا ہو گا۔"

"کیا آپ کو ہمارے شہزادہ ڈھمپ ہونے پر شبہ ہے۔!"

"کیا تمہیں یہاں کا کوئی بڑا آدمی شہزادے کی حیثیت سے جانتا ہے۔!"

"اوہ.... تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے سراغ رساں نے غلط کہا تھا۔!"

"اب مجھے اس پر بھی اعتماد نہیں رہا۔!"

"اچھا تو سنئے.... ہم سے کئی وزیر اچھی طرح واقف ہیں۔ محکمہ داخلہ کے سیکرٹری سر سلطان ہمیں اس طرح جانتے ہیں جیسے.... جیسے....!"

"سر سلطان جانتے ہیں تمہیں۔!"

"غالباً ہم نے بھی یہی کہا تھا۔" عمران بولا۔

"سر سلطان میرے عزیز ہیں۔ میں ابھی انہیں ٹرنک کال کرتا ہوں۔"

"ضرور.... ضرور....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ان سے پوچھئے کہ شہزادہ ڈھمپ کس پائے کا آدمی ہے۔"

* * *

رفعت جاہ عمران کو بھی اس کمرے میں ساتھ لے گئے.... جہاں فون رکھا ہوا تھا۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ سر سلطان سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

"کیوں....؟ رفعت.... کیا بات ہے خیریت ہے نا....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"خیریت ہی ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ کسی پرنس آف ڈھمپ کو جانتے ہو یا نہیں۔!"

"پرنس آف ڈھمپ....!" سر سلطان کے لہجے میں حیرت تھی "کیوں"۔

"اوہ.... بھئی معاف کرنا میں نے خواہ مخواہ تمہیں اس وقت تکلیف دی اس نے کہا تھا کہ تم اسے جانتے ہو۔!"

"تو میں نے کب کہا کہ نہیں جانتا۔!"

"جانتے ہو.... وہ اس وقت یہیں میرے پاس موجود ہے۔!"

"مگر کیوں موجود ہے....؟" سر سلطان نے پوچھا۔

"یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ کبھی اطمینان سے بتاؤں گا۔ بس میں اتنا ہی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ حقیقتاً کسی ریاست کا کنور ہے یا فراڈ ہے۔!"

"ذرا فون اسے دینا۔" سر سلطان نے کہا اور نواب رفعت جاہ نے ریسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو....!" عمران نے سر سلطان کو مخاطب کیا۔

"عمران۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"پرنس آف ڈھمپ اسپیکنگ.... ہیلو....!"

"اوہ....! ڈھمپ صاحب آپ وہاں کیا فرما رہے ہیں۔!"

”ہم پر نواب رفعت جاہ اپنے خلاف ایک سازش کا شبہ کر رہے ہیں۔“

”قصہ کیا ہے....؟“

”ہاں نواب صاحب یہیں موجود ہیں کیا انہیں ریسیور دے دوں۔“

”اچھا اچھا ٹھیک ہے۔!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ”پھر سہی۔!“

عمران نے ریسیور رفعت جاہ کو تھما دیا اور خود چیونگم کچلنے لگا کچھ دیر تک رفعت جاہ گفتگو کرتے رہے پھر سلسلہ منقطع کر دیا۔

”ہاں جناب اب کیا خیال ہے....!“ عمران نے کہا۔

”پچھلا خیال بدل دینا پڑا....!“ رفعت جاہ مسکرائے ”مجھے اپنے رویہ پر سخت ندامت ہے۔!“

”کوئی بات نہیں ہم صبح تک سب کچھ بھول جائیں گے۔!“

وہ رات عمران نے سروش محل کے ایک آرام دہ کمرے میں بسر کی اور صبح ہوتے ہی اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ سب سے پہلے اس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ رفعت جاہ کے اپنے خاندان والوں سے کیسے تعلقات ہیں۔ پچھلی رات اسے بڑی حیرت ہوئی تھی۔ جب اتنا ہنگامہ ہونے کے باوجود بھی رفعت جاہ کا کوئی عزیز ان کے قریب نہیں پھٹکا تھا۔

لیکن اب اسے معلوم ہوا کہ رفعت جاہ کے حکم کے مطابق کوئی بھی نو بجے کے بعد کمرے سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ خواہ حالات کچھ بھی ہوں۔

عمران نے فی الحال رفعت جاہ کے اعزا سے ملنے کی کوشش نہیں کی۔

دوپہر کا کھانا اس نے رفعت جاہ کے ساتھ کھایا۔ کھانے کی میز پر رفعت جاہ کی ایک بھانجی نجمہ بھی تھی۔ عمران نے اس کے متعلق معلوم کیا تھا کہ وہ زبردستی رفعت جاہ کے سر پر سوار رہتی ہے ورنہ رفعت جاہ تو بہت زیادہ تنہائی پسند واقع ہوئے تھے۔ عمارت کے جس حصے میں ان کا قیام تھا وہاں ان کے خاندان والوں کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔ بات یہ نہیں تھی کہ رفعت جاہ اپنے متعلقین سے متنفر تھے یا ان میں سے کسی کی طرف ان کے دل میں کدورت تھی۔ بلکہ انہیں زیادہ بھیڑ بھاڑ سے وحشت ہوتی تھی یہ خود انہیں کا بیان تھا۔ حقیقت کیا تھی اس کا علم کسی کو بھی نہیں تھا۔ لیکن یہ لڑکی نجمہ ان کی جھڑکیاں سننے کے باوجود بھی یہاں گھسی رہتی تھی۔

ویسے عمران نے بھی اس کے متعلق اندازہ لگایا تھا کہ یہ کچھ کریک سی ہے۔ ہنستی ہے تو ہنستی ہی چلی جاتی ہے۔ مگر آنکھوں سے قطعی نہ معلوم ہوتا کہ وہ ہنس رہی ہے۔ بس اس کے دانت نکل پڑتے اور ہنسی کی آواز کبھی دوہری ہو جاتی اور کبھی ایسا معلوم ہوتا جیسے اس سے مختلف قسم کی لاتعداد آوازوں کی شاخیں پھوٹ رہی ہوں۔ گفتگو کرتے وقت شاید وہ اس پر دھیان ہی نہیں دیتی تھی کہ اس کی زبان سے کس قسم کے الفاظ نکل رہے ہیں کبھی کبھی وہ خود کو مذکر بھی بولنے لگتی۔ اگر ایسے میں دھیان آجاتا تو فوراً کہتی آپ کچھ خیال نہ کیجئے گا میں سالا آدھا لڑکا ہوں۔

کھانے کی میز پر بھی یہی واقعہ پیش آیا اور نواب رفعت جاہ ہتھے سے اکھڑ گئے۔

”تمہاری زبان قابو میں کیوں نہیں رہتی۔ بالکل لفنگوں کی سی باتیں کرنے لگتی ہو۔!“ انہوں نے غصیلی آواز میں کہا۔

”ارے.... توبہ توبہ....!“ وہ اپنا منہ پیٹتی ہوئی بولی۔ ”اب سالا نہیں کہوں گا۔ نکل ہی جاتا ہے زبان سے ماموں جان سالے الفاظ بھی.... روپ“ اس نے اپنا منہ دبا لیا۔

”اچھا خاموش بیٹھو....!“

اس نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لئے۔ اور نوالہ ہاتھ میں لئے بیٹھی رہی کچھ دیر بعد رفعت جاہ پھر اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

”ارے یہ تم اس طرح کیوں بیٹھی ہو۔“ انہوں نے پوچھا۔

”آپ نے خاموش بیٹھنے کو کہا تھا اور میں نے سوچا کہ ہونٹ بند کر لوں اگر ہونٹ کھلتے ہیں تو زبان بھی سالی چلنا چاہتی ہے.... اوہو.... جناب آپ تکلف کر رہے ہیں۔“ اس نے دفعتاً عمران سے کہا اور عمران بوکھلاہٹ کی ایکٹنگ کرتا ہوا نوالہ کان کی طرف لے جانے لگا۔

”ہائیں.... ہائیں....!“ نواب رفعت جاہ نے اسے ٹوکا۔

”اوہ.... ساری پلیز....!“ عمران نے نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے کہا ”ہم بالکل گدھے ہیں۔ نواب صاحب آپ بالکل خیال نہ فرمائیے گا۔!“

”میں نے سنا ہے کہ گدھوں کو اپنے گدھے پن کا احساس ہو جائے تو اُسے قربِ قیامت کی دلیل سمجھنا چاہئے۔“ نجمہ بول اٹھی۔

”ہم قیامت سے بہت قریب ہیں محترمہ کنفیوشس نے کہا تھا... ہائیں کیا کہا تھا؟ ابھی تو یاد تھا جو کچھ کہا تھا۔ خیر کنفیوشس نے اس مسئلے پر بھی کچھ نہ کچھ ضرور کہا ہوگا۔!“

”بھئی کھانے پر خاموش ہی رہنا چاہئے۔“ رفعت جاہ چڑ کر بولے۔

”ہمارے ہونٹ ہمیشہ کھلے رہتے ہیں نواب صاحب کیوں کہ ہم ٹانسلو کے شکار ہیں۔“

”ہائیں آپ نے پہلے کیوں نہ بتایا۔“ نجمہ یک بیک میز سے اٹھ گئی۔”یہ سالی چھوت کی بیماری ہے۔!“

”نجمہ تمیز سے بیٹھو یا چلی جاؤ۔“ رفعت جا بگڑ گئے۔

نجمہ پھر خاموش ہو گئی۔ لیکن اس کے چہرے سے یہ ظاہر نہیں ہو رہا تھا کہ رفعت جاہ کی سرزنش اسے گراں گزری ہے اس کے ہر انداز میں بچپنا ٹپکتا تھا۔

کھانے کے بعد بھی عمران نے رفعت جاہ کا پیچھا نہ چھوڑا نجمہ جا چکی تھی۔ اور رفعت جاہ پائپ سلگا کر آرام کرسی پر نیم دراز ہو چکے تھے۔ عمران نے پھر ان تینوں تصویروں کا ذکر چھیڑا۔

”میں وہ تصویریں کسی قیمت پر بھی نہیں دے سکتا۔“ رفعت جاہ نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔ ”اگر ان لوگوں نے شرافت سے استدعا کی ہوتی تو شاید میں انہیں تحفتہً پیش کر دیتا مگر ایسی صورت میں.... ہونہہ.... میری رگوں میں بھی خون ہی ہے.... پانی نہیں۔!“

”لیکن اگر آپ کی رگیں پانی قبول کرنے کے قابل نہ رہ گئیں تو۔!“

”میں زندگی کو کھلونا سمجھتا ہوں صاحب زادے۔!“

”مگر سنئے تو سہی.... وہ صرف تصویریں چاہتے ہیں.... تصویریں انہیں آپ ہی سے ملیں گی آپ کی لاش سے نہیں۔ پھر انہوں نے تصویریں حاصل کیے بغیر آپ کو مار ڈالنے کا پروگرام کیوں بنا ڈالا تھا۔“

رفعت جاہ چند لمحے اسے گھورتے ہوئے پھر مسکرا کر بولے ”کبھی تم پرلے سرے کے عقل مند معلوم ہوتے ہو اور کبھی نرے گاؤدی.... آخر اس کی کیا وجہ ہے.... دیکھو لڑکے.... اگر سر سلطان نے تمہارا پورا حلیہ بیان نہ کیا ہوتا تو میں....!“

وہ جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گئے۔

”میرا ستارہ مریخ ہے۔ جب زحل اسے آنکھ مارتا ہے تو وہ شرما کر سر جھکا لیتا ہے۔ اور ہم نرے گاؤدی نظر آنے لگتے ہیں۔ پھر جب وہ خود سیٹیاں بجا بجا کر زہرہ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو ہم میں دوسروں کو عقل مندی کی جھلکیاں نظر آنے لگتی ہیں۔“

”تم جو کوئی بھی ہو انتہائی درجہ خطرناک آدمی بھی ثابت ہو سکتے ہو۔ میرا ساٹھ سالہ تجربہ یہی کہتا ہے.... تمہیں اس پر حیرت ہے کہ انہوں نے تصویریں حاصل کئے بغیر میرے پلنگ کے نیچے ڈائنامائیٹ کیوں رکھ دیا تھا۔“

”ہونی ہی چاہئے۔ قدرتی بات ہے۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔

”وہ دراصل مجھے اتنا زیادہ خوف زدہ کر دینا چاہتے ہیں کہ چپ چاپ تینوں تصویریں ان کے حوالے کر دوں تمہارے ذریعہ انہوں نے دراصل مجھے یہ بات سمجھانی چاہی ہے کہ وہ ہر وقت میرا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ اب تم یہی دیکھ لو کہ یہاں کے محافظوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر وہ اپنا کام کر گئے۔ میری خواب گاہ میں کسی کا داخلہ آسان نہیں ہے اور سارا شہر جانتا ہے کہ میں کس قسم کا آدمی ہوں۔“

* * *

اسی شام کو عمران ہدہد سے جا ٹکرایا۔ ہدہد بھی شائد اس سے مل بیٹھنے کا موقع تلاش کر رہا تھا۔

”جج جناب والا۔ آپ کو یہاں.... دو.... دیکھ کر....!“

”حیرت ہوئی ہے۔“ عمران نے مسکرا کر جملہ پورا کر دیا۔ ”لیکن تم یہاں کہاں۔!“

”مم مقدر.... جج جناب.... یہاں میری تعیناتی ہوئی تھی.... بحمد اللہ.... بخوبی کک کام کرتا رہا... لیکن پھر پتہ نہیں کک کیوں... مجھے ڈسچارج کر دیا گیا۔ امورِ مملکت خویش خسرواں دانند....!“

”خسرواں نہیں نوشیرواں۔“ عمران بولا۔

”آپ بھبول رہے خسرواں درست ہے۔!“

”کیا تم مجھ سے بحث کرو گے۔“ عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔

”نہیں جناب.... نوشیرواں ہی ہو گا۔!“

”ٹھیک ہے تم اب بھی پہلے ہی کے سے سعادت مند ہو۔!“

”مگر جناب میں یہ سوچتے سوچتے پپاگل ہو جاؤں گا کہ آخر مجھے ڈسچارج کیوں کیا گیا۔!“

”محض اس لئے کہ تم پاگل کو پپاگل کہہ کر اس کے پاگل پن میں مزید اضافہ کر دیتے ہو۔!“

”اب میں اس لکنت کو کیا کروں.... یہ تو پیدائشی ہے۔!“

”میں نے تم سے پوچھا تھا کہ تم یہاں تک کیسے پہنچے۔!“

"پپ.... پیٹ بڑا اچھا.... راہبر ہے جناب....!"

"بھئی فلمی ڈائیلاگ نہ بولو۔!"

"ہاں....! جج جناب.... یقین کیجئے میں نوکری کی تلاش میں نواب صاحب کے پاس آیا انہیں جب یہ معلوم ہوا کہ میرا تعلق محکمہ براغ رسانی سے رہا ہے تو انہوں نے فوراً ہی مجھے ملازم رکھ لیا۔!"

"مگر کس لئے.... ؟ تم یہاں کون سی خدمت انجام دے رہے ہو۔!"

"نواب صاحب کے خلاف کسی سازش کا پتہ لگانے کی کوشش کر رہا ہوں۔!"

"کس قسم کی سازش کیا تمہیں تفصیل کا علم نہیں ہے۔!"

"نہیں جناب.... مجھے تفصیل کا کل تک علم نہیں تھا۔ مگر آج تو یہ کہانی ہر ایک کی.... زبان پر ہے۔

"کیسی کہانی۔!"

"شفق کے پجاریوں کی.... مم.... مگر.... دو.... دیکھئے.... جناب.... یہاں مجھے ہد ہد نہ فرمایئے گا ورنہ میری عزت خاک میں مل جائے گی۔!"

"نواب رفعت جاہ کے متعلق تمہارا کیا اندازہ ہے۔!"

"اندازہ.... مم.... میں نہیں سمجھا....!"

"یہ شخص جھوٹ کس رفتار سے بول سکتا ہے۔!"

"پتہ نہیں جناب.... مگر.... آخر انہیں جھوٹ بولنے کی.... کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔!"

"مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص.... کم از کم پچاس فیصدی جھوٹ بولتا ہے۔!"

"میں نے نہیں محسوس کیا۔!"

"اب محسوس کرنے کی کوشش کرو۔!"

"بہت بہتر.... جج جناب.... اب میں دیکھوں گا۔!"

* * *

دوسرے دن عمران نے ایک نئی خبر سنی۔ سب انسپکٹر نواب رفعت جاہ کو حالات سے آگاہ کرتا رہتا تھا۔ صبح ہی صبح آکر اس نے اطلاع دی اڈلفیا کا وہ ویٹر جس نے عمران کے لئے کھانا منتخب

کیا تھا مل تو گیا ہے لیکن اس کی ذہنی حالت ایسی نہیں ہے کہ اس کے کسی بیان پر اعتماد کیا جا سکے.... کیا اُسے سر شام.... سر شام.... نہیں کیا کہتے ہیں۔ عمران پیشانی پر ہاتھ رکھ کر سوچنے لگا۔ "سرسام" نواب رفعت بڑبڑائے۔

"اوہاں.... شکریہ سرسام.... کیا اسے سرسام ہو گیا ہے۔!"

"نہیں اسے بخار نہیں ہے۔ سرے سے کوئی مرض ہی نہیں ہے۔ لیکن وہ ہوش میں نہیں معلوم ہوتا۔ یہ میری یا کسی دوسرے اناڑی کی رائے نہیں بلکہ ذہنی امراض کے ایک ماہر کا خیال ہے۔!"

"یعنی وہ اچانک اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں....!"

"ماہر نے وجہ بتائی ہو گی۔!"

"بتائی تو تھی لیکن تفصیل مجھے یاد نہیں۔!"

"ارے یہ کوئی بڑی بات ہے۔" رفعت جاہ میز پر ہاتھ مار کر بولے۔ "جس نے بھی اسے کام پر آمادہ کیا تھا کھیل بگڑتے دیکھ کر اُسے اس قابل نہ رہنے دیا کہ وہ اپنا بیان دے سکے۔!"

"جی ہاں...!" سب انسپکٹر سر ہلا کر بولا۔ "ایسی صورت میں اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔!"

"ہمارا خیال اس سے مختلف ہے۔" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"فرمایئے....!" رفعت جاہ کے لہجے میں طنز تھا۔

"ہمارا خیال ہے کہ وہ ویٹر غم غلط کرنے کے لئے چرس پینے لگا ہے۔!"

"اگر آپ اپنے خیالات کا اظہار نہ کیا کریں تو بہتر ہے۔" سب انسپکٹر نے کہا۔

"آئندہ ہم احتیاط برتیں گے۔!" عمران نے خوش مزاجی کے مظاہرے کے ساتھ کہا۔

اچانک وہ شور سن کر چونک پڑے۔ آواز باہر سے آئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کمپاؤنڈ میں کوئی جنگلی ہاتھی گھس آیا ہو۔ وہ اٹھ کر کھڑکی کے قریب آئے اور پھر دوسرے ہی لمحے میں عمران نے رفعت جاہ کو دروازے کی طرف بھاگتے دیکھا پھر سب انسپکٹر بھی ادھر ہی بڑھا۔ اس کے بعد عمران کے قدم اٹھے۔ وہ کمپاؤنڈ میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک آدمی جس کا لباس تار تار ہو کر جسم پر جھول رہا تھا۔ اچھلتا کودتا نظر آیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ڈنڈا تھا دوسرے ہاتھ میں بڑا سا

چاقو۔ کچھ لوگ اسے پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے، لیکن اس کے قریب جانے کی ہمت ان میں نہیں تھی۔ یہ رفعت جاہ کے محافظ تھے۔ رفعت جاہ بھی انہیں میں جا ملے۔

”ارر یہ تو نواب صاحب کے چچا ہیں۔“ سب انسپکٹر تشویش کن لہجے میں بڑبڑایا۔ اور پھر عمران نے بھی اسے پہچان لیا۔ اسے یہی بتایا گیا تھا کہ وہ رفعت جاہ کا چچا ہے مگر عمران کو اس پر یقین کر لینے میں کچھ تامل ضرور ہوا تھا۔ کیونکہ عمر کے اعتبار سے چچا ہی بھتیجا معلوم ہوتا تھا۔ رفعت جاہ عمر میں اس سے بہت بڑے تھے۔ لیکن اسے اس حال میں دیکھ کر عمران کو حیرت ہوئی۔ اس سے پہلے اس نے اس کے متعلق اندازہ لگایا تھا کہ وہ ٹھنڈے مزاج کا ایک کم سخن اور سنجیدہ آدمی ہے۔

نواب رفعت جاہ کچھ بدحواس سے نظر آنے لگے تھے۔ ساتھ ہی وہ محافظوں کو ہمت دلانے کی بھی کوشش کر رہے تھے۔

بدقت تمام وہ لوگ اسے قابو میں کر سکے۔ کئی کے ہاتھ اس کے دانتوں سے زخمی ہو گئے تھے۔ پھر کچھ دیر عمران کو الجھن میں مبتلا رہنا پڑا کیوں کہ نواب رفعت جاہ محافظوں کے ساتھ عمارت کے اس حصے کی طرف گئے تھے جہاں ان کے اعزا کا قیام تھا۔

سب انسپکٹر بھی شاید اس ہنگامے کی وجہ ہی معلوم کرنے کے لئے رک گیا تھا۔ عمران نے ملازمین سے کچھ معلوم کرنا چاہا لیکن کسی نے بھی کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا۔

”کیا غصے کی حالت میں ایک ہاتھ میں ڈنڈا اور دوسرے میں چاقو رکھنا چاہئے۔“

”مجھے افسوس ہے کہ نواب صاحب نے آپ کو اپنا مہمان بنا لیا ہے ورنہ بتاتا۔!“ سب انسپکٹر چڑ کر بولا۔

”فرض کر لیجئے کہ ہم نواب صاحب کے مہمان نہیں ہیں۔!“

”اگر میں نے فرض کر لیا تو آپ جیل میں ہوں گے۔!“

”ہاں ہم عنقریب یہاں کی جیلوں کا معائنہ کرنے والے ہیں۔!“

سب انسپکٹر کچھ نہ بولا۔ وہ قدموں کی آوازوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جو لمحہ بہ لمحہ قریب آتی جا رہی تھی۔ رفعت جاہ کمرے میں داخل ہوئے ان کی پیشانی پر پسینے کی بوندیں تھیں اور اس طرح ہانپ رہے تھے جیسے کسی سانڈ سے زور آزمائی کر کے آئے ہوں۔

وہ ایک کرسی میں گر گئے۔ عمران اور سب انسپکٹر خاموش بیٹھے رہے۔ کچھ دیر بعد نواب صاحب نے رومال سے اپنا چہرہ صاف کیا اور پائپ میں تمباکو بھرنے لگے۔

”یہ کیا قصہ تھا جناب....!“ سب انسپکٹر نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

”ارے بھئی کیا بتاؤں۔“ وہ مضمحل آواز میں بولے۔ ”ان پر کبھی کبھی اس قسم کے دورے پڑتے ہیں۔!“

”کب سے....!“

تقریباً چھ ماہ سے.... یہ دراصل یہاں نہیں رہتے تھے میں ہی انہیں یہاں لایا ہوں تاکہ ان کا علاج ہو سکے۔ لیکن ابھی تک ان کی حالت نہیں سنبھل سکی۔ ذہنی امراض کے ماہر ترین معالج بھی حیران ہیں کہ یہ کس قسم کے دورے ہیں۔!“

”ان کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔!“ عمران بول پڑا۔

”کیوں....!“ رفعت جاہ اور سب انسپکٹر ایک ساتھ بول پڑے۔

”ان پر پری کا سایہ معلوم ہوتا ہے۔ ایک بار ہمارے ابا حضور پر بھی پری کا سایہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے سارے مصاحبین کو دھکے دے کر نکلوا دیا۔ اور ان کی جگہ اتنے ہی قوال رکھ لئے.... پھر تو سارے ڈھمپ میں قوالی کا وہ زور ہوا کہ لوگ ایک دوسرے سے کو ”اے وا“ کہہ کر مخاطب کرنے لگے الا ماشاءاللہ.... ہاں تو ہم بھی یہ کہہ رہے تھے کہ پری پر اُن کا سایہ ہو گیا ہے۔“

”آپ اپنی زبان بند رکھیں تو بہتر ہے۔“ سب انسپکٹر ہاتھ اٹھا کر بولا۔

”زبان.... بند رکھیں....“ عمران نے حیرت سے کہا۔ ”ارے زبان کو تو آپ حوالات میں بھی بند نہیں کر سکتے۔!“

”میں بند کر سکتا ہوں بشرطیکہ نواب صاحب اجازت دے دیں۔“ سب انسپکٹر غرایا۔

”آپ انہیں اجازت دے دیجئے۔!“ عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

”بھئی ختم بھی کیجئے اس قصے کو.... میں اس وقت بہت الجھن میں ہوں۔ میرے چچا کی بیماری تو خیر تھی ہی لیکن اس وقت....!“

نواب رفعت جاہ خاموش ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔

”فرمائیے........ جناب....!“ سب انسپکٹر نے بڑی مستعدی سے کہا ”اگر میرے لائق

کوئی خدمت....!"

"سو فیصدی آپ ہی کے لائق ہے۔!"

"ضرور فرمایئے۔!"

"یہ لیجئے....اسے دیکھئے۔" نواب رفعت جاہ نے کاغذ کا ایک ٹکڑا سب انسپکٹر کی طرف بڑھا دیا۔ وہ اسے دیکھتا رہا۔ پھر ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "سمجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں کو تلاش کہاں کیا جائے۔!"

"یہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ پھر خدمت کیا کریں گے۔" رفعت جاہ کے لہجے میں طنز تھا۔

"دیکھئے.... ٹھہریئے.... فی الحال ہمارے پاس دو ایسے آدمی ہیں جن کے ذریعہ مجرموں تک رسائی ہو سکتی ہے۔ ایک تو یہ حضرت اور دوسرا وہ ویٹر جس کا ذہنی توازن بگڑ گیا ہے۔!"

"تو اپنا ہی ذہنی توازن کہاں ٹھیک ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ہمارا بھی دل چاہتا ہے کہ کبھی بلی کی طرح میاؤں میاؤں کریں اور کبھی کتوں کی طرح بھونکنے لگیں۔ یہ ہماری لیاقت ہے کہ ہم جو کچھ سوچتے ہیں کر نہیں گزرتے ورنہ ہم بھی غیر متوازن دماغ والے قرار دیئے جا سکتے ہیں۔!"

"ان سے آپ کیا معلوم کر سکیں گے۔" رفعت جاہ نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں تصدیق کر چکا ہوں کہ یہ ڈھمپ کے شہزادے ہیں لیکن میں آج بھی نہیں بتا سکتا کہ یہ ریاست کہاں ہے۔!"

"کہاں سے تصدیق ہوئی ہے۔!"

"وزارتِ خارجہ کے سیکریٹری سر سلطان ان سے ذاتی طور پر واقف ہیں۔!"

"نہیں۔!" سب انسپکٹر کے لہجے میں حیرت تھی۔

رفعت جاہ پائپ کو دانتوں میں دبا کر سلگانے لگے۔

عمران خاموش بیٹھا رہا۔ سب انسپکٹر اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔ ویسے عمران کی نظر کاغذ کے اس ٹکڑے پر تھی جو رفعت جاہ نے سب انسپکٹر کو دیا تھا۔

دفعتاً اس نے سب انسپکٹر سے پوچھا۔ "یہ کاغذ کیسا ہے۔!"

"خود ہی دیکھ لیجئے۔!" سب انسپکٹر نے وہ کاغذ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران نے کنکھیوں سے رفعت جاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کاغذ لے لیا۔ رفعت جاہ کے چہرے سے صاف پڑھا جا سکتا تھا کہ انہیں اس کا عمران کے ہاتھوں میں پہنچنا گراں گزرا ہے۔

عمران نے اس کی پروا کئے بغیر اس تحریر پر نظریں جما دیں جو کاغذ پر انگریزی حروف میں ٹائپ کی گئی تھی۔

> رفعت جاہ! کیوں شامت آئی ہے۔ اگر میں چاہوں تو تمہارا یہ چچا ہی تمہارے لئے ایک مستقل دردِ سر بن سکتا ہے میں اسے اس حال کو بھی پہنچا سکتا ہوں کہ اسے کبھی ہوش ہی نہ آئے اور یہ تمہارے خاندان کے ایک ایک فرد کو ہلاک کر ڈالے میرا خیال ہے کہ یہ تنبیہہ تمہارے لئے کافی ہوگی تصویریں اب بھی میرے حوالے کر دو۔
>
> (پجاری)

عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور رفعت جاہ کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر آہستہ سے بولا "ہم جانتے ہیں کہ آپ کا سارا خاندان خاک میں مل جائے گا لیکن آپ تصویریں اسے نہ دیں گے۔!"

"آپ کا خیال بالکل درست ہے....!" رفعت جاہ مسکرائے۔

"کیا آپ کو خاندان والوں سے محبت نہیں ہے۔!"

"ہے کیوں نہیں لیکن میں نے آج تک کسی بھی معاملے میں دوسروں کے سامنے سر نہیں جھکایا....!"

"اچھا آپ وہ تصاویر ہمیں تحفتہً دے دیجئے۔" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"یہ ممکن ہے مگر ابھی نہیں۔ ابھی تو مجھے اس پجاری اور اس کے حواریوں سے سمجھنا ہے۔!"

"کیا وہ آپ کو کوئی نقصان پہنچا چکا ہے۔!"

"نہیں لیکن یہی کیا کم ہے کہ وہ مجھے چیلنج کر رہا ہے۔ یہی کیا کم ہے کہ وہ آزادانہ اس طرح یہاں داخل ہو کر مجھے مرعوب کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔!"

"لیکن یہ پرچہ آپ تک کیسے پہنچا۔!"

"یہ پرچہ اسی کے ہاتھ میں دبا ہوا تھا جس میں چاقو تھا۔!"

"کمال ہے....!" سب انسپکٹر آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

"آپ کے چچا کا نام کیا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"پرنس قدیر کہلاتے ہیں۔!"

"مگر ہم کیسے یقین کرلیں کہ وہ آپ کے چچا ہیں۔!"

"بھئی آپ خاموش ہی بیٹھئے!" رفعت جاہ نے اکتا کر کہا۔

"ہمیں افسوس ہے کہ ہم نے اپنا اتنا وقت برباد کیا۔ اب پھر ہم اڈلفیا میں واپس چلے جائیں گے۔!"

"یہ سراسر ناممکن ہے۔!" رفعت جاہ مسکرائے۔

"کیوں....؟"

"بس یوں ہی... میں مہمانوں کی تجہیز و تکفین کی سعادت سے بھی محروم نہیں رہنا چاہتا۔"

"ارے تو کیا اب ہم لان پر چہل قدمی نہیں فرما سکیں گے۔" عمران نے چڑچڑے پن کا مظاہرہ کیا۔

"شوق سے.... شوق سے.... لیکن آپ پھاٹک کے باہر قدم نہ رکھ سکیں گے۔!"

عمران بڑبڑاتا ہوا کمرے سے نکل آیا.... وہ اس وقت دراصل نواب صاحب کے ایک محافظ کو چیک کرنا چاہتا تھا۔ اسے شبہ تھا کہ وہ قابلِ اعتماد آدمی نہیں ہے۔ اس نے ہدہد کو بھی ہدایت کی تھی کہ اس پر نظر رکھے۔ اس وقت جب پرنس قدیر والا ہنگامہ ہوا تھا وہ دوسرے محافظوں کے ساتھ نہیں تھا۔ عمران کو ابھی تک اس کا نام بھی نہیں معلوم ہو سکا تھا۔ ہدہد نے بھی لاعلمی ظاہر کی تھی لیکن اس نے آج کا وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے متعلق ضروری معلومات فراہم کرے گا۔

اور وعدے کے مطابق وہ اسے مالتی کی کنج میں ملا جو شمالی پھاٹک سے تقریباً دو سو گز ادھر ہی تھی۔ ہدہد نے بتایا کہ اس محافظ کا نام ضیغم تھا۔ لیکن دوسرے محافظوں میں سے کسی کو بھی اس کے متعلق کچھ نہیں معلوم وہ اتنا ہی جانتے ہیں کہ وہ بھی نئے محافظوں میں سے ہے۔ اور اس کی ملازمت کی مدت زیادہ نہیں ہے۔ عمران دوبارہ اس پر نظر رکھنے کی ہدایت دے کر وہاں سے ہٹ آیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اب پھاٹک کے باہر قدم نکالنے پر بھی پابندی عائد کردی گئی ہے۔ شاید فون بھی استعمال نہ کرسکے۔ مگر اب یہ بہت ضروری تھا کہ کم از کم روشی کو ٹرنک کال کرکے یہاں بلوالیتا....؟ وہ پھر عمارت کی طرف چلنے لگا۔ دفعتاً اس کی نظر نجمہ پر پڑی۔ جو ایک بڑے پام کے نیچے کھڑی خرگوشوں سے کھیل رہی تھی۔ وہ سیدھا اس کی طرف چلا۔

"ہمیں بھی خرگوش بہت پسند ہیں شہزادی صاحبہ....!"

"شہزادی صاحبہ۔!" اس نے حیرت سے کہا۔ اور پھر بے ساختہ ہنس پڑی کافی دیر تک ہنستے رہنے کے بعد بولی۔ "میں کہاں کی شہزادی ہوں میرا باپ بیچارہ ایک معمولی سا ڈپٹی کمشنر ہے۔!"

"اس سے کیا ہوتا ہے پھر بھی آپ کی رگوں میں شاہی خون تو موجود ہے۔!"

"یہ بھی غلط ہے شہزادے صاحب ہم کسی شاہی نسل سے تعلق نہیں رکھتے نانا جان کو انگریزوں سے جاگیر دار خطاب ملے تھے ورنہ ہو سکتا تھا کہ نانا جان کے والد صاحب یہ بھی نہ جانتے رہے ہوں کہ والد صاحب کسے کہتے ہیں۔!"

"سبحان اللہ.... مگر ہم اس کا مطلب نہیں سمجھے۔!"

"شہزادے ٹھہرے نا....! شہزادوں کو مطلب سمجھنے کی ضرورت ہی کیا ہے مطلب سمجھنے کی کوشش تو وہ لوگ کرتے ہیں جنہیں پیٹ بھر کر روٹی نصیب نہیں ہوتی۔!"

"ایک بار پھر سبحان اللہ.... بلکہ کیا کہتے ہیں.... انشاء اللہ بھی.... نہیں.... کچھ اور کہتے ہیں.... اوہاں.... ماشاء اللہ.... انشاء اللہ....!"

"کھوپڑی میں کیا ہے....؟" نجمہ اس کی پیشانی کی طرف انگلی اٹھا کر بولی۔

"چمبیلی کا تیل قسم اول....!"

"نہیں بس....!" نجمہ نے کہا اور جھک کر ایک خرگوش گود میں اٹھالیا۔ پھر بولی "آپ کی یہ ریاست ڈھمپ کہاں واقع ہے۔ ہمارے گھر میں شاید ہی کبھی کسی نے اس ریاست کا نام سنا ہو۔!"

"اف فوہ.... اب شاید ہم بھی قدیر صاحب ہی کی طرح پاگل ہو جائیں گے۔!" عمران اپنی پیشانی رگڑتا ہوا بولا۔

"ہو سکتا ہے....!" نجمہ نے خشک لہجے میں کہا۔ "ماموں جان کیا کر رہے ہیں۔ پولیس کیا کر رہی ہے۔!"

"ماموں جان صبر کر رہے ہیں۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اور پولیس کہہ رہی ہے کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔!"

"کیا آپ نے خود ہی ڈائنامائیٹ نہیں رکھے تھے۔!"

"ہو سکتا ہے ہم نے ہی رکھے ہوں۔ ہمیں کچھ یاد نہیں ہے۔ ہمیں بھولنے کا مرض ہے شہزادی صاحبہ....!"

"میں آپ کا یہ مرض دور کر سکتی ہوں....!" نجمہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آہا.... ہم بے حد شکر گزار ہوں گے.... جناب والا.... ارر.... محترمہ....!"

"آیئے میرے ساتھ۔!" نجمہ خرگوش کو زمین پر پھینک کر آگے بڑھتی ہوئی بولی عمران اس کے ساتھ چلنے لگا۔

"یہ قدیر صاحب کو کیا ہو گیا ہے۔" اس نے رواروی میں پوچھا۔

"یہ قدیر یعنی چھوٹے ناناجان کی بات کر رہے ہیں آپ۔!"

"آہام.... کیا اُن کا نام قدیر نہیں ہے۔!"

"ماموں جان انہیں پرنس قدیر کہتے ہیں۔ حالانکہ ان کے باپ ایک معمولی زمین دار تھے۔ اور شاید وہ پرنس کی ہجے بھی نہ جانتے رہے ہوں۔!"

"خیر.... ہاں.... تو یہ پرنس قدیر کب سے بیمار ہیں۔!"

"سنا ہے کہ چھ ماہ سے.... اب ماموں جان انہیں یہاں لائے ہیں۔!"

"کیا وہ مستقل طور پر یہاں نہیں رہتے....!"

"نہیں وہ تو گاؤں میں رہتے ہیں اور شاید چماروں کے پرنس ہیں۔!"

"ایک بار پھر سبحان اللہ۔ آپ واقعی شہزادی معلوم ہوتی ہیں۔"

"نہیں میں صرف ڈپٹی زادی ہوں۔!"

"آپ کچھ بھی ہوں مگر یہ پرنس قدیر....!"

"میں پرنس قدیر میں ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں لیتی۔ مجھے بور نہ کیجئے۔!"

"بہت بہتر.... مگر آپ ہمیں لے کہاں جارہی ہیں۔!"

"علاج کے لئے۔" اس نے کہا۔ اور چلتے چلتے ایک حوض کے کنارے رک گئی۔

"دیکھئے میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ حوض کی تہہ دیکھنے سے بھولنے کا مرض جاتا رہتا ہے۔ روزانہ تقریباً پندرہ منٹ تک یہ مشق کیا کیجئے....!"

"اوہ.... اچھا شکریہ....!" عمران جھک کر حوض میں دیکھنے لگا۔ لیکن وہ غافل نہیں تھا اس نے نجمہ کی پرچھائیں کو پیچھے ہٹتے دیکھا۔ اور پھر اس کا پیر اٹھا۔

عمران بڑی تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ نجمہ توازن برقرار نہ رکھ سکی دوسرے ہی لمحے میں وہ حوض میں غوطے کھا رہی تھی۔ حقیقتاً اس نے یہ چاہا تھا کہ اسے لات مار کر حوض میں گرا دے۔ لیکن اپنی شرارت کی شکار خود ہو گئی۔

"ارے.... ارے نکالو.... مجھے....!" وہ غوطے کھاتی ہوئی چیخی۔

"یہ آپ وہاں کیسے تشریف لے گئیں شہزادی صاحبہ....!" عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"نکالو.... خدا کے لئے.... پانی زیادہ ہے۔ میں پنجوں پر اچھل رغی غرط اپ.... ارے.... بچاؤ....!"

"ارے بچاؤ....!" دفعتاً عمران بھی احمقانہ انداز میں چیخا۔ اور اس طرح حوض کے کنارے پر اچھلنا شروع کر دیا جیسے سچ مچ بری طرح بوکھلا گیا ہو۔

آخر نجمہ خود ہی حوض کا ایک کنارا پکڑ لینے میں کامیاب ہو گئی۔ لیکن اچھل کر اوپر جانا اب بھی اس کے بس کا روگ نہیں تھا۔

"میرے ہاتھ پکڑیئے۔!" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

اب عمران نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اسے حوض سے باہر نکالا اور وہ تیر کی طرح عمارت کی طرف چلی گئی۔ کبھی دوڑتی اور کبھی آہستہ چلنے لگتی عمران اس وقت تک وہیں کھڑا رہا جب تک کہ وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی۔

* * *

عمران کی تحقیقات ابھی غیر تسلی بخش تھیں وہ کرتا بھی کیا۔ رفعت جاہ اس کے معاملے میں روز بروز سخت ہوتے جارہے تھے۔ نہ وہ سروش محل کی حدود سے باہر قدم نکال سکتا تھا اور نہ فون استعمال کر سکتا ہے۔ اگر وہ ملازموں سے کچھ پوچھنا چاہتا تو وہ اس انداز میں کھسک جاتے جیسے

انہیں بھی عمران کی باتوں کا جواب دینے سے روک دیا گیا ہو۔ آخر وہ رفعت جاہ سے الجھ ہی پڑا۔

"ہمیں بڑی حیرت ہے کہ ہم آپ کے مہمان ہیں یا قیدی بنا کر رکھے گئے ہیں۔!"

"میرے مہمان اسی طرح رکھے جاتے ہیں۔" رفعت جاہ کا جواب تھا۔

"دفن کس طرح کئے جاتے ہیں۔ نواب صاحب....!"

"وہ منظر بڑا عبرت ناک ہوتا ہے مگر آپ اس سے محظوظ نہیں ہو سکیں گے شہزادے صاحب!"

"ہم محظوظ ہونے کی کوشش کریں گے آپ دفن کر کے تو دیکھئے۔!"

"میرے پاس فضول باتوں کے لئے وقت نہیں ہے۔!"

"اچھا ٹھہریئے کیا ہم اپنی پرائیویٹ سیکریٹری کو بھی یہاں نہیں بلا سکیں گے۔!"

"کیا وہ کوئی عورت ہے۔!"

"ہاں.... ایک اینگلو برمیز لڑکی.... مس روشی ڈک ٹیل....!"

"کہاں ہے....!"

"دارالحکومت میں۔ ہم ٹرنک کال کر کے اسے طلب کر سکتے ہیں۔!"

رفعت جاہ کچھ سوچنے لگے۔ پھر بولے۔ "یہ ٹرنک کال میری موجودگی میں ہوگی۔!"

"قطعی....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں اس سے ہرگز نہیں کہوں گا کہ آتے وقت حقے کا خمیرہ بھی لیتی آئے۔ حقے کے نام ہی پر اسے غش آجاتا ہے۔ مگر ہم نے بھی تہیہ کر لیا ہے کہ کم از کم زندگی میں ایک بار اسے حقہ ضرور پلائیں گے۔!"

پھر عمران نے رفعت جاہ کی موجودگی میں ہی روشی کے لئے ٹرنک کال کی اسے یقین تھا کہ وہ اس وقت اپنے فلیٹ میں ہوگی۔ وہ آج کل محکمہ خارجہ میں ٹائپسٹ کی حیثیت سے کام کر رہی تھی۔ اس کا معمول تھا کہ وہ آفس سے آنے کے بعد پھر کہیں نہیں جاتی تھی۔ اور اس کا قیام بھی اسی فلیٹ میں تھا جہاں احمقوں[ے] والے کیس کے دوران اسے ٹھہرایا گیا تھا۔

اس کے اندازے کے مطابق روشی فلیٹ ہی میں ملی۔

"ہیلو روشی" وہ ریسیور میں دھاڑا۔ "ٹٹ از یور پرنس آف ڈھمپ ہم شاہ دارا سے بول رہے ہیں۔"

"اوہ.... وہاں.... مگر....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

[ے] "حماقت کا جال"

"ہم یہاں سروش محل میں مقیم ہیں.... اور تمہاری ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ تم یہاں پہنچنے کی کوشش کرو۔ تین بجے چلنے والی ٹرین سے تم سات بجے تک یہاں پہنچ سکتی ہو۔ ہمیں بہت کم نیند آتی ہے۔ تم جانتی ہو کہ ہم نیپالی طرز کی لوریوں کے بغیر نہیں سو سکتے۔!"

"اچھا.... اچھا.... میں چلی آؤں گی مگر اب چھٹی کی درخواست بھیجنے کا وقت بھی نہ مل سکے گا۔!"

"تم اس کی پرواہ نہ کرو....!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

"کس کی پرواہ....؟" رفعت جاہ نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"وہ کہہ رہی تھی کہ اسٹیشن سے سروش محل تک کیسے پہنچے گی۔!"

"صبح گاڑی بھیج دی جائے گی۔" رفعت جاہ نے کہا۔

عمران ان کا شکریہ ادا کر کے کمرے سے باہر نکل آیا۔ سروش محل میں آج اُس کا پانچواں دن تھا۔ اس کا سامان بھی اڈلفیا سے یہیں منگوالیا گیا تھا۔

لیکن شفق کے پجاری ابھی تک پردہ راز میں تھے۔ البتہ عمران پرنس قدیر میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہا تھا۔ آج ہی نجمہ نے اسے کھل کر بتایا تھا کہ پرنس قدیر کبھی ہوش میں نہیں رہتا۔ بظاہر ان اوقات میں جب وہ دورے کی حالت میں نہ ہو۔ ایک سنجیدہ اور خاموش طبع آدمی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اس وقت بھی ہوش میں نہیں ہوتا۔ نہ وہ کسی کو پہچانتا ہے اور نہ اسے اپنے اعزہ کے نام یاد آتے ہیں اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ رفعت جاہ نے سارے اعزہ کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ اس سے گفتگو نہ کریں۔ رفعت جاہ کا کہنا تھا کہ وہ اس کی نہیں بلکہ ڈاکٹروں کی ہدایت تھی۔

عمران قدیر سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ابھی تک اسے اس میں ناکامی ہوئی تھی۔ اول تو وہ اپنے کمرے سے باہر ہی نہیں نکلتا تھا۔ اگر کبھی کبھار کمپاؤنڈ میں نظر بھی آتا تو اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی ضرور ہوتا۔ اگر عزیزوں میں کوئی نہ ہوتا تو کم از کم محل کے محافظ تو یقینی طور پر اس کے ساتھ ہوتے۔

عمران اس کے متعلق سوچتا ہوا لان پر ٹہلتا رہا۔ سورج غروب ہونے والا تھا اچانک نجمہ سے مڈ بھیڑ ہوگئی۔ شاید وہ عمران ہی کے چکر میں ادھر آئی تھی۔

"اب ہمیں اس وقت کیا کہنا چاہئے۔!" عمران بڑبڑایا۔ "موسم خوش گوار ہونے کے مسئلے پر ہم صبح ہی گفتگو کر چکے ہیں۔!"

"اس وقت ہم...... بھینسوں میں نفسیاتی شعور کے موضوع پر گفتگو کریں گے۔!" نجمہ نے جواب دیا۔ "آہاں سنا ہے کہ آپ کسی عورت روشی کو یہاں بلا رہے ہیں۔"

عمران اس اطلاع پر بوکھلا گیا۔ کیوں کہ ٹرنک کال کرتے وقت کمرے میں نواب رفعت جاہ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

"آپ کو کیسے علم ہوا شہزادی صاحبہ....!"

"پجاری نے اطلاع دی ہے۔" نجمہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیا مطلب....!"

"ابھی میں ادھر آرہی تھی کہ ایک لفافہ پڑا ہوا ملا۔ جس پر ماموں جان کا نام تھا۔ میں نے وہ لفافہ اٹھالیا اس میں سے جو تحریر نکلی ہے پجاری کی ہے۔!"

"ہام.... دیکھیں کیا لکھا ہے۔!"

"نہیں.... یہ ماموں جان کو دے آؤں۔ آپ یہیں ٹھہریئے۔ زبانی بتاؤں گی۔ میرا انتظار کیجئے گا۔!"

پھر وہ دوڑتی ہوئی برآمدے کی طرف چلی گئی۔ عمران وہیں کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا.... یہ لڑکی.... ابھی تک اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ اور یہ بھی عجیب بات تھی کہ وہ اسے سمجھنا چاہتا تھا۔ حالانکہ اس سے پہلے کبھی عمران نے کسی لڑکی کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی تھی کیوں کہ عموماً لڑکیاں خود بخود اس کی سمجھ میں آجاتی تھیں۔ وہ اس کا منتظر رہا۔ تھوڑی دیر بعد نجمہ واپس آگئی۔ اس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے نواب صاحب اسے اتنی دیر تک ڈانٹتے پھٹکارتے رہے ہوں۔ وہ آگے بڑھ گئی۔

"ارے.... سنئے تو سہی.... شہزادی صاحبہ....!" عمران اس کی طرف لپکا۔

"نہیں سنوں گی....!" وہ غصیلی آواز میں بولی اور اسی طرح چلتی رہی۔

"آخر کیا ہوا.... اگر کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو اس کی آنکھ نکلوالوں....!" عمران نے اس کے برابر پہنچ کر کہا "کسی نے دانت دکھائے ہوں.... تو.... نہیں مطلب یہ کہ.... ٹھہر جائیے.... ہاں بس ٹھیک ہے۔!"

نجمہ رک گئی.... اس نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا "پجاری نے لکھا ہے کہ آپ فراڈ ہیں اور اب یہاں کسی عورت روشی کو بلوا رہے ہیں۔ آپ شہزادے نہیں ہیں۔!"

"پجاری کی ایسی تیسی....!" عمران مٹھیاں بھینچ کر بولا۔ "اگر ہم فراڈ ہیں تو نواب صاحب نے ہمیں اپنا مہمان کیوں بنایا ہے.... مگر اس نے اور کیا لکھا ہے۔!"

"اس نے لکھا ہے کہ آپ نواب صاحب کو کوئی بہت بڑی چوٹ دیں گے۔ ممکن ہے ان کے جواہرات اڑا لے جائیں۔ ممکن ہے کچھ اور کر بیٹھیں۔!"

"اسی لئے آپ ہم سے ناراض ہو گئی ہیں۔!"

"نہیں.... غصہ تو مجھے ماموں جان پر آیا۔ خواہ مخواہ کاٹنے کو دوڑتے ہیں جیسے یہ خط میں نے ہی ٹائپ کیا ہے.... میں ہی انہیں ڈرا رہی ہوں۔!"

"چلئے آج یہ ایک نئی بات معلوم ہوئی کہ ہم فراڈ ہیں۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"اب دیکھنا یہ ہے کہ ماموں جان اس سلسلے میں کیا کرتے ہیں۔!"

"وہ کیا کریں گے.... وہ تصدیق کر چکے ہیں کہ ہم پرنس آف ڈھمپ ہیں اور وہ عورت جسے ہم نے بلایا تھا وہ ہماری پرائیویٹ سیکریٹری ہے۔!"

"کیا مرد پرائیویٹ سیکریٹری کے فرائض انجام نہیں دے سکتے....!" نجمہ نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"نہیں مرد نہیں دے سکتے....!" عمران نے احمقانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "جب ہم اداس ہوتے ہیں تو وہ فوراً ہی ہمارے لئے بطخ کے انڈے تلاش کرتی ہے۔!"

"بطخ کے انڈے.... کیا مطلب....!"

"مطلب تو بطخ ہی بتا سکے گی....!" عمران نے مایوسی سے کہا۔ "لیکن اتنا ضرور ہے کہ بطخ کے انڈے دیکھ کر ہماری اداسی دور ہو جاتی ہے۔ اگر انڈے نہ ملیں تو ہم تھوڑی دیر بعد دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیتے ہیں۔ ہاں یہ تو بتایئے کہ محل میں کتنے فون ہیں۔!"

"چار.... کیوں....!"

"بس یوں ہی ہم نے سوچا ممکن ہے فون پر کسی نے ہماری گفتگو سنی ہو۔!"

”اوہ.... تو کیا....!“

”ہاں...ابھی کچھ دیر ہی پہلے ہم نے اپنی پرائیویٹ سیکریٹری کے لئے ٹرنک کال کی تھی۔!“

”میرے خدا تو کیا.... وہ بچاری.... یہاں.... محل میں موجود ہے....!“

”یقیناً ورنہ.... ہماری آواز کیسے سنی جاتی.... جب ہم نے فون پر گفتگو کی تھی تو ہمارے پاس نواب صاحب کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ آپ کو یہ لفافہ کہاں ملا تھا کیا آپ وہ جگہ دکھا سکیں گی۔!“

”ہاں کیوں نہیں.... آیئے....!“

عمران اس کے ساتھ چلنے لگا.... پھر وہ ایک کھڑکی کے نیچے رک گئی۔

”یہاں....!“ نجمہ نے ایک طرف اشارہ کیا۔ یہ جگہ کھڑکی سے ایک گز کے فاصلے پر تھی۔ عمران چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر دفعتاً وہ دونوں ہی چونک پڑے کسی کا بھاری بھر کم قہقہہ فضا میں گونج رہا تھا۔

”قدیر.... نانا....!“ نجمہ بڑبڑائی۔

پرنس قدیر کھڑکی کی سلاخوں پر جھکا ہوا وحشیانہ انداز میں ہنس رہا تھا۔

”کیا ہم بھی قہقہہ لگائیں پرنس قدیر....!“ عمران نے اس سے پوچھا۔

”ضرور.... ضرور.... آدمی کو ہر وقت قہقہے لگانا چاہئے ہنسو.... خوب ہنسو....!“ اس نے کہا اور کھڑکی سے ہٹ گیا۔

”میں نے آج پہلی بار انہیں اس طرح ہنستے دیکھا ہے۔!“ نجمہ نے کہا۔

”یہ پاگل نہیں معلوم ہوتے۔!“ عمران وہاں سے ہٹتا ہوا بولا۔ ”آیئے آج پھر ہم حوض کے کنارے اپنی یادداشت درست کرنا چاہتے ہیں۔!“

نجمہ اس تذکرے پر جھینپ گئی۔ لیکن پھر اس نے فوراً ہی کہا۔ ”میں ہر وقت آپ کے متعلق سوچتی رہتی ہوں۔!“

”کیا سوچتی رہتی ہیں۔!“

”یہی کہ آپ کس قسم کے آدمی ہیں۔ آدمی ہیں بھی یا نہیں۔ میں نے پچھلے سال چڑیا گھر میں بالکل آپ ہی کی شکل کا ایک لنگور دیکھا تھا۔!“

”انگور.... ہاں ہمیں انگور بے حد پسند ہیں۔ مگر ہم نے چڑیوں کا گھر آج تک نہیں سنا۔

اسے گھونسلا کہتے ہیں.... اگر آپ نے گھونسلے میں انگور دیکھا تو ہم اسے باور کر لیں گے۔ کیونکہ اکثر پرندے بھی انگور بے حد پسند کرتے ہیں۔

نجمہ نے بات اڑا کر کہا ”آج قدیر نانا نے یہاں کوئی گڑھا نہیں کھودا وہ سارے کمپاؤنڈ کو برباد کرائے دے رہے ہیں۔!“

”ہائیں.... کیا مطلب.... کیا وہ گڑھے بھی کھودتے پھرتے ہیں۔!“ عمران نے اپنے دیدوں کو گردش دی۔!

”ہاں.... میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کس قسم کا پاگل پن ہے....اور تو اور ماموں جان ان سے بھی زیادہ خبطی ثابت ہو رہے ہیں۔!“

”کیوں وہ کیا کرتے ہیں۔!“

”اگر قدیر نانا ایک بالشت کھودتے ہیں تو وہ اسی جگہ کنواں کھدوا دیتے ہیں۔!“

”اگر ہم پر پاگل پن سوار ہو تو ہم پورے شہر کو سمندر بنا دیں گے۔“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

نجمہ ہنسنے لگی اور آہستہ سے بولی ”تم مجھے بہت اچھے لگتے ہو۔!“

”ہماری ممی بھی یہی کہتی ہیں۔!“ عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔

نجمہ اسے اس طرح گھورنے لگی جیسے سچ مچ وہ کوئی عجوبہ ہو۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ ”آپ یہاں کب تک مقیم رہیں گے۔!“

”آہا.... یہاں سے جانے کو بالکل جی نہیں چاہتا۔ ہم سوچ رہے ہیں کیوں نہ شاہ دارا کو ڈھمپ سے بدل لیں۔ مگر ہاں وہ قدیر صاحب تو پاگل ہی ٹھہرے آخر نواب صاحب پر پاگل پن کیوں سوار ہو جاتا ہے۔!“

”وہ کہتے ہیں کہ انکل جو کچھ بھی کریں۔ اس میں ان کا ہاتھ بٹایا جائے اس طرح ان کی الجھنیں رفع ہو سکتی ہیں اور ذہنی مرض دور ہو سکتا ہے۔!“

”لہٰذا اگر وہ ایک بالشت زمین کھودتے ہیں تو نواب صاحب وہاں کنواں کھدوا دیتے ہیں۔!“

”جی ہاں.... خدا دونوں کے حال پر رحم کرے.... آیئے....!“ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف کھینچتی ہوئی بولی عمران پھر اس کے ساتھ چلنے لگا۔ وہ اب صرف قدیر اور اس کے زمین

کھودنے کے خبط کے متعلق سوچ رہا تھا اور پھر اس حد تک اس کی دلد ہی کی جاتی تھی کہ جہاں وہ معمولی سا گڑھا کھودتا تھا وہاں کنوئیں کھدوا دیئے جاتے تھے۔

"کیوں شہزادی صاحبہ کیا وہ کنوئیں بند نہیں کرائے جاتے۔!"

"بعد کو بند کرا دیئے جاتے ہیں۔!"

"اف فوہ... کتنے مصارف ہوتے ہوں گے۔ میرا خیال ہے کہ نواب صاحب فرشتہ ہیں۔!"

"سنا ہے کہ ان کی ماں بھی فرشتہ تھیں۔" نجمہ نے قہقہہ لگایا۔

"کیا مطلب... آپ اپنی نانی کے متعلق کہہ رہی ہیں۔ یعنی ان پر اس طرح ہنس رہی ہیں۔!"

"ہشت.... وہ میری نانی کیوں ہونے لگی.... وہ ایک انگریز عورت تھی۔!"

"نہیں....!" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں.... نانا جان نے اس کے بعد دوسری شادی کی تھی... اور اس طرح میری ماں عالم وجود میں آئی تھیں اور آج بھی ان کا وجود پایا جاتا ہے.... میں کسی انگریز عورت کی نواسی بننے سے بہتر یہ سمجھتی ہوں کہ کسی کتیا کو نانی کہنا شروع کر دوں۔!"

"نانا کی بیوی ہر حال میں نانی کہلائے گی۔!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"کہلائے....!" نجمہ نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"مگر آپ مجھے کہاں لے جا رہی ہیں۔!"

"جہنم میں....!"

"ٹھہریئے.... ٹھہریئے....!" عمران یک بیک رک گیا۔

"کیوں....!"

"ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم کبھی جہنم میں نہیں جائیں گے کیونکہ ہمارے حضور ابا نے سیکڑوں مسجدیں تعمیر کرائی ہیں۔ یتیم خانوں اور دوسرے تعلیمی اداروں کیلئے دل کھول کر چندہ دیتے ہیں۔!"

"وہ تو سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے۔!"

"کیوں....!" عمران نے پوچھا اور چلنے لگا۔

"مسجدیں تعمیر کراتے ہیں کبوتروں اور ابابیلوں کے لئے یتیم خانوں میں چندہ دیتے ہیں.... خیر ہٹاؤ مجھے کیا....؟ مجھے مطلب....؟ نوابوں اور شاہوں کی باتیں ہیں۔!"

"اوہو.... خیر ہٹایئے.... ہاں تو آپ کے نانا نے اس انگریز عورت کی موت کے بعد آپ کی نانی سے شادی کی ہو گی۔!"

"ڈھمپ صاحب ہوش میں آیئے.... ورنہ میں آپ کا سر توڑ دوں گی....!"

"یقیناً.... وہ بھلا شادی سے پہلے میری نانی کیسے ہو سکتی ہیں۔!"

"ارے تو ہم نے یہ کب کہا ہے۔!"

"کیوں نہیں اس کا کیا مطلب ہوا کہ آپ کی نانی سے شادی کی تھی۔ گویا وہ پہلے ہی سے میری نانی تھیں.... شادی بعد میں ہوئی تھی۔!"

"ارے آپ تو عمران کی بھی چچی معلوم ہوتی تھی۔!"

"کیا.... کس کی چچی....!"

"شیطان کی چچی....!"

"آپ خود شیطان کے چچا....!"

"ہمیں منظور ہے.... بشرطیکہ آپ کے والدین راضی ہو جائیں۔!"

"کیا مطلب....!" وہ عمران کو گھورنے لگی۔ پھر اس جملے کا مطلب سمجھ کر چلتے چلتے رک گئی۔

"تم گدھے ہو مسٹر ڈھمپ....!" وہ جھینپے ہوئے انداز میں بولی۔

"ہاں ڈھمپ میں گدھے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اگر آپ انہیں دیکھ لیں تو پھر کسی آدمی کو گدھا کہنے کا خیال بھی دل میں نہ آئے۔ ہاں چلئے آپ کہاں چل رہی تھیں۔!"

"کہیں نہیں.... اب آپ جا سکتے ہیں....!"

"مگر کہاں.... ہم کہاں جائیں شہزادی صاحبہ .... پتہ نہیں ہماری آنکھوں میں اندھیرا ہے یا سورج سچ مچ غروب ہو چکا ہے۔ کیا آپ ہمیں ہمارے کمرے تک پہنچا سکیں گے۔ اندھیرے میں کچھ نہیں دکھائی دیتا۔ حالانکہ اجالے میں ہم عینک کے بغیر بھی دیکھ سکتے ہیں۔!"

حالانکہ ابھی اتنا زیادہ اندھیرا نہیں پھیلا تھا سورج غروب ہو چکا تھا اور آسمان پر چمکیلے سرخ رنگ کے بادل موجود تھے جن کا روشن عکس زمین پر پڑ رہا تھا۔ قبل اس کے کہ نجمہ کچھ کہتی جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی اور دوسرے ہی لمحے میں نواب رفعت جاہ اپنے دو محافظوں سمیت ان کے سامنے موجود تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے....!" وہ عمران کو گھونسہ دکھا کر غرائے۔

"ابھی تو کچھ بھی نہیں ہو رہا....!" عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا اور نجمہ کی طرف دیکھنے لگا۔!

"چلو شروع ہو جاؤ....!" نواب صاحب نے دونوں محافظوں کو مخاطب کیا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں ماموں جان۔!" نجمہ چیخی.... وہ بُری طرح کانپ رہی تھی۔ "آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ہم یہاں چہل قدمی کر رہے تھے۔!"

"تم جاؤ یہاں سے....!" وہ اس پر پلٹ پڑے۔

"شروع ہو جاؤ بھئی....!" عمران نے بھی محافظوں سے کہا۔

"دیکھتے کیا ہو مارو مردود کو....!" رفعت جاہ دھاڑے۔

"نہیں.... نہیں ماموں جان....!"

"شٹ اَپ....!" نواب صاحب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھنے سے روک دیا شاید وہ عمران اور محافظوں کے درمیان آجانا چاہتی تھی۔ محافظ عمران کی طرف جھپٹے۔

"ارے بھئی ذرا احتیاط سے....!" عمران نے ہنس کر کہا۔ "ہمارے کپڑے گندے نہ ہونے پائیں ہم بہت نفاست پسند ہیں۔!"

دونوں محافظ ایک دوسرے سے ٹکرا کر زمین پر ڈھیر ہوگئے۔ عمران ان سے تین ہی چار قدم کے فاصلے پر کھڑا ہنس رہا تھا۔ وہ پھر اٹھے.... بالکل ایسا ہی معلوم ہوا جیسے وہ اس بار عمران کو پیس کر پی جائیں گے لیکن ان میں سے ایک سر پکڑے ہوئے زمین پر بیٹھ گیا اور دوسرا اچھل کر تقریباً دس گز کے فاصلے پر جا گرا۔

"نواب صاحب ہم اپنے کپڑے میلے نہیں ہونے دیں گے....!" عمران نے بڑے سعادتمندانہ انداز میں کہا۔

نواب رفعت جاہ کا منہ حیرت سے پھیل گیا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے.... وہ اب پھیلا ہی رہ جائے گا۔!

نجمہ عجیب قسم کی ہنسی ہنس رہی تھی جو نہ ہنسی معلوم ہوتی تھی اور نہ اسے رونا ہی کہا جا سکتا تھا۔

"اپنی مدد کے لئے کم از کم پانچ آدمیوں کو بلالو....!" عمران نے محافظوں سے کہا جو دو

کھڑے اسے گھور رہے تھے۔ "اس طرح چوٹیں تقسیم ہو جائیں گی اور تم خسارے میں نہ رہو گے.... بولو شفق کے پجاری کی جے۔!"

"ہائیں.... پولیس.... پولیس....!" نواب رفعت جاہ بھرائی ہوئی آواز میں چیخے....

"پولیس کو فون کرو.... یہ.... یہ شش.... شفق کے پجاری....!"

دونوں محافظ دوڑتے ہوئے عمارت کی طرف چلے گئے شاید انہوں نے بھی سوچا تھا کہ چلو جان بچی۔

"نواب صاحب کیا آپ بھی پرنس قدیر کی طرح اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے ہیں۔!"

"کک.... کیوں....!"

"کیا سر سلطان نے آپ کو ہمارا حلیہ بتا کر ہمارے پرنس آف ڈھمپ ہونے کی تصدیق نہیں کی تھی۔!"

"تم کوئی بھی ہو.... لیکن میری عزت سے نہیں کھیل سکتے۔!"

"ہم نے آج تک فٹ بال کے علاوہ اور کوئی کھیل نہیں کھیلا۔ آپ خواہ مخواہ الجھن میں پڑ گئے ہیں۔ بھلا پولیس ہمارا کیا بگاڑ سکے گی۔ ایک گھنٹہ کے اندر اندر ہم سارے ملک میں تہلکہ مچا دیں گے۔!"

"تم اس لڑکی کو کیوں پھسلا رہے تھے....!" نواب صاحب غرائے۔

"خدا ہمیں غارت کرے۔" عمران اپنے گالوں پر پے در پے کئی تھپڑ مارتا ہوا بولا۔ "ارے یہ لڑکی تو خود ہمیں الو بنا رہی تھی۔ آپ ٹھیک وقت پر پہنچے ورنہ ہم الو تو خیر کیا.... ہاں مرغا ضرور بن گئے ہوتے۔!"

"کیوں....!" نواب صاحب نجمہ کی طرف دیکھ کر غرائے۔

"جی ہاں.... میں انہیں ایک گڑھے میں گرانے لے جا رہی تھی۔!"

"کیا مطلب....!"

"گڑھے میں.... جس پر لکڑی کی تیلیاں رکھ کر گھاس بچھا دی گئی تھی۔!"

"آخر کیوں....؟" نواب رفعت جاہ صاحب دانت پیس کر بولے۔

"آکا [illegible] نے انہیں حوض میں گرانے کی کوشش کی تھی مگر خود ہی گر گئی تھی۔!"

”تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔!“

”یہاں اگر کسی کا دماغ خراب نہ ہو تو اس سے ہمیں ضرور ملوایئے۔!“ عمران نے سر ہلا کر کہا۔

”ختم کیجئے.....!“ رفعت جاہ ہاتھ اٹھا کر بولے ”مجھے شرمندگی ہے۔!“

”شرمندگی ان بیچارے محافظوں پر ظاہر کیجئے جو اب ایک ہفتہ تک پلنگ پر پڑے رہیں گے۔ کیونکہ ہمارے ہاتھ کی چوٹیں عموماً دو تین گھنٹے بعد گل کھلاتی ہیں۔!“

معاملہ اس سے آگے نہ بڑھ سکا وہ لوگ عمارت کی طرف چلے گئے۔

◆

دوسری صبح روشی شاہ دارا کے اسٹیشن پر اتری اور ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اسے توقع تھی کہ عمران اسٹیشن پر موجود ہوگا۔ ٹرین چلی بھی گئی لیکن روشی پلیٹ فارم پر ہی کھڑی رہی۔ دفعتاً ایک طویل قامت اور وجیہہ آدمی اس کی طرف بڑھا۔

”محترمہ روشی.....!“ اس نے مودبانہ انداز میں سوال کیا۔

”آ.....ہاں.....جی ہاں..... فرمایئے.....!“

”مجھے ہز ہائی نس پرنس آف ڈھمپ نے سروش محل سے بھیجا ہے۔!“

”اوہ.....اچھا.....اچھا.....چلو.....!“

”دراز قد آدمی نے اس کا سفری بیگ جھک کر اٹھا لیا۔ وہ دونوں اسٹیشن سے باہر آئے۔ یہاں ایک لمبی سی لیماؤسین کھڑی تھی۔

”تشریف رکھئے.....!“ اس نے گاڑی کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ روشی بیٹھ گئی اور اس کے پیروں کے پاس اس کا سفری بیگ رکھ کر ڈرائیور کی سیٹ پر جا بیٹھا۔ گاڑی چل پڑی روشی سوچ رہی تھی کہ پتہ نہیں عمران نے کون سا کھڑاگ پھیلایا ہے اور اُسے سروش محل میں کیا کرنا پڑے گا۔

گاڑی چلتی رہی اور پھر جب وہ شہر سے نکل کر کھیتوں اور جنگلوں سے گذرنے لگی تو روشی کو تشویش ہوئی۔

”اوہ..... کیا سروش محل ویرانے میں ہے۔!“ اس نے دراز قد آدمی سے پوچھا۔

”جی ہاں... نواب صاحب شہر کے ہنگاموں سے گھبراتے ہیں۔“ اس نے مودبانہ جواب دیا۔

”میرے پرنس کی صحت تو اچھی ہے۔!“

”جی ہاں..... وہ بعافیت اور خوش ہیں۔“ اس نے جواب دیا۔

روشی خاموش ہو گئی۔ لیکن جلد ہی اس کے ذہن کو ایک زور دار جھٹکا لگا کیونکہ وہ گاڑی کسی محل کے بجائے چھوٹے سے کچے مکان کے سامنے رک گئی تھی۔ وہ سنبھل کر بیٹھ گئی۔

”نیچے اتر جایئے محترمہ.....!“ دراز قد آدمی نے اس کی طرف مڑ کر کہا۔

”یہ سروش محل ہے۔!“ روشی نے غصیلی آواز میں پوچھا۔

”جی ہاں.....!“

”تم مجھے دھوکہ دے کر کہیں اور لائے ہو۔!“

”نہیں محترمہ آپ چپ چاپ اُتر چلئے خیریت اسی میں ہے اگر اس کے خلاف کریں گی تو آپ کو پچھتانا پڑے گا۔ کیونکہ یہاں کئی وحشی اور بد تمیز آدمی موجود ہیں۔!“

روشی گاڑی سے اُتر آئی۔ دراز قد آدمی بھی اترا اور اس نے پھر روشی کا بیگ اٹھایا۔

”چلئے“ اس نے مکان کے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ روشی طوعاً و کرہاً چلنے لگی۔

وہ اندر آئے یہاں تین آدمی موجود تھے۔ اور یہ لباس اور وضع قطع سے اچھے آدمی نہیں معلوم ہوتے تھے۔ ان کی شکلیں قاتلوں کی سی تھی۔

”تشریف رکھئے.....!“ دراز قد آدمی نے ایک شکستہ کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

”اُف آپ لوگ کیا چاہتے ہیں۔!“

”آپ بیٹھ تو جایئے..... ہم قطعی دوستانہ ماحول میں گفتگو کریں گے۔!“ روشی بیٹھ گئی۔

”ہاں سنئے..... ہم صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ریاست ڈھمپ کہاں ہے۔!“

”یہ بات پرنس نے خود مجھے بھی آج تک نہیں بتائی۔!“

”یعنی آپ نہیں جانتیں.....!“

”قطعی نہیں..... کیا میں پرنس پر زور ڈال سکتی ہوں کہ وہ مجھے ڈھمپ کا جغرافیہ ضرور بتائیں۔ میں ان کی پرائیویٹ سیکریٹری ہوں۔ معقول تنخواہ ملتی ہے۔ پھر مجھے کیا پڑی ہے کہ خواہ

مخولہ انہیں غصہ دلا کر اپنا مستقبل تباہ کر لوں۔ انہیں اس وقت بہت زیادہ غصہ آجاتا ہے جب کوئی ان سے ڈھمپ کا جغرافیہ معلوم کرنا چاہتا ہے۔"

"ہوں....!" وہ کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "اچھا یہی بتا دیجئے کہ وہ سروش محل کس لئے تشریف لائے ہیں۔!"

"اب میں ان سے مل کر پوچھوں گی۔" روشی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "وہ مجھے بتائے بغیر یہاں آئے تھے۔ پھر یہاں بلانے کے لئے کل رات ٹرنک کال کی۔ میں یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ کہاں ہیں۔!"

"اچھی بات ہے۔!" اس نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "نتیجہ کی ذمہ دار آپ خود ہوں گی۔!"

"اُف آپ لوگ پرنس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں" روشی نے حیرت سے کہا۔ "وہ ایک سیدھے سادھے بیوقوف آدمی ہیں۔!"

"میں حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کون ہے۔!" دراز قد آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"حقیقت تو پرنس ہی سے معلوم ہو سکے گی۔ ویسے میں اتنا جانتی ہوں کہ دارالحکومت کے بہت بڑے بڑے آدمی انہیں دیکھ کر بوکھلا جاتے ہیں۔!"

"شاید اسی لئے رفعت جاہ نے اسے قیدیوں کی طرح رکھ چھوڑا ہے۔!" دراز قد آدمی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"رفعت جاہ کون....!"

"نواب رفعت جاہ سروش محل کا مالک ہے۔!"

"اسے بھی بند کرو....!" دراز قد آدمی نے ان تینوں سے کہا۔ جو روشی کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہے تھے۔!

دراز قد آدمی پھر بولا۔ "اب وہی پرنس کا بچہ باقی رہ جاتا ہے۔ وہ سارے محل میں ہماری بو سونگھتا پھر رہا ہے کسی طرح اسے بھی لاؤ پھر ہم اس مکان میں آگ لگا دیں گے۔!"

روشی کو دھکیل کر ایک کوٹھری کے دروازے تک لایا گیا اور پھر وہ اندر دھکیل دی گئی۔ قبل اس سے وہ نکل جانے کی کوشش کرتی دروازہ بند ہو چکا تھا۔

"ارے آپ" اسے اندھیرے میں کسی کی آواز سنائی دی لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ پھر جب اس کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئیں تو اسے ہد ہد نظر آیا جو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے گھور رہا تھا۔ روشی اسے اچھی طرح جانتی تھی اور وہ بھی اس سے واقف تھا۔ "آپ کہاں.... مس صاحب۔!"

"جہاں تم.... پتہ نہیں یہ گدھا کیا کرتا پھر رہا ہے۔!" روشی جھلا کر بولی۔

* * *

ڈرائیور کھڑا ائبری کی طرح کانپ رہا تھا۔ اور نواب رفعت جاہ.... جامہ سے باہر ہوئے جا رہے تھے.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اسے قتل ہی کر دیں گے۔

"حضور گاڑی خراب ہو گئی تھی، میں کیا کرتا۔!"

"گاڑی کے بچے.... پہلیں نہیں دیکھ لیا تھا کہ انجن کس حالت میں ہے۔!"

"ہمیشہ رات کو دیکھ لیتا ہوں سرکار.... رات کوئی خرابی نہیں تھی۔!"

"پھر کیسے خراب ہو گیا۔!"

"ختم کیجئے....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ہم اغوا کی بو سونگھ رہے ہیں۔ ورنہ وہ اب تک یہاں پہنچ گئی ہوتی.... اب آپ براہِ کرم ہمیں آزاد کیجئے۔ ورنہ نتائج بہت بُرے ہوں گے۔!"

"ٹھہریئے جناب مجھے بھی سوچنے دیجئے۔!" نواب رفعت جاہ نے کہا پھر ڈرائیور کی طرف دیکھ کر غرائے۔ "دفع ہو جاؤ.... جاؤ.... لیکن میری اجازت کے بغیر محل کی حدود سے باہر قدم نہ نکالنا۔!"

ڈرائیور سر جھکائے ہوئے چلا گیا۔

"زیادہ دیر کرنا ٹھیک نہیں ہے نواب صاحب۔!" عمران نے کہا۔

"ارے صاحب یہ کیا ضروری ہے کہ وہ آ ہی گئی ہو۔!"

"کیا...اگر وہ نہ آئی ہو گی تو ہم اسکی گردن اڑا دیں گے ڈھمپ میں نافرمانی کی سزا موت ہے۔!"

"اگر آئی تھی تو کہاں گئی۔!"

"وہیں.... جہاں سے پچھلی شام کو آپ نے ایک ٹائپ کیا ہوا خط پایا تھا۔ کیا اس میں یہ تحریر نہیں تھا کہ ڈھمپ کا شہزادہ اپنی سیکریٹری کو طلب کر رہا ہے۔!"

”آپ کو کیسے علم ہوا۔!“ رفعت جاہ نے حیرت سے کہا۔

”ہمیں سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ ہم اہالیان ڈھمپ کے روحانی پیشوا بھی ہیں۔ بس اب جلدی کیجئے۔ ورنہ میری سیکریٹری خطرے میں پڑ جائے گی۔!“

”تم مجھے بیوقوف نہیں بنا سکتے ننھے بچے.....!“ رفعت جاہ کا لہجہ بہت زہریلا تھا۔

”بنا سکتا ہوں.....!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”ہم بعض اوقات اپنے حضور ابا تک کو بیوقوف بناڈالتے ہیں۔ مگر نواب صاحب اس وقت ہم بہت ہی خراب موڈ میں ہیں اس لئے۔!“

”کچھ نہیں۔!“ رفعت جاہ..... ہاتھ اٹھا کر بولے۔ ”تم نے یہاں سے بھاگ نکلنے کے لئے یہ پروگرام بنایا تھا..... وہ نہیں آئی..... لہٰذا تم اسے خطرے میں ثابت کر کے یہاں سے نکلنے کا موقع تلاش کر رہے ہو۔!“

”ہم ایک بار پھر کہتے ہیں کہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کیجئے۔ سر سلطان جیسے لوگ غیر ذمہ دارانہ گفتگو نہیں کرتے۔!“

”میں اپنی مرضی کا مالک ہوں..... ضروری نہیں کہ میں کسی مسئلہ پر سر سلطان ہی کی رائے کو اہمیت دوں۔!“

عمران کچھ نہ بولا۔ اسے سچ مچ غصہ آگیا تھا۔ لیکن اس نے اس پر ایک حماقت انگیز مسکراہٹ کا پردہ ڈال دیا۔ محل سے نکل جانا اس کے لئے کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ مگر وہ خود ہی اس سے پہلو تہی کر رہا تھا۔ مقصد جو کچھ بھی رہا ہو۔

وہ پیر پٹختا ہوا کمرے سے نکلا اور ایک طرف چلنے لگا۔ اس دن سے ہدہد بھی نظر نہیں آیا تھا۔ رفعت جاہ نے اس پر بھی شبہ ظاہر کیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ تمہاری جان پہچان کا ایک آدمی یہاں تھا وہ غائب ہو گیا۔

عمران چلتے چلتے مالتی کی ان جھاڑیوں کے قریب رک گیا جہاں پچھلی شام اس نے رفعت جاہ کے دو محافظوں کی کھوپڑیاں سہلائی تھیں۔

وہ کوئی نیا ہی خیال تھا۔ جس نے اسے بُری طرح چونکا دیا۔ تقریباً پندرہ منٹ تک وہ وہیں خیالات میں ڈوبا ہوا کھڑا رہا۔ پھر کسی قسم کی آواز پر چونکا۔ جو جھاڑیوں کی دوسری طرف سے آئی تھی۔

عمران بہت آہستگی سے جھاڑیوں میں داخل ہوا..... اور دوسری طرف اسے پرنس قدیر نظر آیا جو گھاس پر چت لیٹا ہوا تھا۔ اور قریب ہی دو محافظ بیٹھے اونگھ رہے تھے۔ قدیر تھوڑی دیر بعد کچھ بڑبڑانے لگتا تھا۔ اور وہ دونوں چونک کر پھر اونگھنے لگتے تھے۔ دفعتاً قدیر اٹھ بیٹھا۔ ساتھ ہی محافظ بھی سنبھل کر بیٹھ گئے۔ ان کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ان کی ذرا سی غفلت انہیں موت سے ہم کنار کر دے گی۔

قدیر نے جیب سے ایک قلم تراش چاقو نکالا اور اس کی نوک سے ایک جگہ کی مٹی کھودنے لگا۔

”دیکھنا.....!“ ایک محافظ نے دوسرے سے کہا۔

”مرنے دو سالے کو.....!“ دوسرا بڑبڑایا۔ ”کہاں تک تھکیں مریں ایسا پاگل پن تو آج تک نہ دیکھا نہ سنا۔!“

”اٹھاؤ پھاوڑا.....!“ دوسرا ہنس پڑا۔

”بیٹھے رہو چین سے.....!“ اس نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے قدیر کے کانوں تک ان کی گفتگو پہنچی ہی نہ ہو۔ وہ بے تعلقانہ انداز میں مٹی کھودتا رہا..... پھر تھوڑی دیر بعد چاقو ایک طرف پھینک کر اپنی پیشانی رگڑنے لگا۔

وہ آہستہ آہستہ کچھ بڑبڑا بھی رہا تھا۔

”پیپل..... پیپل.....!“ ایک بار اس کی آواز بلند ہو گئی۔

”واپس کب چلو گے بادشاہ سلامت.....!“

ایک محافظ نے اسے مخاطب کیا۔

”کہاں چلوں..... نہ یہاں مرغیوں کا ڈربہ ہے اور پیپل کا پیڑ..... مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ میں بکری کی مینگنیاں کھاؤں گا۔ موٹی جڑ کے نیچے قلندر کا بندر قیولہ کرتا ہے..... موٹی جڑ..... موٹی جڑ..... ہاں ہاں..... موٹی جڑ موٹی..... موٹی..... موٹی..... جڑ.....!“

اس نے تالیاں بجا بجا کر قوالوں کی طرح..... ”موٹی جڑ“ کو رٹنا شروع کر دیا۔

”اب مغز نہ کھاؤ نہیں تو ہم تمہیں اونٹ کی مینگنیاں کھلا دیں گے“ ایک محافظ نے کہا۔

”بکری کی مینگنیاں۔!“ قدیر نے جھلا کر کہا۔ ”اونٹ ہوتا تو مجھے پتیاں کیوں توڑنی پڑتیں۔!“

”گاؤں میں پتیاں توڑتے ہو۔ بکریاں چراتے ہو..... اور یہاں آ کر بادشاہ سلامت بنتے ہو۔ ہمارا بس چلے تو ہم تمہیں خداگنج پہنچا دیں۔ نہ دن چین نہ رات چین۔!“ محافظ نے کہا۔

"خداگنج نہیں داتا گنج....!" قدیر نے کہا۔

"اب چلو اپنے کمرے میں نہیں تو سر پر پھاوڑا مار کر مغز بہادیں گے۔!"

"نہیں.... خدا کے لئے نہیں....!" قدیر خوف زدہ آواز میں بولا۔ "میں دنیا میں اکیلا ہوں.... بالکل اکیلا...." اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا.... وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

محافظ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے۔

"مجھے وہاں پہنچادو.... وہاں.... میں وہاں جاؤں گا.... میری بکری....!" وہ تھوڑی دیر کے بعد ہچکیاں لیتا ہوا بولا۔

"اٹھو....!" محافظوں نے اس کی بغلوں میں ہاتھ دے کر زبردستی اٹھادیا اور دھکیلتے ہوئے عمارت کی طرف لے جانے لگے۔

عمران نے طویل سانس لی۔ اس کے چہرے پر گہرے تفکرات کے آثار تھے۔ وہ بھی عمارت کی طرف مڑ گیا۔ اب وہ اس حصے کی طرف جارہا تھا جہاں نجمہ رہتی تھی۔ اس نے دور ہی سے نجمہ کو ایک کھڑکی میں کھڑے دیکھ لیا تھا۔ قریب پہنچ کر اُس نے ہاتھ اٹھا کر مؤدبانہ اسے سلام کیا۔ نجمہ کا چہرہ چمک اٹھا اُس نے اسے ٹھہرنے کا اشارہ کیا اور کھڑکی کے پاس سے ہٹ گئی۔

کچھ دیر بعد وہ تیزی سے چلتی ہوئی اس کی طرف آرہی تھی۔

"مجھے رات بھر نیند نہیں آئی۔" اس نے عمران کے قریب پہنچ کر ہانپتے ہوئے کہا۔ "چلئے وہیں مالتی کی کنج میں بیٹھیں گے۔ مجھے ماموں جان کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہے۔ انہوں نے خود ہی کچھ دنوں کے لئے ہم لوگوں کو یہیں بلوایا تھا۔! ورنہ میں تو ان کے یہاں تھوکنا بھی پسند نہیں کرتی۔!"

"مگر وہ شاید سب سے زیادہ آپ ہی پر مہربان معلوم ہوتے ہیں۔!"

"مگر میں ان سے بے حد نفرت کرتی ہوں۔!"

"واہ.... یہ بات ہماری سمجھ نہیں آسکی۔ آپ ان سے نفرت بھی کرتی ہیں۔ لیکن شاید، آپ کے علاوہ ان کی رہائش گاہ میں اور کوئی نہیں جاتا۔!"

"نہیں بتاسکتی کہ انہیں جلانے میں مجھے کتنا لطف آتا ہے۔ جب وہ مجھ پر جھلاتے خار کھاتے ہیں تو میرا دل خوشی سے ناچنے لگتا ہے۔ اگر کسی سے نفرت ہو جائے تو ہر وقت اس کے سر پر سوار رہنا چاہئے۔ وہ پاگل ہو کر مر جائے گا۔!"

"ہائیں تو کیا.... پرنس قدیر آپ ہی کا شکار ہوئے ہیں۔!"

"قدیر نانا....!" اُس نے طویل سانس لے کر کہا۔ "میں نہیں سمجھ سکتی کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ کیا چاہتے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ ماموں جان کو قتل نہ کر دیں۔!"

"کیوں....؟ کیوں....؟"

"بس یوں ہی.... میں یہی محسوس کرتی ہوں۔ جس وقت ان پر بڑبڑاہٹ کا دورہ پڑتا ہے وہ ماموں جان ہی کے بارے میں زیادہ تر بکواس کرتے ہیں۔ قتل کردوں گا.... مار ڈالوں گا.... زندہ نہ چھوڑوں گا۔ دیکھئے کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے پاگل پن کا ڈھونگ اسی لئے رچایا ہو۔!"

"کس لئے....!"

"اسی پاگل پن کی آڑ میں ماموں جان کو قتل کر دیں۔!"

"آپ کو کیوں اتنی تشویش ہے جب کہ آپ ان سے اتنی متنفر ہیں۔!"

"ضروری نہیں کہ جس سے نفرت کرتی ہوں اس کی موت بھی برداشت کرلوں۔!"

"نہ برداشت کیجئے.... ہمیں کیا.... ہاں قدیر صاحب البتہ ہمیں بے حد دلچسپ معلوم ہوتے ہیں۔ ان کا گھر کہاں ہے۔!"

"داتا گنج میں....!"

"داتا گنج کہاں ہے۔!" عمران نے بڑے بھولے پن سے پوچھا۔

"یہی سڑک جو شہر سے یہاں آتی ہے۔ داتا گنج سے بھی گزرتی ہے۔ یہاں سے شاید چار میل کا فاصلہ ہے۔ مگر آپ کو ان سب باتوں سے کیا سروکار۔!"

"کچھ نہیں ہمیں کیا سروکار.... لیکن آپ ہمیں مالتی کی کنج میں نہ لیجائیں۔ ممکن ہے آج نواب صاحب ہم پر مینڈھے چھوڑ دیں۔ خدا کی پناہ.... کل وہ ہماری اوور ہالنگ ہی کرا ڈالتے۔ آخر وہ خفا کیوں ہو گئے تھے۔!"

"پتہ نہیں....!" نجمہ نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "کیا میں دودھ پیتی بچی ہوں۔!"

"قطعی نہیں.... آپ کی عمر زیادہ سے زیادہ پچاس سال ہو گی۔!"

"پچاس سال.... آپ گھاس تو نہیں کھا گئے۔!"

"کیا یہاں کھانے کے قابل کوئی گھاس بھی پائی جاتی ہے۔" عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ اتنا بنتے کیوں ہیں۔!"

"اگر بگڑنا شروع کر دیں تو آپ ہمیں بد اخلاق کہیں گی.... خیر ہاں.... یہ تو بتایئے کہ آپ لوگ کس مٹی سے بنے ہیں۔ اگر آپ لوگوں کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو کبھی کا یہاں سے چلا گیا ہوتا۔ آخر آپ اور آپ کی ممی یہاں کیوں مقیم ہیں۔!"

"اوہ.... انہیں ماموں جان سے بے پناہ محبت ہے۔ کیونکہ ان کا سگا بھائی کوئی نہیں تھا۔ وہ انہیں خطرات میں چھوڑ کر نہیں جا سکتیں۔!"

"آپ کے والد صاحب کا کیا خیال ہے۔!"

"پاپا کا خیال.... پاپا بیچارے ممی سے بہت ڈرتے ہیں۔ ان میں اتنی ہمت نہیں کہ ممی کے معاملات میں دخل انداز ہو سکیں۔!"

"اوہ آپ.... کیا آپ بھی خائف نہیں ہیں۔!"

"خوف کس بات کا.... میرا خیال ہے کہ آج کل ماموں جان تفریح کے موڈ میں ہیں۔ کسی دوست سے ان کا مذاق جاری ہے۔!"

"کیا مطلب....!" عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"ان کے مذاق بھی عموماً خطرناک ہی ہوتے ہیں۔ لہٰذا اکثر ان کے بعض احباب بھی ان سے ویسے ہی خطرناک مذاق کر بیٹھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے کسی دوست کو اس جرمن سیاح کے متعلق معلوم ہو جس نے خود کو شفق کا پجاری بتایا تھا۔!"

"لیکن ہم اس مذاق میں کیسے آ کودے....!" عمران نے پھر جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں۔

"معاف کیجئے گا.... آپ صورت سے بالکل گاؤدی معلوم ہوتے ہیں ممکن ہے آپ کو بیوقوف سمجھ کر اس مذاق میں شریک کیا ہو گا۔ یعنی آپ اس مذاق کا ذریعہ بنائے گئے۔ ظاہر ہے کہ آپ ہی کی وجہ سے تو ہمیں ڈائنامائیٹ کا علم ہوا.... ورنہ اگر وہ شفق کے پجاری سچ مچ ماموں جان کو ختم کرنا چاہتے تھے تو انہوں نے خود ہی یہ کارنامہ کیوں نہیں انجام دے ڈالا۔ وہ بھی باہر کی جھاڑیوں میں چھپ کر آسانی سے کام کر سکتے تھے۔!"

"آپ بہت ذہین ہیں۔" عمران نے کہا۔ "مگر حقیقتاً وہ اس سے متفق نہیں تھا۔ کیوں کہ اب اس نے ایک بالکل ہی نئے زاویئے سے اس کیس کا جائزہ لینا شروع کر دیا تھا۔

"اور آپ کا اپنے متعلق کیا خیال ہے۔ اوہو ہم یہاں کیوں رک گئے کتنی دھوپ ہے۔!"

"اب ہم یہاں سے واپس جائیں گے.... کیوں کہ ہمارا اپنے متعلق کوئی خیال نہیں ہے۔!"

پھر وہ اسے وہیں چھوڑ کر لمبے لمبے قدم رکھتا ہوا عمارت کی طرف چلا گیا۔

◆

اسی شام کو عمران نے ایک بار پھر رفعت جاہ کی موجودگی میں روشی کے لئے ٹرنک کال کی۔ لیکن آپریٹر نے بتایا کہ دوسری طرف سے جواب نہیں مل رہا۔

عمران کو رفعت جاہ پر بڑا غصہ آیا۔ لیکن وہ خاموش ہی رہا۔ ویسے وہ سوچ رہا تھا کہ آج رات کو کسی نہ کسی طرح یہاں سے ضرور نکل جانا چاہئے۔ ہدہد بھی غائب ہو گیا تھا ورنہ وہ اسی کو اس راہ پر لگانے کی کوشش کرتا۔

وہ اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ روشی اور ہدہد سروش محل کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئے۔ دونوں ہی بوکھلائے ہوئے تھے۔ انہیں جلد ہی نواب رفعت جاہ کے پاس پہنچا دیا گیا۔ عمران بھی وہیں موجود تھا۔

پھر تقریباً پندرہ منٹ تک عمران روشی پر گرجتا برستا رہا اور وہ گھبرائے ہوئے انداز میں وہ سب کچھ دہراتی رہی جو اس پر گزری تھی۔

"اب یہ کمبخت حد سے گزرتے جا رہے ہیں۔" رفعت جاہ فرش پر پیر پٹخ کر بولے پھر ہدہد سے پوچھا۔ "تم کہاں تھے۔!"

"جج.... جناب والا وہ پانچ تھے اور میں اکیلا مجھے زبردستی پکڑ لے گئے تھے۔!"

"مگر پھر تم لوگ رہا کیسے ہوئے۔!" عمران نے دونوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

"باتوں میں وقت برباد نہ کرو.... اس مکان پر فوراً ریڈ ہونا چاہئے۔!" نواب رفعت جاہ نے فون کی طرف جھپٹتے ہوئے کہا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ پولیس ہیڈ کوارٹر کو فون کر رہے تھے۔

روشی نے بتایا کہ وہ ان تینوں آدمیوں کو آپس میں لڑانے میں کامیاب ہو گئی تھی جو ان کی نگرانی کر رہے تھے۔ اس طرح انہیں نکل بھاگنے کا موقع مل گیا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ڈیڑھ درجن مسلح کانسٹیبلوں کا ایک دستہ سروش محل پہنچ گیا۔ ڈی ایس پی سٹی بھی اس کے ساتھ آیا تھا۔ ہدہد کی رہنمائی میں اس مکان پر ریڈ کیا گیا۔ جو سروش محل سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ لیکن وہاں کوئی بھی نہ مل سکا۔ مکان ویران پڑا تھا۔ یہ مکان ایک مقامی زمیندار کا چوبارہ تھا۔ لیکن تحقیقات کرنے پر ثابت ہوا کہ زمیندار اس سے لاعلم تھا کہ اس دوران میں اس کو کوئی استعمال کرتا رہا ہے۔ وہ خود تو اسے سال میں صرف دو بار ان ایام میں استعمال کرتا تھا جب ششماہی لگان کی وصولیابی کا وقت آتا تھا۔

بہر حال یہ ریڈ ناکام رہا۔ عمران نے روشی کو پولیس والوں کے ساتھ نہیں جانے دیا تھا۔ حالانکہ وہ اسے بھی لے جانا چاہتے تھے۔ نواب رفعت جاہ بھی اس ریڈ میں شریک تھے۔

واپسی پر عمران غائب تھا۔ اس کے متعلق روشی سے پوچھ گچھ کی گئی۔ لیکن روشی کے پاس لاعلمی کے اظہار کے علاوہ اور کیا تھا۔

"تم نے انہیں کہیں جانے کیوں دیا۔" ڈی۔ ایس۔ پی نے پوچھا۔

"میں نے....!" روشی نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔ "آپ ایک ذمہ دار آفیسر ہو کر اس قسم کا سوال کر رہے ہیں۔ مجھے افسوس ہے بھلا کس کی ہمت ہے کہ وہ پرنس کو ان کے کسی ارادہ سے باز رکھ سکے اور پھر میری ایک ملازمہ کی حیثیت ہے میں انہیں کس طرح روک سکتی تھی۔!"

ڈی۔ ایس۔ پی خاموش ہو کر رفعت جاہ کی طرف دیکھنے لگا۔

"لیکن....!" روشی نے رفعت جاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "وہ آپ کے لئے ایک خط دے گئے ہیں۔!"

"ہوں....!" رفعت جاہ کا منہ بگڑ گیا۔ وہ چند لمحے روشی کو گھورتے رہے۔ پھر بولے۔

"آخر تمہیں کیوں ساتھ .... نہیں لے گئے۔!"

"ہو سکتا ہے انہوں نے اس کی وجہ خط میں تحریر کر دی ہو۔" روشی نے زرد رنگ کا ایک لفافہ ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

رفعت جاہ نے لفافہ چاک کیا اور اونچی آواز میں خط پڑھنے لگے۔

مائی ڈیئر نواب رفعت جاہ

آج ہمیں یک بیک یاد آگیا کہ ہم شاہ دارا کیوں آئے تھے۔ ہم شاہ دارا اس لئے آئے تھے کہ یہاں کی تاریخی عمارتیں دیکھیں گے لیکن شفق کے پجاریوں کے چکر میں پڑ کر ہمیں سب کچھ بھول جانا پڑا۔ فی الحال ہم آج کم از کم دو عمارتیں دیکھنے کی کوشش ضرور کریں گے۔ گو کہ اندھیرے میں ہم کو صاف نہیں دکھائی دیتا۔ لیکن پھر بھی کوشش تو کرنی چاہئے۔ ہماری سیکریٹری ہماری واپسی تک سروش محل ہی میں مقیم رہے گی اگر آپ چاہیں تو اسے یرغمال کے طور پر رکھ سکتے ہیں ہمارے لئے اُسے انکار نہ ہوگا۔

کنور سلیم آف ڈھمپ

رفعت جاہ نے وہ خط ڈی۔ ایس۔ پی کی طرف بڑھا دیا۔ وہ تھوڑی دیر تک اس پر نظر جمائے رہا پھر بولا۔

"کیا آپ کو ان حضرت پر کسی قسم کا شبہ ہے۔!"

"آپ کو تو اس کا علم ہو ہی گیا ہوگا کہ وہ کس طرح سروش محل کی حدود میں داخل ہوا تھا۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ میں اسے کیا سمجھوں۔!"

"اگر آپ اس کے خلاف کوئی تحریری بیان دے سکیں تو بہتر ہے۔!"

"نہیں.... ابھی میں اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کر سکا۔ بھئی قصہ یہ ہے کہ مرکزی حکومت کے ایک ذمہ دار آدمی نے تصدیق کی ہے کہ وہ ڈھمپ کا شہزادہ ہے۔!"

"ڈھمپ کہاں ہے" ڈی۔ ایس۔ پی نے پیشانی پر شکنیں ڈال کر کہا۔ "میں نے یہ نام پہلی بار سنا ہے۔!"

"شمالی پہاڑی سلسلے میں ایک آزاد علاقہ ہے۔" روشی بول پڑی۔

"ہوگا....!" نواب رفعت جاہ نے لاپرواہی ظاہر کرنے کے لئے اپنے شانوں کو جنبش دی۔ ان کے چہرے پر گہرے تفکر کے آثار نظر آ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد پولیس والے رخصت ہو گئے۔

دوسری صبح رفعت جاہ کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے عمران کو ناشتے کی میز پر موجود پایا۔ انہوں نے صبح ہی صبح محافظوں سے رات بھر کی رپورٹ طلب کی تھی۔ لیکن ان میں سے کسی نے بھی عمران کی واپسی کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔

عمران نے انہیں متحیر دیکھ کر ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہا۔ ”ہم آپ کو صرف یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ ہم جب بھی چاہیں سروش محل سے جاسکتے ہیں اور اسی طرح واپس آسکتے ہیں کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔!“

رفعت جاہ کچھ نہ بولے نہ جانے ان کا چہرہ کیوں ستا ہوا سا معلوم ہو رہا تھا۔ اور ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ حال ہی میں بستر علالت سے اٹھے ہوں۔

ناشتہ بہت خاموشی سے ہوا۔ البتہ کبھی کبھی رفعت جاہ عمران کو گھورنے لگتے تھے۔ عمران بھی خاموش ہی ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی نئے واقعہ کا منتظر ہو۔ آخر ایک واقعہ ہو ہی گیا۔

رفعت جاہ نے پائپ میں استعمال کی جانے والی تمباکو کا ڈبہ اٹھایا اور اس کا ڈھکن کھول کر تمباکو نکالنے کیلئے اس میں اپنی انگلیاں ڈال دیں۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران نے انہیں چونکتے دیکھا اور ان کی انگلیاں تمباکو کی بجائے کاغذ کا ایک تہہ کیا ہوا ٹکڑا دبائے ہوئے باہر آئیں۔

رفعت جاہ مضطربانہ انداز میں اس کی تہیں کھول رہے تھے۔ پھر دفعتاً ان کے چہرے کی رنگت زرد ہو گئی۔ عمران بھی کاغذ ہی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”کیا مصیبت ہے....!“ رفعت جاہ بھرائی ہوئی آواز میں بڑبڑائے۔

”کیا میں اسے دیکھ سکتا ہوں۔“ عمران نے پوچھا۔

”ضرور.... ضرور....!“ رفعت جاہ کا لہجہ طنزیہ تھا۔ عمران نے کاغذ اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لیا۔ ٹائپ کے حروف میں تحریر تھا۔

”رفعت جاہ

اب وہ تینوں تصویریں نکال کر کمپاؤنڈ میں کسی جگہ رکھو:.... اور یہ
آخری وارننگ ہے۔ ورنہ آج ہی سے صحیح معنوں میں تم پر مصیبتوں کا
نزول شروع ہو جائے گا۔ گیارہ بجے سے پہلے پہلے میں وہ تینوں

تصویریں کمپاؤنڈ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ ورنہ ٹھیک گیارہ بجے تمہارا کوئی
عزیز دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔

پجاری“

”آپ واقعی بہت ضدی ہیں۔“ عمران تشویش کن لہجے میں بولا۔ ”لیکن آخر آپ اپنی ضد پر کسی عزیز کو کیوں قربان کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ اب پجاری اپنی کسی بھی دھمکی کو عملی جامہ پہنا ڈالے گا۔!“

”پھر میں کیا کروں....!“ نواب رفعت جاہ بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔

”تصویریں کمپاؤنڈ میں رکھوا دیجئے۔!“

”نہیں.... میں ڈی۔ ایس۔ پی سے مشورہ لئے بغیر ایسا نہیں کر سکتا۔ آخر وہ انہیں کمپاؤنڈ میں کیوں رکھوانا چاہتا ہے۔ کیا وہ اتنا ہی چالاک ہے کہ انہیں اتنے آدمیوں کی موجودگی میں اٹھا لے جائے گا۔!“

”کچھ بھی ہو آپ کو وہی کرنا چاہئے جو اس نے لکھا ہے۔!“

”ٹھہرئیے.... میں ڈی۔ ایس۔ پی کو اس کی اطلاع دیئے بغیر ایسا نہیں کر سکتا.... رفعت جاہ نے کہا اور میز سے اٹھ گئے۔ عمران وہیں بیٹھا رہا۔ تقریباً دس منٹ بعد رفعت جاہ پھر واپس آئے۔

”میں نے فون کیا ہے۔ ڈی۔ ایس۔ پی جلد ہی یہاں پہنچ جائے گا۔!“ رفعت جاہ نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اس بار ڈی۔ ایس۔ پی دس مسلح کانسٹیبلوں کے ساتھ آیا دو سب انسپکٹر بھی تھے۔ اس نے بھی رفعت جاہ کو یہی رائے دی کہ تصویریں کمپاؤنڈ میں رکھوا دی جائیں۔

”تصویریں میں نے محل کے ایسے تہہ خانے میں چھپائی ہیں جہاں کسی کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی۔“ نواب رفعت جاہ نے کہا۔

”چلئے اگر میری مدد کی ضرورت ہو تو میں تیار ہوں.... مگر مناسب یہی ہے کہ آپ ان تصویروں کو نکلوا لیں۔!“

کچھ دیر بعد عمران بھی ان کے ساتھ تہہ خانے میں موجود تھا۔ جس کے متعلق رفعت جاہ کا خیال تھا کہ وہاں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔ لیکن بظاہر رفعت جاہ کو اتنا ہوش کہاں تھا کہ وہ

وہاں عمران کی موجودگی پر احتجاج کر سکتے۔ کیوں کہ وہاں لکڑی کے تین بڑے بڑے فریم رکھے ہوئے تھے لیکن تصویریں کہیں نہیں نظر آ رہی تھیں۔

"میرے.... خدا....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔ "انہیں تو دیمک نے صاف کر دیا۔!"

دونوں فریموں کے کینواس دیمک کی مٹی سے ڈھکے ہوئے تھے۔ پھر انہیں ہاتھ لگاتے ہی لکڑی کے فریموں کے سوا اور کچھ نہ رہ گیا۔ دیمک نے دونوں کے کینواس چاٹ ڈالے تھے۔

"اب کیا ہو گا....!" رفعت جاہ بے بسی سے بڑبڑائے۔

"فکر نہ کیجئے۔!" ڈی۔ ایس۔ پی بولا۔ "آپ دوسری کوئی تصویریں کمپاؤنڈ میں رکھوا دیجئے۔ میں ان لوگوں کو دیکھ لوں گا۔!"

وہ تہہ خانے سے نکل آئے۔ نواب رفعت جاہ ڈی۔ ایس۔ پی کا سہارا لے کر چل رہے تھے۔ ان کی حالت کچھ ایسی ہی تھی کہ وہ قدم قدم پر لڑکھڑا رہے تھے۔

ہال سے تین بڑی تصویریں اتاری گئیں اور پھر انہیں ڈی۔ ایس۔ پی نے اپنی دانست میں ایک ایسی جگہ رکھوا دیا جہاں دشمن چاروں طرف سے مار کھا سکتا تھا۔ روشی اور عمران سب دیکھ رہے تھے لیکن خاموش تھے۔

اس وقت مرد آہن یعنی نواب رفعت جاہ پر اختلاج قلب کا دورہ پڑ گیا تھا اور وہ مضطربانہ انداز میں ادھر اُدھر دوڑے پھر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے سارے اعزاء کو عمارت سے نکال لیا تھا اور وہ سب میدان میں کھڑے تھے۔ ان کے گرد پولیس کا گھیرا تھا۔ یہاں اتنی زیادہ سراسیمگی دیکھ کر ڈی۔ ایس۔ پی نے کچھ اور کانسٹیبل طلب کر لئے تھے۔

پونے گیارہ بج چکے تھے اور نواب رفعت جاہ کی حالت غیر ہوتی جا رہی تھی۔ دفعتاً ڈی۔ ایس۔ پی عمران کی طرف مڑا اور عمران نے اس سے کہا "ہمارے لئے یہ منظر بڑا عبرت ناک ہے۔ اگر نواب صاحب نے پہلے ہی یہ تصویریں....!"

"ہوں....!" ڈی۔ ایس۔ پی غرایا۔ "میں اپنی ذمہ داری پر آپ کو حراست میں لیتا ہوں۔ اگر نواب صاحب کے کسی عزیز کو معمولی سا بھی گزند پہنچا تو آپ....!"

"ارے.... انکل قدیر....!" دفعتاً نواب صاحب چیخے اور پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دوڑنے لگے۔

"انکل قدیر کہاں ہیں.... ارے.... خدا کے لئے.... تلاش کرو....!"

وہ عمارت کی طرف بڑھے اور ان کے پیچھے عمران بھی لپکا۔ عمارت کے قریب پہنچتے پہنچتے ڈی۔ ایس۔ پی، روشی اور نجمہ کا بھی اضافہ ہو چکا تھا۔

"ارے او نجمہ کی بچی" رفعت جاہ دانت پیس کر بولے "تو کیوں آ گئی بھاگ... جا یہاں سے۔!"

"نہیں ماموں جان....!" نجمہ نے خشک لہجے میں کہا اور روشی کی طرف دیکھ کر بولی۔ "میں اس یوریشین عورت سے پیچھے نہیں رہنا چاہتی۔ کیا وہ فولاد کی بنی ہوئی ہے۔!"

"جہنم میں جاؤ....!" رفعت جاہ نے غصیلے لہجے میں کہا اور عمارت میں داخل ہو گئے۔

گیارہ بجنے میں صرف دس منٹ رہ گئے تھے۔

"ارے وہ...." دفعتاً عمران چیخا۔ "وہ چھلانگ لگائی وہ گئے۔"

"کون....؟" ڈی۔ ایس۔ پی اس کی طرف مڑا۔

"قدیر.... انہوں نے سامنے والی کھڑکی سے چھلانگ لگا کر.... وہ بارجہ پکڑ لیا تھا اور پھر اس طرف کود گئے۔!"

"نہیں....!" نواب رفعت جاہ کے لہجے میں حیرت تھی۔ پھر وہ ادھر ہی دوڑنے لگے جدھر عمران نے اشارہ کیا تھا۔ وہ زینہ طے کر کے اوپری منزل پر پہنچ گئے۔

اور نواب رفعت جاہ ایک کمرے کی طرف جھپٹے۔ ان کے ساتھ ہی نجمہ اور ڈی۔ ایس۔ پی بھی اندر گھستے چلے گئے۔ روشی بھی ان کا ساتھ دینے ہی والی تھی کہ عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"ارے.... ارے...." پیچھے سے ہدہد چیخا۔ مگر عمران کمرے کا دروازہ بند کر چکا تھا۔ جس میں وہ تینوں داخل ہوئے تھے۔

"یہ کیا حرکت...." اندر سے ڈی۔ ایس۔ پی دھاڑا۔

"تم مجھے حراست میں لینے والے تھے نا۔" عمران نے دروازے کو بولٹ کرتے ہوئے کہا۔

"او سور کے بچے.... دروازہ کھولو....!" نواب رفعت جاہ دروازہ پیٹ رہے تھے۔ "تم مکار.... جھوٹے قدیر یہاں موجود ہے.... دروازہ کھولو....!"

"گیارہ بجنے میں صرف پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔ مری جان نواب صاحب....!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو....!" روشی اسے جھنجھوڑ کر بولی۔

"میں.... میں.... ان سبھوں کو ختم کرنے جا رہا ہوں۔" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"صرف چار منٹ رہ گئے ہیں اس کے بعد ان سبھوں کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔ سنتے ہو نواب مچھر جاہ.... میں شفق کا پجاری ہوں صرف ساڑھے تین منٹ اور رہ گئے ہیں۔!"

"پاگل دیوانے.... دروازہ کھولو....!" رفعت جاہ برابر چیخے جا رہے تھے اور اس انداز میں دروازہ پیٹ رہے تھے جیسے اسے توڑ کر باہر نکل آئیں گے۔

"ڈی۔ ایس۔ پی سٹی....!" عمران نے تحکمانہ انداز میں پوچھا۔ "کیا قدیر اندر موجود ہے۔ میں محکمہ داخلہ کا ایک نمائندہ تم سے جواب طلب کر رہا ہوں۔!"

"قدیر یہاں ہے۔ اس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے ہیں۔!"

"تب پھر تم اپنا ریوالور نکال لو.... شفق کا پجاری اسی کمرے میں بند ہے۔!"

عمران نے کچھ اور بھی کہنا چاہا لیکن رفعت جاہ کی چیخم دھاڑ میں اس کی آواز مدغم ہو گئی۔

"رفعت جاہ صرف دو منٹ اور رہ گئے ہیں۔" عمران غرایا۔

"کیا کہا تھا۔ محکمہ داخلہ کا نمائندہ....!" اندر سے ڈی۔ ایس۔ پی نے تھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں نمائندہ خصوصی.... کیا سارے ملک کے حکام کے پاس اُس کے لئے محکمہ داخلہ کا مخصوص حکم نامہ موجود نہیں ہے۔!"

"آپ.... یعنی کہ.... علی.... عمران.... صص صاحب....!" ڈی۔ ایس۔ پی ہکلایا۔

"ہاں.... میں ہی ہوں.... نواب صاحب.... صرف ایک منٹ اور رہ گیا ہے....!"

"کھولو.... سور کے بچے.... کھولو.... رفعت جاہ پاگلوں کی طرح چیخے جا رہے تھے۔!"

"رفعت جاہ کے ہاتھوں میں ہتھ کڑی ڈال دو۔" عمران غرایا۔ "میں انہیں اقدام قتل اور دواؤں کے ذریعہ قدیر اور اڈلفیا کے ایک ویٹر کے دماغ خراب کرنے کے جرم میں حراست میں لیتا ہوں۔!"

"ہاہاہا....!" دفعتاً رفعت جاہ کا وحشیانہ قہقہہ بند کمرے میں گونج اٹھا۔

"ایک منٹ.... ہاہا.... ہاہا.... تم مجھے گرفتار نہیں کر سکتے.... نہیں کر سکتے.... تم سبھوں کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔!"

دفعتاً اندر سے اس قسم کی آوازیں آنے لگیں جیسے دو آدمی ایک دوسرے سے لپٹ پڑے ہوں۔

نجمہ چیخ رہی تھی۔ "خدا کے لئے دروازہ کھولو.... بچاؤ.... بچاؤ....!"

"کھولو.... دروازہ....!" روشی عمران کو دھکیل کے آگے بڑھی۔

"کیسی تفریح ہے۔" عمران اپنی بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔ روشی دروازہ کھول چکی تھی۔

رفعت جاہ اور ڈی۔ ایس۔ پی ایک دوسرے پر پلے پڑ رہے تھے۔ نجمہ پاگلوں کی طرح باہر بھاگی۔

"مرے.... مرے.... تم سب مرے....!" رفعت جاہ نے پھر قہقہہ لگایا۔

"تم شاید خواب دیکھ رہے ہو رفعت جاہ۔" عمران نے ہنس کر کہا۔ "جہاں تم نے پچھلی رات ٹائم بم رکھا تھا وہاں اب تمہیں موتی چور کا لڈو ملے گا۔ کیا سمجھے۔!"

"اوہ.... چھوڑو....!" رفعت جاہ نے ڈی۔ ایس۔ پی کا بازو منہ میں بھر لیا اور وہ درد کی شدت سے کراہا۔ اسی اثناء میں اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور رفعت جاہ نے اسے ایک طرف دھکا دے کر دروازے میں چھلانگ لگائی۔

لیکن دروازے پر عمران جما کھڑا تھا.... لہٰذا ڈی۔ ایس۔ پی کو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ رفعت جاہ کے دوبارہ کمرے آگرنے کی وجہ کیا تھی۔

قدیر ایک پلنگ پر بیہوش پڑا تھا اور اس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے۔ رفعت جاہ نے فرش پر پڑے ہی پڑے قدیر پر چھلانگ لگائی لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران نے ٹانگ پکڑ کر کھینچ لی۔

"ہتھ کڑی لگاؤ۔" عمران نے ڈی ایس پی سے کہا۔

عمران نے رفعت جاہ کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے تھے اور رفعت جاہ کی جدوجہد برابر جاری تھی۔ لیکن عمران کی گرفت سے نکل جانا آسان کام نہیں تھا۔

باہر نجمہ ہاتھ ہلا ہلا کر چیخ رہی تھی.... "سب پاگل ہیں.... یہاں سب پاگل ہیں۔!"

کچھ دیر کے بعد سروش محل کا ہال مقامی حکام سے بھرا ہوا تھا۔ چونکہ معاملہ ایک معزز آدمی کا تھا اس لئے تقریباً سبھی آئے تھے۔ ان میں کچھ ایسے بھی تھے جو رفعت جاہ کو اس حال میں دیکھ کر غصے میں بھر گئے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ رفعت جاہ کے خلاف کچھ ثابت کئے بغیر ہتھ کڑی نہ لگانی چاہئے تھی۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے عمران سے سوال کیا کہ رفعت جاہ کو کس جرم میں گرفتار کیا

گیا ہے۔

"اقدامِ قتل .... فراڈ .... دواؤں کے ذریعے دو افراد کی ذہنی حالت خراب کرنا .... قدیر پاگل نہیں تھا .... اسے بعض زہریلی اشیاء کے ذریعہ پاگل بنایا گیا ہے اور اس کی ذمہ داری سراسر رفعت جاہ پر ہے۔ اڈلفیا کا ایک ویٹر بھی انہیں حالات کا شکار ہوا ہے اور اس کا ذمہ دار بھی یہی شخص ہے۔ پچھلی رات اس نے اسی عمارت کے ایک کمرے میں ٹائم بم رکھا تھا۔ اور اس کے بعد اس کے دو ملازموں نے بیہوش قدیر کو اسی کمرے میں پہنچا دیا تھا۔ میں نے اس ٹائم بم کو چیک کیا تھا وہ آج ٹھیک گیارہ بجے پھٹ جاتا، اس طرح شفق کے پجاری کی دھمکی عملی جامہ پہن لیتی یعنی قدیر کے پرخچے اڑ جاتے اور پولیس شفق کے پجاری کی تلاش میں سرگرداں نظر آتی۔ اسی لئے رفعت جاہ نے انتظام کیا تھا کہ پولیس موقع واردات پر پہلے ہی سے موجود رہے۔ رفعت جاہ نے قدیر کو تلاش کرنے کے لئے بڑی شاندار ایکٹنگ کی تھی۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ ہمیں اس کمرے تک ہرگز نہ لے جاتا جہاں قدیر سچ مچ موجود تھا۔ ہم عمارت کے دوسرے حصوں میں ہوتے کہ ہمیں ایک دھماکہ سنائی دیتا۔ ٹائم بم زیادہ قوت والا نہیں تھا۔ اس سے صرف قدیر کا سر غائب ہو جاتا۔ عمارت کو کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ واضح رہے کہ یہ ٹائم بم قدیر کے تکئے کے نیچے رکھا گیا تھا۔ آپ خود سوچئے کہ آخر رفعت جاہ کو قدیر کا خیال صرف پندرہ منٹ پہلے کیسے آیا۔ جب کہ وہ بقیہ عزیزوں کو چن چن کر عمارت سے باہر نکال لایا تھا۔ اس کا مقصد یہی تھا کہ وہ ہمیں پندرہ منٹ تک عمارت کے دوسرے حصوں میں ٹہلاتا پھرے۔ اور اسی اثناء میں بم پھٹ جائے۔ مگر بم تو میں نے اسی وقت ہٹا دیا تھا جب وہ قدیر کو وہاں لٹا کر باہر چلے گئے تھے۔ رفعت جاہ کو شاید یقین نہیں تھا کہ قدیر مقررہ وقت تک بیہوش رہے گا۔ لہٰذا اس کے ہاتھ پیر باندھ دیئے گئے تھے اور منہ میں کپڑا ٹھونس دیا گیا تھا۔!"

"مگر پھر وہ قدیر کے کمرے میں داخل ہو گئے تھے۔!" کسی نے کہا۔ "حالانکہ اس وقت تک دھماکہ بھی نہیں ہوا تھا اور گیارہ بجنے میں پندرہ منٹ باقی تھے۔!"

"میں نے نفسیاتی طور پر انہیں اس کے لئے مجبور کر دیا تھا۔" عمران نے مسکرا کر کہا۔ "جب ہم عمارت میں داخل ہو رہے تھے میں نے چیخ کر کہا "وہ رہا .... وہ گیا .... اوپر .... اس پر رفعت جاہ رک گیا۔ میں نے اسے بتایا کہ ابھی ابھی قدیر فلاں کھڑکی سے کود کر فلاں بارجے پر گیا ہے۔

رفعت جاہ چونکہ تھوڑا بہت نروس بھی تھا لہٰذا اسے یقین آ گیا اور اس نے غیر ارادی طور پر اسی کمرے کا رخ کیا جہاں اس نے پچھلی رات قدیر کو چھوڑا تھا۔ بہر حال شفق کے پجاری کا ڈھونگ اسی لئے پھیلایا گیا تھا کہ رفعت جاہ پولیس کی ناک نیچے ہی اتنا بڑا جرم کرنے کے بعد بھی معصوم رہ سکے قدیر مر جاتا اور پولیس شفق کے پجاری کی تلاش میں بھاگی بھاگی پھرتی اور آخر کار اس کیس کا فائل ہی بند کر دیا جاتا۔ بھئی شفق کے پجاری کا وجود ہوتا تو پولیس کسی نہ کسی طرح اُسے ڈھونڈ نکالتی .... مگر ایسی صورت میں جب کہ رفعت جاہ پر شبہ کئے بغیر ہی سراغ رسانوں کے گھوڑے دوڑتے رہتے تو نتیجہ معلوم .... ٹھہریئے ابھی کوئی سوال نہ کیجئے۔ مجھے کہہ لینے دیجئے یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ شفق کے پجاریوں کا پروپیگنڈا کرنے کے لئے رفعت جاہ کے جو آدمی ہاتھ لگا وہ میں ہی تھا۔ شاید اس نے اڈلفیا کے ویٹر کو ہدایت کر دی تھی کہ یہ خط کسی بیوقوف آدمی کے ہاتھ لگنا چاہئے .... جو اسے لے کر سیدھا پولیس اسٹیشن دوڑا چلا جائے یا وہیں ہوٹل ہی میں چیخ چیخ کر اس کا اعلان کرنے لگے۔ پھر ویٹر کا دماغ خراب کر دیا گیا تاکہ وہ کسی سے کچھ کہہ نہ سکے اور وہیں سے ایک پر اسرار اور ہنگامہ خیز جاسوسی ناول اسٹیج ہونا شروع ہو جائے .... لیکن یہ بیسویں صدی ہے .... آج کل فومانچو .... سومرو .... ڈاکٹر نکولا .... یا مقدس جوتا ٹائپ کی لغویتیں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔!"

"مگر یہ سب کچھ ہوا کیوں ....!" ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پوچھا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں یہ سب کچھ نہ بتاؤں گا۔ میرے پاس ایسے کاغذات موجود ہیں جو ثبوت کے طور پر پیش کیے جا سکتے ہیں اور ان سے جرم کا مقصد بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ براہِ راست محکمہ داخلہ کی تحویل میں جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ حکومت اس سلسلے میں اپنے طور پر کوئی علیحدہ کارروائی کرنا چاہے۔ بہر حال رفعت جاہ کو تا حکم ثانی حراست میں رکھا جائے اور اس کے لئے صرف میں ذمہ دار ہوں۔ میں نہیں بلکہ محکمہ داخلہ ذمہ دار ہے۔!"

اس کے بعد کسی نے کچھ نہیں پوچھا لیکن موڈ سب کا خراب ہو گیا تھا۔ سبھوں کو رفعت جاہ سے ہمدردی تھی۔ کوئی اسے باور کرنے کو تیار ہی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ رفعت جاہ پر لگائے جانے والے الزامات صحیح ہوں گے۔

اسی شام کو روشی اور عمران اڈلفیا میں واپس آ گئے۔ نجمہ بھی ان کے ساتھ چلی آئی تھی۔

غالباً وہ اس چکر میں تھی کہ عمران سے سب کچھ معلوم کرے۔ لیکن آخر اسے مایوس ہو کر واپس جانا پڑا۔

مگر روشی سے وہ اپنا پیچھا کیسے چھڑاتا۔

”او.... تمہیں بتانا پڑے گا طوطے.... آخر اس نے تنہا یہ سب کچھ کیسے کر ڈالا....!“ روشی نے اس کا سر سہلاتے ہوئے کہا۔

”تنہا.... نہیں.... تو.... اس کے ساتھ کئی آدمی تھے لیکن انہیں اصل مقصد کا علم نہیں تھا۔ وہ یہی سمجھتے تھے کہ رفعت جاہ نے شفق کے پجاریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ان کی خدمات حاصل کرلی ہیں۔ وہ اسی کے آدمی تھے۔ جنہوں نے تمہیں اور ہدہد کو پکڑا تھا۔ تم اس غلط فہمی میں بھی نہ مبتلا رہنا کہ تم نے اپنی حکمت عملی سے رہائی حاصل کی تھی۔ رفعت جاہ کا پروگرام ہی یہی تھا کہ تم لوگ پکڑ کر چھوڑ دیئے جاؤ تاکہ پولیس کو شفق کے پجاریوں کے وجود کا یقین ہو سکے۔ دوسری طرف اس نے اپنے آدمیوں کو یہ سمجھایا ہو گا کہ میں تم یا ہدہد شفق کے پجاریوں سے تعلق رکھتے ہو۔!“

”مگر وجہ بتاؤ.... وجہ.... اس نے اتنا کھڑاگ پھیلایا کیوں تھا۔ وہ قدیر کو کیوں قتل کرنا چاہتا تھا۔!“

”کیونکہ وہ اپنے باپ کی اولاد نہیں تھا۔!“

”کیا مطلب....!“

قدیر کے پاس اس کے ثبوت میں کچھ کاغذات موجود تھے جنہیں وہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ کسی طرح اسے علم ہو گیا تھا کہ قدیر کے پاس ایسے کاغذات موجود ہیں۔ لہٰذا اس نے پہلے تو شاید سیدھی طرح کام نکالنا چاہا لیکن قدیر اس پر رضامند نہیں ہوا ظاہر ہے کہ جب قدیر نے ایسے کاغذات کی طرف سے لاعلمی ظاہر کی ہو گی تو رفعت جاہ نے سوچا ہو گا کہ ممکن ہے کہ اب وہ انہیں اس کے خلاف استعمال ہی کر بیٹھے۔ لہٰذا اس نے کسی قسم کے زہر سے اس کی دماغی حالت ہی برباد کردی۔ لیکن شاید دماغی حالت خراب ہونے سے پہلے قدیر ان کاغذات کے متعلق سوچتا رہا تھا۔ لہٰذا پاگل ہو جانے کے بعد بھی اُن خیالات کی پرچھائیاں آپس میں گڈمڈ ہو کر اس کے ذہن میں چکراتی رہیں وہ ان کاغذات کے لئے جگہ جگہ زمین کھودتا رہتا اور رفعت جاہ وہاں

کنوئیں کھدواتا رہتا۔ ہو سکتا ہے کہ رفعت جاہ نے اسی لئے اس کا دماغ خراب کیا ہو کہ وہ پاگل پن ہی میں اس جگہ تک رسائی کر جائے جہاں اس نے کاغذات چھپائے ہوں۔ یہی بات درست ہو سکتی ہے۔ اسی لئے وہاں کنواں کھدوا دیتا تھا۔ جہاں قدیر صرف ایک ہی بالشت زمین کھود ڈالتا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ وہ کاغذات ایک جگہ دفن ہی تھے میں نے ایک بار قدیر کر بڑبڑاتے سنا تھا باتیں قطعی بے ربط تھیں۔ لیکن میں نے پچھلی رات داتا گنج جا کر اس کے مکان کا جائزہ لیا تو اس کی بے ربط باتیں یاد آنے لگیں۔ وہاں ایک پیپل کا درخت تھا جس کے نیچے بکری کی مینگنیاں بکھری ہوئی تھیں اور پیپل کی کئی جڑیں زمین کی سطح سے اوپر اٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے اس کی بے ربط باتیں جو سنی تھیں ان میں پیپل کی سب سے موٹی جڑ کا حوالہ بھی تھا.... پھر مجھے یاد آیا کہ قدیر زمین کھودنے کے خبط میں مبتلا تھا.... بس میں نے پیپل کی سب سے موٹی جڑ کے نیچے کھودنا شروع کردیا۔ شاید ڈیڑھ فٹ نیچے ہی کسی سخت چیز سے کدال ٹکرائی اور لوہے کا ایک چھوٹا سا صندوق تھا.... بس پھر وہیں سے رفعت جاہ کا بیڑہ غرق ہونے لگا۔ میں نے اس وقت تک ان لوگوں کے پیچھے لگا رہا جب تک کہ یہ قدیر کو اس کمرے میں لٹا کر باہر نہیں چلے گئے.... آہاں.... اب آگے میں نہیں بتاؤں گا۔

”بتانا پڑے گا طوطے.... ورنہ میں تمہاری زندگی تلخ کردوں گی اور میں جو کچھ کہتی ہوں تم اچھی طرح جانتے ہو۔!“

عمران نے بُرا سا منہ بنا کر ایک طویل سانس لی اور بولا ”وہ صولت جاہ کی اولاد نہیں ہے۔ خود صولت جاہ کی تحریر اس سلسلے میں موجود ہے اور اسی تحریر کے لئے اتنا ہنگامہ ہوا تھا۔ صولت جاہ کا بیان ہے کہ وہ شادی کے پانچ ماہ بعد پیدا ہوا تھا۔ ان کاغذات کے ساتھ شادی کا سرٹیفکیٹ اور رفعت جاہ کی پیدائش کا سرٹیفکیٹ بھی موجود ہے۔ لیکن صولت جاہ کھلم کھلا اس کا اظہار کر سکا اور نہ یہی کر سکا تھا کہ رفعت جاہ کی ماں کو طلاق دے دیتا کیوں کہ وہ انگلینڈ کے ایک نائٹ کی لڑکی تھی۔ اس نے صولت جاہ کو ڈرا دیا تھا کہ اگر اس نے اس بات کا اعلان کیا تو اس سے خطاب اور جاگیر دونوں چھین لئے جائیں گے۔ صولت جاہ یہ نہیں چاہتا تھا۔ مجبوراً اسے خاموش رہ جانا پڑا۔ لیکن اس نے یہ سب کچھ صرف قدیر کی والدہ یعنی اپنی سوتیلی ماں کو بتا دیا تھا۔ بلکہ اپنے تحریری بیان کے ساتھ وہ سارے ثبوت بھی اس کے حوالے کر دیئے تھے جو اس سلسلے میں کام آسکتے۔ اس نے لکھا ہے کہ

سب کچھ محض اسلئے کررہا ہے کہ ممکن ہے کبھی ملک انگریزوں کے پنجے سے آزاد ہی ہو جائے اس وقت یہ کاغذات قومی حکومت کے سامنے پیش کر کے صحیح حق دار کا حق دلوادیا جائے۔

”بڑا چالاک تھا....!“

”پتہ نہیں.... چالاک تھا یا گھامڑ....“ عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ ”مگر اس گدھے نے دو شادیاں کی تھیں۔ پتہ نہیں یہ لوگ دو شادیاں کر کے زندہ کیسے رہتے ہیں۔!“

”کر کے دیکھو....!“

”نہیں.... بس.... اتنا ہی کافی ہے کہ ہمارے خاندان میں ایک آدمی نے شادی کرلی تھی۔!“

”کس نے....!“

”ڈیڈی نے.... !ان کی شادی پر میں آج تک پچھتا رہا ہوں۔“ عمران نے گلوگیر آواز میں کہا اور چیونگم کا پیکٹ پھاڑنے لگا۔

پھر یہ کہانی یہیں نہیں ختم ہو گئی۔ رفعت جاہ کی طرف سے آج تک مقدمہ لڑا جارہا ہے۔ ویسے بہترین قسم کے قانون دانوں کی یہی رائے ہے کہ رفعت جاہ کا کامیاب ہونا ناممکن ہے۔ جائیداد نجمہ کی ماں ہی کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ قدیر اور اڈلفیا کا ویٹر آج بھی صحیح الدماغ نہیں ہو سکے۔

(ختم شد)